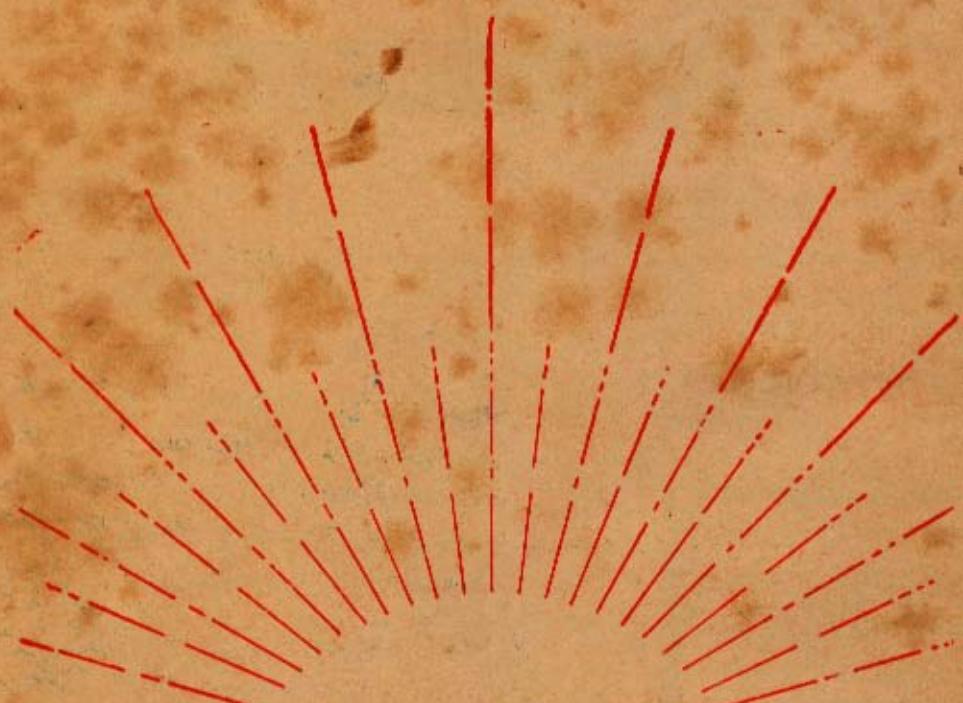


مـاہنـامـه بـجـلـی دـیـوبـند



مرتب: نـاـمـه عـشـانـی وـزـیر فـضـل عـشـانـی (مضـدـین دـیـوبـند)

DURR-E.NAJAF



دھات کا سر اسیں مضبوطی ادا میں مرزا کو بادشاہ
مضبوط خول

درجہ

- اندھے پن کے سوا آنکھوں کی تسامی پیاریوں کا تیرپید ف علاج
- دھنڈا موٹیا جالا رتوندا پڑبائی اور سرفی وغیہ کے لئے پینتام شفا۔
- درست نگاہ والے بھی اسے استعمال کرتے ہیں کیونکہ آخری عمر تک نگاہ کو قائم رکھتا ہے۔
- ہدایات ساتھ بھی جاتی ہیں۔ محمد پلیک مضبوط اور تازہ نوٹ بخال صحتی کی سیانی سالانہ ۲ ریس طلب کیجئے۔
- بارہ سال سے بے شمار آنکھوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔

چند تعریفی خطوط کی نقلیں ملاحظہ فرمائیں

- شیخ الحدیث حضرت رحماء حسین احمد صاحب مدفن
صلد دھجعہ علاء ہیشند
- سے پہنچا ہوں۔
- ذکر ظفر سیار خال حشائیم بھی آئی اسٹیم آئی
زم انہلیتی سوچن لہنہ تو
- سے پہنچا ہوں۔
- سر جھف آنکھوں کی تیاریوں کیلئے بہت فائدہ مند ہے کہ اس کی توصیف ہے اس سے مرضیوں پر استعمال کیا۔ اس کے استعمال سے آنکھوں کی روشنی ہنس ترقی ہوتی ہے۔
- مولا شمسیر احمد صاحب عثمانی تحریر فرماتے ہیں
- سے پہنچا ہوں۔
- سر جھف اکثر بینوں کو دیا گیا اور اس کے استعمال سے اکثر اپنے اسکے بہت سے سرے میں سے اسے انتقال کرنے والے سب سے اچھا اور بہتر سے پایا۔ مجھے اسید ہے کہ جس واسطے نہایت مفید ہے۔ میں پلک سے غافل کرنا ہوں اسکے استعمال کرے گا وہ میرے بیان کی تصدیق صرف زبان سے نہیں بلکہ آنکھوں سے کرے گا۔
- ذکر انعام احق سب ایں ایم ایس یونیورسٹی
- مولا تقاضی محدثیت صنعتیم الہموم دیوبند قطبادیں
- ایف آر اسی بنی ایں ریس مادربرہ
- میں نے یہ سرہ استعمال کیا۔ آنکھوں کو تقویت اور جلاشی میں مفید پایا۔ اسید ہے کہ اسی تصریح اس بصارت افسوس میں سے سر جھف کو اپنے بہت سے مرضیوں پر استعمال کیا۔ سر جھف کا استعمال کر کے اسی نتیجہ پر پہنچنے جس پر بعد تجویز کے آنکھوں کے امراض میں مفید پایا۔ میں یہ شہر پرنس کو

ہندوستان کا پتہ۔ دارالفیض رحمانی دیوبند۔ ضلع سہاران پور۔ یونی پی
پاکستان کا پتہ۔ شیخ سیام احمد حشائی بیہ ۲۰ ناظم آباد کراچی۔ پاکستانی حضرات اس پتہ پر نیتیت مع مقصود ٹیک رواہ کر کے رسیدے
شیخ ریس پہنچنے کی۔ میں رواہ کر دیا جائے گا۔

ناج پپی کی حسین و حبیل مکتبہ عوام

(جن میں نمبر دینے گئے ہیں ان کے آڑوں صرف نمبر کا جواہر کافی ہو گا)

حامل بلا ترجمہ لاجاپ سفری ایڈشن [چالیس بیتے تصریحات اور روشن حروف احمد مجید حسوبیات کے اعتبار سے لا جاپ چیز ہے جو ناساز ہوئے باوجود تحریر اور جلی اور ازاب یعنی تلفظ ہیں کہا جا پڑا اور ہمیں پڑتا جلد ہر صیافت کا تھوڑا بھروسہ ہے۔]

حامل بلا ترجمہ جسمی [آسامی سے اور کی جیسیں آجاتی والی اور صاف کھانی۔ ہر طرح قابلِ اعتمان ہے جلد بہت عبورت اور فضیبوت، مددیہ تینیں ہے۔]

مجموعہ و خالق ترجم [اس میں سورہ ۱۱۴۔ ستح الرعن، دا تھر، نک، مزل، نہ، غیر، اخلاص، حق، الناس، کھف، دعائے گنج، العرش، دودوکبر در و تعالیٰ اور وہندہ اور سیں باہی اور در و تجھے کیسی، جلد پاکار پڑھنے پڑے پیشہ وہ ترجم

مجموعہ و خالق غیر ترجم [آئیں کلام، تکفیر شیخ کے لائق، بدیر پار ہے۔] مددیہ تینیں ہے۔

مناجات مقبول [پوری طاعت بالا کی۔ بدیر جائز ہے اما]

حامل مستترجم ۳۱ [صفحہ کی لمبائی دل اونچ پہنچانی پانچ روح۔ دگویا نادل سائز سے قبیلے بڑی اور جلد بہت بڑھ جیسا ترجمہ۔ مفہومت مکمل۔ جلد بہت بڑھ جیسا ترجمہ۔ چھپائی دروگی مکملی۔ جلد بہت بڑھ جیسا اول کلام۔ نہایت دل کش دیدہ زیر، دیکھنے کے قابل چیز ہے پریسولہ روپے۔]

حامل مستترجم ۳۲ [طول ۵۔ ۵۔ عرض ۳۔ اونچ جسمی تقطیع۔ تحریر فتح الحمد۔ خوبیت دروگی چھپائی۔ کاغذ سفید۔ بلند آثار روپے۔]

حامل مستترجم ۳۳ [ترجمہ۔ حضرت مولا ناشا ذفتح الدین غدوت دہلوی، پیر تفسیر و فتح القرآن نادل سائز سے تلفیح محنت و طباعت۔ زین بزر، کاغذ اعلیٰ و خاصی آثر، بلند پڑھنے پڑے۔]

حامل مستترجم ۳۴ [ترجمہ سیس و بادا دادہ، حاشیہ پرد و تقاضا سائز میں سے کچھ بڑا۔ متن گلے دین سبز۔ کھاتی چھپائی بہت نیس بیش۔ کاغذ دلائی مکمل۔ مددیہ تینیں ہے۔]

یاد رہے کہ تلحیح کمال ہر وقت نہیں ملتا۔ اپنے آڑ کو بھر پر نہ مانیے

مکتبہ جسلی دیوبند ضلع سہارپور (یو۔ پی)

فتران ناج ترجمہ۔ تحریر و تفسیر و فتح القرآن۔ برٹش پور خشمہ، دروگی چھپائی، تفسیر، کاغذ، پریس، بلند پڑھنے پڑے۔

محمد بن عبدالوہاب

از مولانا مسعود عالم نہدی
بازہوں صدی بھری کے مشہور علیٰ شیعہ شیعہ اسلام محمد بن عبدالوہاب بحدی کی سیرت اور دعوت بر میں تحقیقی تصنیف۔ جیسیں شرق و مغرب کے تمام ماننے پوری طرح کلکھائیں فلسفہ پریشان اور فلسفہ پریشان کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔

ذمہ دار کتابوں کے حوالے ہمہ رشتہ ہیں بلکہ ان کتابوں کی ملکیتی برازیں اور مقام کوئی تفصیل ایمان کی گئی ہے کتاب کی ثقاہت و اہمیت کیلئے خاص معنف کا اہم ایمانی ہے۔ قیمت دو روپے آٹھ روپے۔

مولانا اسماعیل شہید کی دو شہرہ آفاق امام حکیم اللہ کتابیں صراط - میثمن (اردو)

جو عرصے نے نایاب تھی اور ادب و فرشت کی بہت مطاہعت کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ بدعتات کا رد اور بطرافہ دو روپے کی تحقیق۔ قیمت جلد تین روپے (بلکہ اعلیٰ چار روپے)

تقویۃ الایمان (اردو) تمام متعلقہ رسائل گیسا تجسس اور میڈیا میں بتائیا ہے
ادارہ تربیۃ اعلیٰ کی ایک دو روپے کتاب جسے اہل بیعت اور ادارہ ایاب پاٹل پریشان چاہتا ہے۔ قیمت چالٹ پریشان (بلکہ پانچ روپے)

دنیا سے اسلام کے لا جواب اہل سلام امیر حکیم اسلامی کی
شہرہ آفاق تصنیف اردو باس میں۔ جلد چھڑے۔

اس سیکھا ب نہ والی احمدت

حکیم الامم مولانا اشرف علیؒ کی چند کتابیں

حکیم الامم مولانا اشرف علیؒ نے اس کتاب میں ایک امام وینی چیزیں شامل کی ہیں جن کو اختیار کر کے سلا
حیات المسلمين (اردو) کی زندگی صحیح منی میں اسلامی زندگی کو جو جانی ہے۔ جو امام، اصول و معتقدات اور اعمال و عبادات مذکور کیا گئیں
بھروسے ہو سکتے ہیں ان کو کبھی کسکے ہر شخص کے لیے بخوبی ادا بھیں جو انسان کی طہی کر دی ہے۔ جلد اخراج خوبصورت ذمہ دار قیمت ہے۔

اصطلاح الرسم (اردو)

از حضرت مولانا اشرف علیؒ ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ زین بے شمار رکیں اور طریقہ اپنے ماخنچو گئے ہیں کہ ہر فی الحقیقت غیر اسلامی ہیں
لیکن امام لا ملکی کے سبب ان کی بحافی سے داقف نہیں۔ اپنے کم و دوچار کی اصلاح کے لیے حضرت حکیم الامم مولانا اشرف علیؒ کی تصنیف بھیں ہیما تھیں
ذیان مامن ہم سلیمان۔ آخر میں رسالہ صلی اللہ علیہ وسلم معاشرات "بھی" شانی ہے۔ کتاب جلد ہے۔ سو خوبصورت رنگیں ذمہ دار۔ قیمت ہے۔

تفسیر الدین (اردو) از حضرت مولانا اشرف علیؒ ہے۔ بہت انسان اور دین وین کے ضروری احکامات کی دلخیل کرو جو
شرک و بدعت کی تفصیل۔ تعموف کے مکاتب پر معلومات دیگریں ملتے۔ تعمود شیعہ مسلم اور دیگر
اہم بحاثت۔ خوبصورت ذمہ دار۔ سی جلد۔ قیمت ہے۔

حدیث کی چند نسیہ و کتب از دوسرے حجہ

بخاری شریف (اردو مکمل) جہاں تک ہیں مل پڑے ہے ابھی اکتاب بعدِ کتاب اللہ (قرآن) کے بعد سے زیادہ سمع کتاب بخاری شریف کا اتنا مکمل اردو ترجمہ اجتنک شایع نہیں ہوا ہے پسی اور نہایت مبارک کوشش ہے جو امع المطابع کرائی ٹھنکے کی ہے۔ امام بخاری کی جمع کردہ ۲۴۵۰ حدیثوں کا ملکی اور قابلِ اعتماد ترجمہ پاکستانی طاقت دکاہت سے اپنے سفید کا فخر اپنے کھنیرتی دیوبند سو حاصل کر سکتے ہیں، یعنی حدیثوں پر حقیقتی محتوا صرف چھپیں لگ دیے ہوئے ہیں۔ مجدد مسلم دین جلد تھیں ملک اور دین جلد میں رکھ دیے ہوئے ہیں۔ ہر حصہ الحکم کی طلب کر سکتے ہیں۔ اس صورت میں فی حصہ تو پہلی قیمت ہوگی۔ (بیانہ فتحہ مسیحیہ تاریخیہ)

متوطہ امام امâلک مترجم (عربی بھی اردو) امâلک نے ہر کسوٹی پر کہ کرائی جمع کردہ احادیث سے اتحاب فرم کر مدد و نفع عالم سن کر یعنی مدرس کی کتاب اصل حسنہ بی با اعراب اور اس کے مقابل اردو ترجمہ، از علامہ محدث جید الزماں شیخ ضروری فائدہ اس مدد کی کیسا نعم طبع ہوئی ہے کہ اجتنک اس کی کتابت دطباعت کا ایسا حق ادا نہ کرو ہو جگا، صفات ملکی۔ بکار فذ سعید، ہدایہ مجدد بارہ بیٹے۔ مجدد مسلم تیرہ جلدی پر (بیانہ فتحہ مسیحیہ تاریخیہ)

مشکوہ شریف (اردو) مجہود ترکی سے زائد احادیث بخوبی کامبیش بہاذ خیرو۔ یعنی حدیث کی جھی رہ کتابوں، بخاری، مسلم، ترمذی الیور اور دین باجیر، اسی، متوطہ امام امâلک، امام شافعی، ترمذی اور داری کا مطر، اس کتاب میں مشکوہ عربی کی تناہ احادیث کا مکمل ترجمہ ضروری تشریفات کیا گی ہے، اور عاشیر پرستی محتوا نات قائم کر دیتے گئے ہیں۔ دو جلد اس ہر کامل کا فذ سعید، کامل ہدیہ بال جلد سوتھی پرے۔ اور جلد مجموعی اطمانتہ پرے (فقط اصلی بیس ٹھنڈے)۔

ترمذی شریف (اردو) بخاری و متوطہ امام امâلک کے بعد اس مجموع ستہ کی شہرو کتاب ترمذی شریف کا بھی اردو ترجمہ چھپ کر تیرہ بیجی گئے، سفید مدد کا فذ، نفس طباعت دکتہت، حصہ اول مجدد دش می پرے، حصہ دو مجدد دش روپے، دو حصہ ایک بھی وقت طلب کریں تو اسیں رکھ دیے۔

بیونغ المسرم ہم اپنے مساقی اذکار میں جگہ کی شہرہ آفاق تصنیف ہے جس کی اصل اور اردو ترجمہ کیک ساتھ شایع کیا گی جو ایک کامیاب کتاب میں کیا درج ہے۔ باخبر حضرات سے پوشیدہ نہیں، آپ کی یہ تصنیف بخاری، مسلم، ترمذی الیور اور داری کے سند کتب احادیث سے مختسب کیے ہوئے دینی احکام کا مکمل سند ہے، جو کوئی میں دریا کے مراوف ہے، کہ تعلیم یا فتنہ اور زیادہ نیز سے کچھ دو نوں اس کتاب سے برادر فائدہ اٹھاسکے نہیں (غیرت بلکہ آخر روپے)۔

هر قسم کی کتابیں پرہیز ذیل سے طلب کریں

مکتبہ شیخی دیوبند صلح سہارنپور (بیو. پ)

تفسیر بن کثیر

کون ہا خیر مسلمان ہے جس نے اس شہرہ آفاؤ تھیف
کا نام رکھتا ہو گا۔ مردہ ہو کر کارخانہ ام الحطایع نے
اس علمی تفسیر کا ملیس اور در ترجیح ۲ یا ۳ حسن دخوبی کیست.
شارع کر دیا ہے۔ پانچ جلدیں میں مکش۔ قیمت جلد
پنیتھوڑ پے (ہر جلد علیحدہ علیحدہ مگر مل کتھی ہی)
(جلد طلب فرمائیں)

امام اعظم ابوحنیفہ کی مفضل سوانح حیات

سیرۃ النعماں

از علامہ شبیل نعمانی۔ مسلمانوں کی اکثریت امام ابوحنیفہ کی پڑی ہے
میکن کم لوگ ہیں جو دین کے اس بعلی جمل کی سوانح حیات
و اتفاق ہوں۔ سیرۃ النعماں اسی کی کوچہ را کرتی ہے جس ایسی
زندگی کے مفہول حالت ایمان افراد زاد تعالیٰ کو کرنے
ہیں۔ قیمت دو پل پے (قلم نیشن پیپلز)

تفسیر بن کثیر

بنی

ہر جلد علیحدہ علیحدہ بھی مل سکتی ہے
جلد اول سڑہ پڑے۔ دو ہمارہ پڑے
انہلکے۔ سو ہمارے پڑے۔ مٹکے چہارہ شوال
پڑے۔ سیم بارہ پڑے۔ ہر جلد علیحدہ ہو گی۔

علم الحدیث

جس میں ملکہ علم حدیث کی انتہائی
تحقیق کی گئی ہے اور دکھلایا گیا ہے
کہ روح رک آجائ جس قسطہ تا خواہ پر
ناز ہے۔ اسلام ہزار برس پہنچاں کو
کھل کر چکھے۔
پہنچ کر بھی جلد قیمت ہے۔

البیان فی علوم القرآن

مشہور تفسیر حنفی کے صنف دلالات علیمی فہرست طویل کی حفظ مسلمان
کتاب دہی ہے جسکی توصیف میں ملا مرا اور شاہ صاحب بھی مل اس
تے یا لفاظاً کو کھوئے کہ اسکی تفسیر اگرچہ مکن ہے واقع ہمیں "خدا کی ذات
و صفات، سلسلہ ملکر، جسٹی، مسٹر، قبر، جنت، دوہنی، نبوت، ناوار،
نشورخ، استخارہ، دکنیا، دو احتراق، قرأت کی بھیں۔ صفات مدد
کافذ، لکھائی پھیلائی معیاری۔ قیمت جوہہ ہے پپے (فخر بخوبی سو روپے)

شیخ الاسلام امام غزالی کی شہر آفاؤ تھیف سیماۓ سعادت کا ارادہ در ترجیح اکتسیر بدایت

آپ ہم سے طلب فرمائے ہیں۔ آپ کارخانی مطالعہ تھیفنا اتش
رسے گا اگر آپ اس معرفتہ الاما کتاب کو ملا جلد نیں فرمائیں گے
کتابت مدد پندرہ روپے۔ قیمت محمد پندرہ روپے۔ ہے۔
و فخر بلند ساٹھے ہارہ روپے۔

مصباح اللغات

اردو عربی لغت کی ایک عظیم اشان

کتاب پچاس بہارے سے ڈاند عربی

الفاظ کی اردو تشریح :۔ عظیم اشان عربی اردو لغت اپنی صورتی

کے لفاظ سے بیشاں ہے، جہاں تک عربی سے اردو میں لغات کے

ترجمے اور تشریح کا حقیق ہے، اب تک اس درجہ کی کوئی تکمیلی وجد

میں نہیں آئی، سالہاں کی عرق ریزی اور کوششوں کے بعد

یہی تلقیج کے ایک بڑا اسے ایک صفات پر مشتمل ہے، ایک اقدر لغت

امحاب دو قی کی حدود میں پیش کیا جائے ہے۔

لفظ عربی لغت کی حدید کتوں میں اس وقت سب سے

زیادہ جای اور دلپڑ کیجیے جاتی ہے مصباح اللغات میں ذکر

اس کے سماں عطر کشید کر دیا گیا ہے، بلکہ اس کی ورثتی میں مسے بیا

لغت کی بہت سی دوسری بلندیاں اور خصیم کتوں میں سے احتد

استثنائی کی تمام صلاحیتوں کو کام میں لا کر دوں گی اور جیسے قاموں

تاریخ الحرس، اندر ملک اور، بھر قاۃ اللہ، نہایاں اشیاء، بھی الہیا،

مفردات امام راغب، کتاب اللہ تعالیٰ، متنی الارب، صارخ وغیرہ۔

مصطفیٰ اللغات علماء طلباء عربی سے، پنجی رکھنے والے انگریزی

وال، اردو خواں سب کیلئے تجوید مفید ہے، مدد خوبصورت اور پیغوط

چ گرد پیش، قیمت سولہ روپے

مصنفہ :۔ مولا ہاشمی علیہ الرحمۃ۔

الف درق

حضرت مرفوں دو قلیلی سیرت محاذات اور

کارنا مو پر عقل یہ کتاب اہل علم پر جو مقبول ہر کی ملکیت ہے

نہیں، حقیقت ہے کہ اسلام کے اس فتح، عظم و بطل حیل کی دعیگی

اور دو رخفاشت کی تفصیل اتفاقی سے زیاد اور کمی اور کتاب میں

نہیں ملتی، نہ صرف اپنی سیرت اور اخلاقی دفائل کا بیان ہر بلکہ

اپنے جگہ تے ہوئے عہد علافت کے حیرت انگریز واقعہ، اپنے کے

علیٰ قانونی اور مدنی کارنا سے اور جنگی سور کوں کی صحیح تفسیر شامل

کرنے میں، بعض تفہیمی شامل کتاب میں اسلامی اذان کے کسبے

وزیری درود کی تصریح تاریخ جائز کیلئے افادتی ایسی ٹھیکی دعا تذکرے

ہے اذانہ ایڈشنس۔ عہد پیغامبر رضی اللہ عنہ، قیمت پانچ روپے

مکتبہ تخلیٰ دیوبند ضلع سہارپور (و۔ پ)

الجواب مترجم قرآن

قرآن بیک

قرآن حدیث

عہد نبوی میں نظام حکمرانی

از جناب علیہ السلام خان اصحاب
بھیت فرب کتاب اپنے موضوع کی بالکل انکھی چیزوں پر مکمل
چند عنوانات ملاحظہ ہوں۔
حمد نبوی کا انعام تعلیم، اخضرت اور جانی، قرآنی صدور نسلت، دنیا کا
سیکھ پہلا تحریری دستور دفترہ، تحریر کی بینا دفعہ سی اتفاقاً اور
حوال آرائی ہیں، مکہ ہرچیز کو خوب تاریخی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے
لتعریف ہائی سات زبانوں کے حوالوں سے کتاب مرتضیٰ ہے، یقیناً
کتاب اپنے رینی مطابعہ کی ایک میش بھا پختہ ہے۔
قبت مجلد بیخ دست کو رجاہار روپے آئندہ آنے

سر اپنے رسول

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، اس مقدس کتاب میں انہیں کوئی ذات گردی کے خاتمہ ہی گاؤں کو سختی و میات و ملائی سے
سے سے لایا گیا ہے، اٹھنا بھتھنا، کھانا پینا، سونا جاننا، بولنا سکونا، معاملات، اخلاق، مددات، مرغیات، غرض، آنکھ
کو خاتم کا خاتم سر اپنے افاظ کی صورت میں پیش کیا گیا ہے، پیش نفاذ سیدنا ابوالاٹھی مورودی کا ہے، تاثل گنجیں اقتیت ۲۳۰۰۔

فتنه انکار حدیث کا منظر اور پس منظر

اہل استان کا القب افہمیت کو تھوڑا نکار کرنے والے خدا دین اسلام کا پورا ماual۔ ان کے علم و کمال سمجھوئے۔ ان کی بیانات اور مقام کے خلاصے۔ ان کی تدليس تلویں کا نقشہ۔ ان کے دعویوں کی حقیقت۔ ان کی خدمت اسلام کا تدقیقی مہم اور گرفتوں کی تفصیلات کے لئے یہ کتاب اپنا جواب آپنے۔ اس کے مطابق کے بعد انشا اللہ آپ اہل استان کی قرآنی دینی سے تجزیہ دریں گے اسے پڑھئے اور ضرور پڑھئے۔ دھنلوں میں صفات ملکیت۔ قیمت چھ پڑھئے اٹھائے۔

نصرۃ الحدیث

حدیث کے موضوع پر لا جواب کن اپ بہرستے قلت فیصل کا تجزیہ معلومات مفیدہ کلخیزندہ عدو کتابت طباعت۔ قیمت دریں گے اٹھائے

مشنون رسالت

یہ ایک شایع عالم کی سرکرد الامارات تصنیف ہے جسیں حدیث کی تاریخ پر حقائق روشی ذائقے کے علاوہ صحابہ اور تابعین وغیرہ کے طرز عمل اور دیگر متعلقہ بیرونیں پر سیر حاصل گنجائی گئی ہے۔ تمام دلائل استان وحدیث کے حالوں سے دلیل بر اعتمادیں پیش کئے گئے ہیں۔ قیمت مجدد درود پر چار آئندے۔

تقدیر کیا ہے؟

حکیم الامت مولانا فتحعلی
کے قلم گوہر تم کے تقدیر
کے مسئلے پر سیر حاصل گنجائی
ایمان انسداد و فیض
کن دلائل۔
صفات ملکیت۔
شگردوں۔
قیمت درود پر چار آئندے

شہادة الأقوام

حضرت حکیم الامت مولانا فتحعلی
تمام خیر مسلم مذاہب، میسانی، یہودی، ہندو، آری
سکھ وغیرہ کے شاہیں اسلام کے معاہین جن میں اسلام
کے خصائص اور حقائقیت کا اقرار ہے، صحیح کیتے گئے ہیں۔
کافر۔ قیمت مجدد

(دراخچ رہے کریں کتاب نایاب ہے، چند ہیں نئے ہاتھ لئے ہیں)

کمپنیہ تبلیل ریوبند صلح سہارن پور

كتاب الصلاوة

مام الحذین حضرت امام احمد
بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کا
اول وحید جامع کو درست ترین مفرقا
پڑا کہ تیکیے بیرونیں شامل پہاڑی کے
مترجم راجحہ کیتے حضرت امام کی
حیات مبارکہ قیضی رشیت ایسی ہے
اور منتقلی قرآن کے مسلمین امام
صاحبیت و حکیم الایف اصحابیں کا
پورا مصالحہ اگر گیر طریق پر دفع کیا ہے
قیمت بقدر میر

محمد بن عبد الوہاب دریں گے اٹھائے

فلانی رسول مجدد ہے

حری اورہ گلشنی بچہ روپے۔

اسس عربی

مجموعہ نعمت
تینت ۱۷

ناہر قادری سفر جانکے تاثرات
کاروانِ حجاز مسیوں کریگے کہ جیسے خوبیت ہے
بلاء ستاد کے عربی سکھائے دلی جدید المفع کتاب

جسے اس طبق اس کا طوف کریے ہیں۔ اور وہ مدد رسول پر صاف ہیں۔ شعرو ادب جوش
خوبی دلشیں اور عالم فہم قدم، کم قیمت میں زیادہ فائدہ پہنچانے والی
بیان اور قوری مشابہ کا نو ٹکووار انتزاع! خداوند رسول کی بخت ہر طرف
عربی دلخواہ اصلاحات کے انگریزی تصریف است بھی وہ
بیش تکمیلی سفر نامکن ہیں وہ داشت کا مشورہ اوریں وہ کوکب اسلامی
تاسیں دینے گئے ہیں۔ کتاب کی بڑی بولی افادت کے
کاروانِ حجاز اور ناہر قادری جیسے اوریں داشت کی حدی خواں اپک
دکی دریں نہیں لگتیں ہیں گی اور اپکی کمکوں سے خلاصہ علی ہمک
آنکوں پر گی۔ خالصوت مشرق دندریک برلنیت
کے ہے۔ قیمت پا پنجرہ پرے (بلجیم ۲۰۰۰)

اشاعتِ سلام

قرآنی فعایس
دھی الہی

قیمت صرف ۵۰

شہزادِ اعظم

از خود لانا خواه کلام آزادار
امام حسین کی شہادت کے تاریخی مقامات
من محضت روایتیں اور خیال آرائیوں سے
پاک۔

قیمت ایک روپیہ

تسلیل قصدِ سیل

(اردو)
تھوف کے موضوع پر مولانا اثر غوثی
کے افادات۔

پیر کامل کی پیچان۔ طریقت مشریع
کی بحث۔ ضروری ہدایات کسروں
آراء و حقوق۔ قیمت ۸۔

الحزبُ الْأَعْظَمُ

ایمانِ عفضل و محفل و مسازی عجمانہ و جمود و ظاہرین
در تاریخ اور بیان جملہ حشر اقطع طمارہ۔ ترجمہ
مدد کا قدر مشغفہ کنہت۔ عذری عبید
دور و پے چاراً انسے

شفاء العلیل
آواب اللہی
از امام عسیانی
از علام شیرازی احمد عثمانی
۱۲

کتبہ بہی دیوبندی ضلع سہاپور
کتابت میڈیا کا۔ صفا مصلحتاً قیمت ۴۔

تعبر الرؤیا (اردو)

یعنی خواب نامہ

معتمد فہر۔ امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ فاطمہ ۳۰۔ ہر طرف کے خالیوں کی
پسندیدہ تعبیریں۔ صفات ۱۹۵
قیمت فائدہ دروس پرے

حضرت شاولی اللہ علیہ السلام
بیکر اللہ علیہ التصیف قول الحبلیں والسبیل کا
مکن اور در ترجیح

شاہ حافظ نے اس کتاب
میں ذکر کیا ہے کہ میری
مشق کا کیا ہے بلا خیرست ذکر کا مدرس ہے
لہبھر۔ اس باتیں ہیت اخلاق و تقویٰ طلبی ہے
سر اس سیل سماں معاشرہ ہے تجویز پریمیکی ہے
چاہیت میڈیا کا۔ صفا مصلحتاً قیمت ۴۔

جلد نمبر کے
اس پرچم کی قیمت ۳۰/-

شمارہ نمبر ۷۹

سالانہ قیمت پاپنگ روپے

فیروزکھاں حلال نجدہ شنکل کل میں ڈبیر الگریزی تینی کے پہلے ہفتے میں شائع ہوئے ہیں (۱۸ اشاعت) کا قیمت آڑروں:

اگست و ستمبر ۱۹۵۶ء

۱۲	عمر عثمانی	۱۰	اعجاز سخن
۱۹	محبٰ تخلی	۱۱	محبٰ کی ڈاک
۳۵	طابن العرب مکی	۱۲	مسجد سے بیکھڑتک
۵۲	مولانا ابو محمد امام الدین	۱۳	اسلامی حکومت کے دیسان اور اراء
۵۰	جانب خداش کرمائی	۱۴	لعنیں
۵۱	جانب علاء الدین ندوی	۱۵	برق کے موقع حدیث پر ایک نظر
۶۵	عمر عثمانی	۱۶	نکار پاٹے
۴۶	از جبار شیخ احمد	۱۷	ایک خط
۶۸	جانب قمری امی	۱۸	لوچینگات
۷۲	جانب علی المغنى	۱۹	دین ابراهیم
۷۴	محبٰ شعراء	۲۰	فصاحتِ قرائی
۸۰	سیکنڈ فلم زیری	۲۱	افکار
۸۱	جانب کشم فوید	۲۲	سل و دق کی السدادی تدابیر
۸۳		۲۳	کمرے کھوٹے

اگر اس دائرے میں ہوئی نشان ہے تو کچھ بیج کا اس پرچم اپنی خریداری قائم ہے۔ یادومنی اور دوسرے سالانہ قیمت بھیں۔ یادومنی کی اچانکت دلیں۔ یا اگر آئندہ خریداری جاری نہ رکھنی ہو تو بھی اعلیٰ طبع دلیں۔ خاموشی کی صورت میں اگلے پرچم وی پی سے بھیجا جائے گا جو دھوول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہو گا۔ دلخیز ہے کہ اپریل میں دلخیزی دی دیں اور جون میں دلخیزی ہو۔ ہذا دی پی پاپنگ روپے دس آتے کا ہو گا۔

اش فرمی

درست تخلی دیوبندی ضلع سہارپور پیلی	ترسیل نہ رہا اور خط و کتابت کا پتہ
عمر عثمانی فریر افضل عثمانی	پاکستان کا پتہ۔ جناب شیخ مسلم اللہ صاحب

اعتناء سخن

افراستے کام یعنی واسطے آن چالاک لوگوں نے ایک جال بُر رکھا تھا جنہیں قابل نقصانیت اور انا نیت کی بنیاد پر جماعتِ اسلامی سے اختلاف تھا اور جو مودودی کے نام سے بے پناہ تیر رکھتے تھے انہوں مقدس علماء کی نیکی و مخصوصی اور سادگی و بے لوثی سے بر تمام یادی تاجائز فائدہ فٹھایا۔ وہ اہم اتفاقاتِ تحریک اور مودودی کی طرف منسوب کر کے پوری بکالہ علیٰ کے ساتھ علماء کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ کتابوں سے عمارتیں تراشیں، انقرہوں سے جملہ کائے ایران و فرانس کے جڑڑ طاۓ اور اپنی اسی سیطانی فن کاری کے سہارے مقدس ترین ہنسیوں کو یقین دلادیا کہ مودودی اور جماعتِ اسلامی دینِ حق کی بڑیں کھود رہے ہیں۔ ذہبیتِ تحریک پیش کر رہی ہیں۔ مگر ابھی پھر رہے ہیں۔ تیامتِ دھاری ہے ہیں۔ مقدس بزرگوں کو اپنی رخصت تو تھی نہیں کہ مودودی صاحب کی جملہ تصانیف اور سرگرمیوں کا مکمل حائزہ لے کر بذاتِ خود کوئی رایتے قائم کریں۔

آن کی سیارک زندگیاں عبادات اور تعلیم دین اور تعمیر مدنیت میں اس درجہ تک تھیں کہ وہ بہت سی تصانیف کا مطالعہ کرنے کے لئے وقت نکالی ہی نہ سکتے تھے بیشکل تمام انہوں نے ایک آدم کتاب کو پڑھا اور فلسفت و فیضات و اپنی الگ کوئی چیز ہے اور مقدس حضرات و اپنی الگ را فوق الفطرت لوگوں کا مام نہیں ہے تو بلاشب کہا جا سکتا ہے کہ یہ جتنی مطالعہ غیر جانبِ داری و اخلاص کے ساتھ نہیں کیا گیا۔ بلکہ فکاریوں کے ذریعہ خویالات و تصویرات فریبی خواریں نے دماغ میں ڈال دیئے تھے اور حق پرست تلویبِ مودودی کی مگر ابھی و خطا نہیں کا جو اذ عان کر چکے تھے اسی کی موجودگی میں یہ مطالعہ ہوا۔ ایک معمولی علم و عقل کا آدمی بھی جانتا ہے کہ الگ کسی کتاب کے مطالعہ سے پہلے اس کے مصنفوں کے باشے میں خراب ہٹائے قائم کر لی گئی ہو اور نفس کتاب کا قیمت و ناقص ہونا مطالعہ کے

تجھیل میں ہم شروع سے آج تک بھی کہتے آئے ہیں کہ جماعتِ اسلامی سے جن لوگوں کو اختلاف ہے انہیں اول تو یہ ملئے ہے کہ اس اختلاف پر کوئی داشتدا نہ گفاہست و مصالحت کر کے اقامتِ دین کے کام میں اشتراک و تعاون کریں مفترضی اختلافات تھے ہوتے ہیں ابھی ابھی تحریکات میں گروہوں اور لیگوں کا اتحاد اشتراک کوئی انبوحی بات نہیں ہے۔

لیکن الگ کی وجہ سے دہ مفاہمت کی طرف قدم نہیں ٹڑھا سکتے۔ ز تعاون و اشتراک کو پسند کر سکتے ہیں تو کم سے کم حد تھوڑی اور بے تعقیبی اختیار فرمائیں۔ جماعتِ اسلامی جو کچھ کر رہی ہے اسے کرنے والی اور خود یہ تحریکات جن ابھی خداماتِ دینیہ میں تھیں ہیں انہیں مثبت اور تعمیری انداز میں انعام دیئے جائیں۔ یہ کیا ضرورت ہے کہ اپنی مثبت خداماتِ دینیہ کے ساتھ ساتھ جماعتِ اسلامی کے رد اور انہداؤ اور تعطیل کا کام بھی جاری رہے۔

تاہم الگ بھی طبائعِ عالیہ کو گوارہ نہیں ہے اور اختلاف نکلتے کی پوری شہریت و دردی ہے تو کم سے کم انداز بحث اور طرس نے اختلاف تو ایسا ہو ناچاہیے تو علماء اور نفس علم کے دفاتر کا حال ہو جس میں اعتماد اور اتفاق ہو۔ یوں عصبیت سے غالی اور سخیدی و اخلاص سے مالا مال ہو جیسے معاندانہ غیر و خسب اور تغییر و تغییق کے عرصہ مصلحانِ خوش کا ہی اور عالمانہ ہمیں اور مفعلا نجیخ تعدل ہو۔

چاری یور و صفات اتنی بے لائیں اور جعلی تھیں کہ ان کی معمولیت تسلیم کرنے میں کمی بھی تھی پسند کوتائی نہ پڑ سکتا تھا اور جن لوگوں کی خدمت میں پیش کی گئی تھیں وہ خود بھی ان کی معمولیت کے بذاتِ خود قائل تھے۔ وہ اختلاف کی جائز حدود کو ہمیا تھر تھے مگر ان کے لئے گر و بعض شرپ نہ خدا نہ اترس اور بے لکان لذب و

کھلی کیا گیا ہے۔ مختلف عوامل سے اثر پڑ پڑو کر خود اپنے علم و فضل نے ان کے خلاف فتوے دیتے۔ ان کی گمراہیوں کا ذمہ دھنڈو رہا۔ بخشن صال و فضل خیر ہے۔ ان کے انہدام و تخریب کے لئے مستقل حکما و قائمکارے۔ لیکن وقت کے انھوں نے جب جذبات اور محضیت کے پردازے مثلاً علم و عقل کے سورج کو ملائی آئے کام موقع دیا تو وہی موضع و مقام پر لوگ علامت و فطب اور امام و محدث نظر آئے گے انھی کے علم و فضل کی قسمیں کھانی جانے لگیں اور ان کی بعض غلطیوں اور خطاؤں تک ملکی تادیں و تصویریں لیے گئی۔ آج ہم ہیں سے کون ہے جو ان حضرات کے خلاف فتنے ہوتے ہو توں کی ذرہ برا بر و قععت اپنے دل میں رکھتا ہو۔

یہی حال انشا اللہ آج کے سچے مجھیدین و صالحین کا آئندہ چل کر ہونا ہے۔ ان کے خلاف فتوے دینے والوں کو تابع بزرے ناموں سے یاد کرے گی جو امام انصار بخاریؑ اور مجتبیؑ و صالحینؑ کے علم و فقار کا محل اعلان ہو گا۔

لیکن ہم دل کی پوری ترتیب اور آرزو مندی کے ساتھ چاہیتے ہیں کہ تابعؑ کی یہ رفتار تھوڑی سی بدل جاتے اور اسی زندگی میں جذبات کے بادل چھوٹ جائیں۔ عصیت نیست و تناول ہو جاتے اور بعد از مرگ وادیاں بھی جاتے زندگی ہی میں تعاون و اشتراک، اخوت و تجنت اور صالحت و مفہومت کی خوبیاں سمجھ لی جائیں۔ اپنی اسی آرزو اور ترتیب سے مجبور ہو کر ہم نے اپریل میں اور جون لائشیع کے تعلیٰ میں اپنی امکانی حد تک حفظ مراتب کا سلطان رکھتے ہوئے کوشش کی کر جو دلائل و تہذیبات جذبات کی اڑیں تھیں گئے ہیں وہ سلسلے آجائیں اور جہا لئے محمد و محمد بن زید کھنڈی دل سے اپنے طرز کا پر نظر ثانی فرمائیں۔ ہمارا مقصود خدا کو است کی کو شکست دینا اور خود لذت فتح حاصل کرنا ہمیں تھا زیر ہمیں پر خلدم تھیں کی تماش مقصود تھی۔ بلکہ صرف اور صرف یہ چاہیتے تھے کہ افراد و تقریبی کی بھول بھیاں سے احتدار و ممتازت کی ایک راہ مستقیم نکل آئے اور جما ہوں کی جنگ ایک مفید و پاکیرہ امن میں تبدیل ہو جاتے۔

تبدیل ہو جاتے۔ تو اہل انجیجا ہمیں تھی تو ہم پھر اپنے مصطفیٰ بزرگوں، محترم استادوں اور عالم و عدالت اور نمائوں سے ہاتھ جوڑ کر گزارش کریں گے کہ خدا کے سلے جبار و مبارزت اور لفراق و

پہنچے ہی دل و دماغ میں حالگز ہو تو مطالعہ سے کبھی تقدیح کا فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجیدی کتاب شک کے ساتھ فطرت کا جب بپھی معاملہ ہے تو کسی اور کتاب کا کیا ذکر۔ اسی لئے فرمایا گکہ۔

بِعْصِهِ شَيْءٍ كَتَبْنَا وَ بَعْدَنَا فَإِنَّا كَمَا ذَرْنَا بَهْتَ سُكُونًا

لطفی ہے اور بہت سے ہمایع پلے ہیں۔

ظاہر ہے کہ نہذبا اللہ نہ دیکھا۔ قرآن نہ درمیں مگر ابھی نہیں ہیں بلکہ خود سرماں خواں کی ذہنی حالت اور قلبی کیفیت اور دکھلی بہت پر اس کا دار جو اگر تاہے اور اپنی بھگڑی ہوئی مالت و کیفیت کو باعث سرماں ہے ایسا آیات ہی سے اسے ریب و شک اور لفڑو اکار کی مگر اہمیات ملتی ہیں۔

تو جیزی مطالعہ کا حاصل اس کے سوچ کرنے پوکہ جو اندازہ مقدس حضرات مصوص فریب خود گی کی حالت میں مودودی کی مگر اہم و غلط روای کا حاتم فرما دیجئے تھے فرطًا اسی کے مطابق اور اسی کی تائید میں انھوں نے عبارات کے مطالب اخذ کئے اور متدرستہ عبور نہ تھا اسی ان کے آگے نمایاں ہوتے گئے۔ اس کے بعد ملنے ہو سکتا تھا کہ وہ مکر رہ کر غور فرمائی محتدی تیجہ پر پہنچی کی سی کرتے۔ لیکن مودودی شکن تصویرات کو نفس پرست فن کاروں کی جو قذافی دنارت پیغم فرا اپنچارہی تھی وہ نصرف یہ کہ فن دار سالی میں بے حد استعد تھی۔ بلکہ غذا کے علاوہ تمہارا سپلائی کرنے کا بھی کام اس نے اپنے ذمہ لے یا تھا اور پوری سرگرمی کے مطابق ارباب تقدیم کے اکار و تصویرات کو جذبیاتی چاہوں میں ٹھہلا جا رہا تھا جذبات کا نصف کیے ہوئے ہیں۔ یہ ظالم عقل و علم کا سلسلہ جو صائب ملیتی ہیں جس طرح سورج کو بادل۔ اور یعنی حالتوں میں ان کی تہذیب و تیزی ہوئی ہے کہ دن میں اذھیر اچھا جاتا ہے۔ چنانچہ خلاف پر غلط چڑھتے ہے اور بعض مقدوس ترین سبتوں سے جذبیاتی اذھیر ہے وہ پھر ہو گیا جسے الگ وہ فوکشید عقل کی حلی روشنی میں دیکھ پائیں تو فالبا سرپڑتا ہیں۔

یہ کوئی افسانوی خیال اگر ای نہیں۔ بلا کشم حقيقة ہے۔ سلمان شاہ بیر کی تابع اخلاق کر دیکھئے۔ احمد بن حنبل ہمیں یا عافظ ابن حجر شیرازی ہوں یا ابن تیمۃ محمد و الف ثانی ہوں۔ یا جنید و شبیل۔ کم قبیل سمجھی اعاظم رجال کے ماتحت جذباتیت کا

لا تکوں ہیں زور از زمین اُن سماں روشنی خفت نہ
سماں۔ ٹھاکر کی غاصبیت نہیں بلکہ حضن ہے، لفوس کی
شراحتیں بھی ہیں جو بذات نفس نکلتے کا بھی ہیں اور
ہوتھریں ملاؤم ہیں کا پتھر اس شرکی میدان ہیں اخراج
دے دیتے ہیں۔ جیسکی مارڑاں کی قندی!

”

دوسری عکس ہے:-

”اُن قسم کے ذریعہ سماں نے تو بھائی ہیں کہ انہیں دوسروں
تک پہنچا جائی اور ان کا صڑا بھانا ضروری ہے۔ اور نہ
معاذ اللہ نکری ہیں کہ مختلف شاخے مختلف دلوں کو جھپٹیا
جاؤ اور ان کی نکدی کی وجہاً راوہ ہو بلکہ حضن تریکی ہیں
جس میں حق دوام کا باطل ہے خطا و صواب کا اختلاف ہے۔
اور وہ بھی علی الاطلاق بغیر، بلکہ اپنا صواب بھی احتمال
خطا کے ساتھ اور دوسروں کی خطای بھی احتمال صواب کے
ساتھ تقدیم ہے اور پھر اس میں دوسروں کی پہنچ خطای اس

بنیان کے ساتھ ہے کہ وہ اور اس کے مانع وظیفے اپر پر
صحیح اجر دو اور اس کو توجیب نجات و خوار عجیب برداشت

کئی صاف تھری اور تھقانہ تنقیح کی چےز حضرت مدحت
تے۔ بے شک اجتہادی سماں اور فرقہ عجی اخلاقیات میں چوراہ
ہی ہے۔ لیکن مودودی اور حجاجت اسلامی کے باب میں آپ
حضرات اپنی اس ملامت دوی سے ہمہ کو جذبیتی ترویدار
ما فوق المذاہت نکھلتے ہیں، پر آجاتے ہیں۔ وہ انساف سمجھتے۔ کیا
آماں خوا کا حضرت آدم کی سیلی سے پیدا ہونا کو کیئی ایسا
مسئلہ تھا جسے دنیا کا کوئی بھی بامہوش اور حیثیت پسند عالم
”احصول سکنے“ کہہ سکتے۔ فاتح حلف الامام۔ جس کو آپ نے ذوقی
مسئلہ قرار دے کر بہانہ نکس فراہیا ہے کہ یہ مسئلہ بھائی تک نہیں۔
۔۔۔ پیداشرش خوا کے مقابلہ میں آپکو دو انشے کے عمل میں متعلق مسئلہ
تو ہے۔ اس کا تعلق شمار جیسے ذکریہ دن سے قریءے۔ بخارہ
پیداشرش خوا کا مسئلہ تو اتنی بھی اہمیت نہیں رکھتا۔ لیکن اس پر
آپ کے مہنانتے میں جو کچھ لے دے ہوئی کیا وہ آپ کی بیان کوہ
صریح کیتمیت کوئی بھومنا نہیں رکھتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ
اختلاف حق و باطل کا نہیں صرف خطا و صواب۔ اور راجح و مرجح

شقاق کا یہ ذرا مرد بند کیجئے۔ امّت، یا ملک اور ملت مظلوم اس تھیم
کی طرح حضرت ناکاظم درود۔ ملک آپ کی طرف دیکھ رہی ہے و خود
کو ہر طرف سے میلوں اور قرآن کو گھرا پا کر اپنے سر بریگی سے
حضرت بھری بخاری کے سرخ و یخیت ہے۔ آپ ہی ان سسی کی
حافظات و جنت افرانی شکر سکے اور باہمی بحث و مجدالہ بھری مصروف
یہی تو اس کا انجام معلوم ہے۔

لے یاد یا بن حضرت اے بزرگ ہم معلم اے ہم یہ نہیں کہتے کہ
آپ دین کے باب میں اپنا سناک پڑھی۔ بدل نہ کر۔ یہ نہیں
کہ آپ کسی خطا کو سلمجرا تھیں۔ نہ گزارش ہے کہ اپنے مقام بلند سے
بال را بہری تھی اتریں۔ بلکہ ہم تو صرف یہ لہتے ہیں کہ ہم سناک اور طبق
اوڑ طرز عمل اور احتقاد آپ کا ہے اسے موجودتی اور حجاجتی
کے عامل میں بھی تھیک اُسی طرح زور ہے کہ اکابر اُنہیں طبع دوسروں کے
معاملہ میں لاستے ہیں۔ مودودی کے ماتھوں ساری انصاف کوین صیبا
دوسروں کے ماتھ کرتے ہیں۔

اُنہیں ایک سادہ میٹھاں سے اپنا سطلب واضح کر دیں تاکہ
ہماری معروضات کو شریت قبول سے نوازتے ہیں آپ کو بھیں نہیں
دیکھتے۔ آپ کے ماتھا سارہ ازال العلوم میں ابھی حضرت مولانا
نادری بخوبی بھاگت ہم اور العلوم دینیہ کا ایک مضمون شائع
ہوا ہے اجتہادی مسائل میں صاحب حکمراء۔ یہ اصل ہیں
فاتح حلف الامام میں متعلق ایک کتاب۔ حضرت کا خبر نہ رہو
سکتے ہے جیسے بفرض دنایہ عام شائع کیا گیا ہے۔ حضرت سے ہیں
وحضاحت اور پختیل لکھا ہے کہ قوی سماں میں جگہ وجود اور
چہاودہ بسازت پر اعلط طریقہ ہے۔ مختلف فن مسائل میں متفوں
لوگوں کا غرض ہے کہ جس جانب لوگوں کو راجح کیجئے ہوں اس کے لئے
دلائیں اور دوسری جانب کے تاکین کو فراہ باغاٹی و عص عی
ز تھیں۔ بنگ و جدال اور تکفیر لفظی کی متنبہ دفعہ خالصت حضرت مظلوم
والطل والضلال اور تکفیر لفظی کی متنبہ دفعہ خالصت حضرت مظلوم
اس پھنوں جس کی ہے وہ تو پورا دھوکہ ہے۔ میٹھے ہی سے سعلوم ہو سکتے ہو
ہیں جنہیں طریقہ مثلاً درج ذیل کرتا ہوں۔

ارشاد ہے:-

”لا حجہ۔ کہا جا سکتا ہے کہ یہ بخاری مدارز طلبیاں دوسری عزیز

میں نہیں ہیں۔ آپ کے اپنے فکر سے جو بعض اخلاقی تحریریں بھل گئی ہیں ان کے باقیے میں بھی بصردار عرض کر دیں کہ وہ حقیقت آپ کے سچے سمجھے اختیار اور دل پسندِ مسلک اور منصافت سے نہ رہوی اور نرمی دلت اور جسم اخلاق کی بوری طرح تمہاں نہیں ہیں۔ بلکہ بعض نہ گانی اسباب اور لطیف عوامل نے آپ کے تلمذ کو ان را ہوں پر جادیا سچے جن پر آپ خالی الذہب ہو کر کجھی نہ پڑائے۔ وہ باہر آپ کے لئے گئے میں ہمیں قلب، اور باخبر باغ سے نہیں ہم گانی مصلحت کوئی کے جذبہ نہ اداں سے بھل گئی ہیں۔

میں الگ غلط کہہ رہا ہوں تو مجھ پر لعنت بھیتے اور سیری ہمیں تینی کو دریاں سے چلا کر ایک بار جو عی حالت دکواں افتادا اور منصب از ظریف ڈالے۔ امیرت محلے کے موجودہ مسائل کو درستہ نہیں کر سکا اور فرمادا نکا ہوں۔ سے دیکھتے، شفاق میں المسلمين کی نفرت انگریز خرامیوں کا حصہ فرمائیے اور یا تو نفرت اولغا کی خیالوں کو پاٹ کر اخوت و محبت کا ایک نیا سیر اطلسیوں کیجھ یا کم سے کم سکوت افتادہ فرماتے۔ اور تو وہی صاحب یا جماعت اسلامی اپنی اپنی عدد و کاریں جو کچھ بنا لیا گاڑ نہیں افسوس بنانے لگا ٹھہرے دیکھتے۔ آپ خود اپنی تحریری کا رد اور کوئی ترکیب دیجئے ابھارت میں امیرت محلے کے سات اور سو سالشہ سماج کے اوانیں اور تین کی تعمیر اور اونچ بارلوچ وحی کام اتنے زیادہ ہیں کہ آپ اپنی بھنی مصلحتیں اور اوقات ان پر صرف کوئی کم ہیں۔ اسی اپنی بھنی مصلحتیں اسی اوقات کی تحریر اور اونچ بارلوچ وحی کام اتنے زیادہ جملی جذبہ کوئی "بھوک" نہیں ہے کہ اس کی پاسداری کرنی ہی کرنی ہے خدا نو اسٹرالری گزار شاک کی بھی درجہ میں قابل قبول نہ ہوئیں تو پھر یہ مندہ عاجز اس سے زیادہ کچھ نہیں کہے سکتا۔

تریس ہے۔ یادوں وغیرہ کچھ چھکا شتوں کا خون کیوں نکر

جو ترپ ہے گی زبان خجھوں پوچکا کے ۲۸ سین کا

الٹرس شاہزادی دعید است کی تو پڑی سے بڑی کوتا ہی

کو معاف کر سکتے ہیں۔ آپ کی غلطیاں بندہ دوسرے پر کیے گئے وہ کبھی سماں، نہیں اگر کبھی نکدہ نصف۔ پہنچاں نہیں۔ وہ ایک نظام ہنسنے کو معاف کی کے دسرے بندہ مظلوم کے ساختہ انصافی نہیں کر سکتا۔ حق پرستوں کے لئے اس بامت کی کوئی اہمیت نہیں کروں کا قائل عامر حسیا کوئی سیاہ کارہے علم اور اپنی مایہ و خیر

کا ہے۔ لیکن آپ کے دارالعلوم میں (ظیمہ دارالعلوم اور قما کو طاوہ بھی نہ آپ ہی کی تحریر میں اسی ستارہ کی تباہی پر ردودی صاحب کو گراہ اور مبتخر اور مخالف قرآن اور محدث نظریں تک قرار دی دیا۔ یہ لوگ اگر جائی تھے تو آپ تو بعضاً رابی علوم شرعیہ کے واقف کاں ہیں اور رابی الحروف نے مزید تقدیر ہائی کے لئے منی شاہر کے تھیں میں پیدائش ہوئے مسئلہ کی معتد تفصیلات قرآن حديث کے مکمل حوالوں کے مباحثہ پیش کر دی ہیں جن سے بعد کسی خلاص اور حد اتر سے آدمی کے لئے یہ چیزیں بھی نہیں رہتی کہ خواتیکے آدم کی پسی سے پیدا ہونے کو دین کا اصولی مسئلہ مان لے اور اس سے کسی تحریر کا اختلاف کرنے والے کو ممتاز و مفضل قرار دے۔

"ظهور ہجدی" کے باہمیں ہمیں آپ کے ہمانہ ہمیں ہمیں کا ایسا منصفاً مسلک و شرب بمحروم ہی نہیں بلکہ فرع کیا گیا۔ "ظهور ہجدی" کو غالباً آپ بھی دین کا اصولی مسئلہ نہ سمجھتے ہوں۔ جسے ۹ یا اگر سمجھتے ہمیں ہوں گے تو زیادہ نظر ہمیں ہمیں کو نہ کر متعلق مختلف فیلسفیات کو۔ حالانکہ ہون لاشہر کے تخلی ہیں خادم و صاحبت سے دکھا پڑکا ہے کہ سور و دی صاحب ظہور ہجدی کے مشکل نہیں ہیں بلکہ راستی اور موڑ کرد و تبید ہیں۔ اس سے باوجود آپ کے ایک اتنا مضمون نگار نہ مودودی صاحب پر صرف ہمیں کی بھرپاری کی اور علمی اختلاف کو سمجھنے سنکرہ مکدی۔ ہمیں کا مضمون اخلاق کی اُن جائز حدود سے تجاوز کیا جن کی منصفانہ ثابتی آپ نے مندرجہ بالا سطور ہیں فرمائی ہے بلکہ جان پوچھ کر قصدوار اور کے ماتھے قائمی پڑھ دھو اس افتخار ازی کی۔ آپ جیسے خدا رسیدہ بزرگ اور عالم تھوڑی تر نہ گرانی ایک اتنا دارالعلوم کی یہ واشرٹکاف حركت، اس لائق نہ تھی کہ آپ صرف اظر کر جاتے۔ لیکن آپ نے زهرت صرف اظر کی بلکہ ارادی یا خیر ارادتی طور پر پہنچت فرازی فرمائی۔

میں یہ تکمیل ہے کہ آپ کی غلطیاں بکار نہ کے لئے نہیں کرہا ہوں بلکہ یہ۔ بتنا چہ بتا ہوں کہ جو مسلک آپ کے مقدس بزرگوں کا اور خود آپ کا۔ یہ اس کی اٹی خود آپ کے نیازمند این ہرزہ سزا ملد کر دے ہے ہیں اور اپنی کشید ضروری صور و قیامت میں آپ ایک مسئلہ نافت ادا اور منصب از ظریح جو عی حموریت حال پر ڈالنے کی پورش

"علوم پر تائیے اب رخنوں کو بھی مودودی صاحب سے اختلاف پوچھ لیجئے ہے" ۔

مجھے الگرپ استھنیا طرز پسند نہیں۔ لیکن سیف صاحب نے "لے لو!" جس انداز سے لکھا ہے کہنا پڑے کہ اسے پوری جامیعت کے ساتھ محسوس کرنے میں صلاح صاحب کی ذکاءت جس نہ ٹھوکنے نہیں کھافی ہے۔

خیرت آگے دیجئے۔ سیف صاحب لکھتے ہیں:-

"جب عانقا این چرخے شیخ الباری کی تبلیغ شروع کی تو عسکی کوہنیات حمد ہوا۔ لیکن خود فی حدیث میں اتنی مستعدیا نہیں رکھتا تھا کہ حدیث اور خدمت ایمانی ایمانی کی شرح لکھے۔ ماتفاق کے ایک سو رو شاگرد بزم بن خضری ای کو سماٹ کر اجرای شیخ الباری سنگا۔ اور اس سے زیادہ تر اور کچھ قاضی رکن الدین احمد بن محمد ترمذی کی شرح سے جو اکرمۃ القاری شرح بخاری تیار کی۔ علوم ہمارا کو اگر شیخ الباری ہیں میں کوئی

کو زیبی تو میں کی شرمندی ناتام رہ جاتی۔ میں کو حافظ این جو کاربرون منت پر ناچلتے تھا۔ لیکن ہم زمانہ ہے کی وہ مدرسے ایسی منافذت ہوئی کہ اعاظر برائے حق ہو دیا اور جس سے مخصوص یا اس پر افترا من کر دیا۔ اسی کو کہتے ہیں جس پر تن میں کھلتے اسی میں سورج لکھے۔" (ملک)

اندازہ فرمائی۔ ایک شحرِ کلاس افسانہ نگار مولانا علی احمد اللہ کوئی جیسے دشمنوں کے باشے میں جس انداز سے لکھ کر لے چکے ہیں اسی انداز سے سیف صاحب کے دیسا ہی انداز سیف صاحب نے اُن تھیرہ آفان ہر چیزوں کے باشے میں اختیار فرمایا ہے جن کی عرفت والتر ایم سے ملائے دین کے قبول لبریز ہیں اور جوں کے طبق کارتلے سوچ کی طرح روشن ہیں۔

"یہ تو انداز نگارش کا معاملہ تھا۔ اب نفس واقع کو لیجئے تو آپ حیران ہوں گے کہ تو حافظ این حجۃ المجمع المؤسس للجمعۃ المضطہیں کے طبق۔ ثالثہ میں علم رصیف کا تذکرہ اپنے استھنے میں کیا ہے اور اپنی دوسری تصنیف "البیان ایمیات" میں ان گر حدیثیں بھی روایت کی ہیں۔ اس تاریخی صورت حال کی موجودگی میں سیف صاحب کے ارشادات کیا ہذیان سے کچھ کم قرار دیتے

جو ان ناطق ہے یا کوئی ملائستہ دروس اور قطبہ زماں پر مقدس وہ تو صرف قول کو پرستھے ہیں اور سب اسی کو قبول کرتے ہیں۔ بالآخر تو وہ

مقام عیت

مودودی دشمنی کے رنگارنگ نونے آپ نے دیکھے ہوں گے۔ ایک نوزیں بھی پیش کروں درجتگر سے ایک ہفت روزہ نکتائے العددی ایسا کاغذی نمبر شائع ہوا ہے۔ ہماری نظرستہ یہ نہ ہو تھیں لگدا، لیکن ایک دن قابلہ مانہنے نے اس پر فصلی تبصرہ فرمایا ہے اس سے کچھ انتباہات پڑتے تاظریں کروں گا۔ اس نمبر کے مقابلہ نگاروں کا رشتے سخن یقوقل تبصرہ نگار تیادہ تر مودودی صاحب ہی کی طرف ہے اور حقیقت ثابت سے ثابت تر ہوتی جا رہی ہے کہ علمائے حق مودودی دشمنی کے تحت ایک لیے اعصابی شیخ اور عضلانی خلقتار میں بستہ ہو گئے ہیں کہ بیش مودودی پر یعنی طعن کئے دہ جیں کی نیزدہ ہیں بر سرکتے۔ نہ ڈہ رہیں یہ دین کے غوار۔ اور فیکر اسلام میں ٹھہرے ہوئے۔

خیر مجاہدین اسلام کے ایک مردمان جناب سیف بن اساري کی شستہ دیا گیرہ اور عالمانہ وسیعہ زبان اصطوفلیتے۔ " سبحان اللہ عزیزی کوہنات عربیت کا بھی دعوی ہو گی۔ لے لو۔ مینڈکی کو بھی زکام ہوا۔" (صلت)۔

میں کون ہیں؟ — شاید کسی پر اختری اسکوں کے بوٹے ہوں گے! — یہی اندازہ سیف صاحب کے انداز نگارش سے ہوتا ہے۔ لیکن گیارہ جلدیوں کی شہر و آفاق شرح بخاری دعمرۃ القاری، دیکھتے تو معلوم ہو کا کوئی عسکری لونٹے کا نام نہیں۔ بلکہ علام بدرو الدین ایشی محدث محدث کا نام ہے جھوپ نے بخاری کی پیغام شرح لکھ کر ایں علم کے قلوب میں اپنی عظمت و قیمت کے چھنڈے چاڑیتے ہیں۔ جن کا نام مصروف راقی "بغداد و شام" ترکی وانڈویشیا، چاڑیوں اور جن دیاں میں ایک بہترین عالم کی جیشیت سے لیا جاتا ہے۔ جناب سیف صاحب نے "لے لو!" سے جو فقرہ الحاسہ ہے اس پر فدوی تو کچھ نہیں کہتا اہل ہوش خود انداز نگاری ہاں ملائیں العرب صاحب کا ایک بیس ساخن فقرہ صدرویں عقل کو نگاہ اخیں میں نے یہ عبارت دکھاتی تو بر ملا ہوئے۔

جاسکتے ہیں؟

اسی پر بس نہیں۔ حافظ سلہ بن قاسم القرطبی کے متعلق سیف صاحب لکھتے ہیں:-

"اسی بے دین سلہ کا یہ قول پیش کیا جاتا ہے۔ وہ:-
تھوڑو نگار کی گرفت ملاحظہ ہے:-"

"حالانکہ یہ دہی سلہ ہیں جن کے باشے میں حافظ ابن حجر العسقلان ایزدیں ہیں لکھتے ہیں، خدا سر جل بکیر نزانت ہیں کہ کان من المکثین من الرؤایستہ والمعذیت رہ شہید سیع الروایت اوکثیر الحدیث تھی اور جمجم علاماً اکتیعاً را در حلم کثر کے حال تھے، اور فی ربعیں ان کی وصیت نظر کا اہزادہ اسی پر ہے ملک۔
یہ کام گھومنے والا یا حدیث کے مالات میں ایک تاریخ ایسی تکھی ہے جس میں صرف ان لوگوں کا ذکر کرو
ہے جن کا ذکر امام ہماری کی تائیج میں نہیں۔ اور اس تاریخ کے حوالوں سے این ہجری کی تک رجھال ملا
مال ہیں۔"

نظارہ کیجئے سیف صاحب کی شرافت دشمنی اور نجابت
بیزاری کا۔ پھر نظارہ کیجئے مرتب الہدی بخاری غیرہ کی مرتبہ شناسی
کا کہ اول تو ان بیمار سی صاحب کو سلطان اعظم مولانا ابوالقاسم نکارنے کیا ہے۔ لیکن
کام خلعت فی آخر از عطا کیا ہے پھر ان کا کبی مقام ترتیبہ میں اس
حد تک مقدم رکھا ہے کہ اس کا غیرہ تیرہ ہے اور صفات شروع
لاماصل سمجھتے ہیں۔ یونک جس رسالہ میں ایسا حکم کلاس مخصوص جیب
ہی کے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فاضل مرتب ہی اچھے
ہیں ملتا ہے اور جسکے مرتب صاحب اسے لکھنے والے کو سلطان اعظم
اور برے "حمدود و مردوو" کار آمد اور بخوبی بیجان سے عداری
لکھ سکتے ہیں اسکی نزولت و قوت معلوم ہا رہیں کہ دیگر مقامات کا
یہی وہ مقامے اور بیان ہیں فرق نہیں کر سکتے۔
اس طرح کے ایڈیٹر ووں کی صواب دید پر چلے دا رسالہ
او سیف جیسے غیر مکلفوں سے مودودی کے باشے میں جو کچھ بھی بدے
کی دیگر خوبیوں پر فالیں اگر اسے عین بیڑا اور ناقابل اعتماد اور مدد
بدتر توقع کی جاتے ہیں۔ بہ مودودی پر طنز و طعن ہی نہیں گالیوں
و ثقابت ملایا جائیں گے لیکن بالکل کافی ہے۔ الهم اعوذ بالواس
او کوستوں کے ڈونگرے بھی بر ساختہ ہیں۔
افراد اعنوفی ایک شاندار مثال طرزیتے تھوڑا کا
الشیاطین والاخلاقیات المتعصبین۔ اشارہ الشذوذی رہی تو
نحو ۸۸ سے ایک مخصوص نگار کے الفاظ نقش کئے ہیں:-

"بیل اہن جو نظر شو کاتی سیخنا الاعظم والاحل حضرت
عبداللہ صاحب مبارک پوری مظلہ العالمی۔"

یہ تھوڑا احترام اور انداز ادب اپنے شاندار غلو اور مفرط

تفہیم کے لئے کسی تشریع کا تھا جو نہیں۔ مقامات میں عینی اور اہن جو
اور سلہ اور قاضی ابوالیمید کی گرفت کا نظارہ کیجئے۔ ایک ہی رسالہ
میں تضاد۔ جماعت اسلامی کے لئے یہیں آپ کو ملے گا کہ جماعت
کے اہل علم بزرگوں کے ناموں کے ساتھ لئے چوڑے القابات نہیں
کی گئے۔ اس طرز پر آپ کو اعتراض ہو یہ الگ بات ہے۔ لیکن یہ
تفاہ آپ نہیں پائیجئے کہ توگ دوسروں کے پسندیدہ بزرگوں کو
توادی خطاب اسٹھت ہجوم کریں۔ اور اپنے پسندیدہ بزرگوں پر فراخی
کے القاب و خطاب کی بوجھار کریں۔ انکا انداز سب جگہ کیاں یعنی
بچھے اسکے برخلاف ناکہنہاد خالقین ہیں میں سے اکثر وہیں کہ آپ بھیں کو
یہی کہیں میں پسندیدہ بزرگوں کے آئے چھپے تو وہ دنیا بھر کے القاب و خطاب
کی لا جوڑ پیٹھے وہاں عقل و انصاف کی بارگاہ ہیں ایکی جو حرکت غیر متدل ہی
کیوں نہیں۔ لیکن ان بزرگوں کا نام جیسیں دوسرے بزرگوں لوگوں
کیوں نہیں۔ لیکن انکے نزدیک وہ بڑے نہیں اس طرح بیٹھے گئے، گیا
کہ کسی تھوڑی کے کاذک کریے ہیں۔ خصوصاً سیف قسم کے توگ استہ

بچھے گر جاتے ہیں کہ دو قیلیم کو جھن آئے لگتا ہے۔

بخاری غیر کے مختلف مقالات میں جس طرح کی فکاریاں اور
کا کہ اول تو ان بیمار سی صاحب کو سلطان اعظم مولانا ابوالقاسم
کا خلعت فی آخر از عطا کیا ہے پھر ان کا کبی مقام ترتیبہ میں اس کے بعد زیر اقتیاب
بیزاری کا۔ پھر نظارہ کیجئے مرتب الہدی بخاری غیرہ کی مرتبہ شناسی
کا کہ اول تو ان بیمار سی صاحب کو سلطان اعظم مولانا ابوالقاسم
او سیف جیسے غیر مکلفوں سے مودودی کے باشے میں جو کچھ بھی بدے
کی دیگر خوبیوں پر فالیں اگر اسے عین بیڑا اور ناقابل اعتماد اور مدد
بدتر توقع کی جاتے ہیں۔ بہ مودودی پر طنز و طعن ہی نہیں گالیوں
و ثقابت ملایا جائیں گے لیکن بالکل کافی ہے۔ الهم اعوذ بالواس
او کوستوں کے ڈونگرے بھی بر ساختہ ہیں۔

اگلی اشاعت میں ایک اور طرح کا انداز ہم الففت بطور نمونہ میں ۳۰

ضروری عہلان

اپریل تی اور جون کے تجھی تین مولانا اعمر غوثی نے چند دنی مسائل پر مقال و مکمل حفظگو کی ہے، ان کی اہمیت کے پیش نظر ان تینوں ہمینوں کے پچھے چھے تیسراں ایڈیشن میں سے بچائی گئے ہیں، جس کو ضرورت ہو تو تینوں یا ان تین سے کوئی بھی پرچھہ فی پرچھے کے حساب سے طلب کر سکتا ہے۔
ئے ناظرین کے تعارف کے لئے اتنا عرض کر دینا مناسب ہو گا کہ ان شماروں میں مندرجہ ذیل دینی مسائل پر کلام کیا گیا ہے۔

(۱) صاحب مسیار حق ہیں یا نہیں؟ (۲) حضرت حوا کی پیدائش کے باعثے میں اسلام کی دی ہوئی مکمل معلومات (۳) خلود بھدی کے عقیدت کی شرعی حیثیت۔

ان تینوں موضوعات پر مولانا نے بسط اور سیر حاصل حفظگو کی ہے۔
(مشہر بیلی ذینہ)

ادب برائے ادب

کا درجہ اچکا

اب دنیا ادب یا لئے زندگی کی قائل ہے

اور ہم

ایک قدم اور آنکھ جانتے ہیں

ہمارا حصول ہے۔ ”ادب برائے اسلام“

ناہنا مرتپ راغ ناہ گراچی، اس اصول کا اولین ملکبردار ہے، اور بچھے آٹھ سال تک مصلحتی کی ادارت میں شائع ہو رہا ہے۔

وفتر ماہنا مرتپ راغ راہ گراچی

ہندوستان میں ارسیں زر کا پتہ، مکتبہ زشا و شانیہ، معظمہ جاہی مارکیٹ، جیسا باد کرن۔

بھل کی فکر

ایک بخوبی جب اخیں تاروں کو دیکھتا ہے تو ان دونوں تمہوں کے طرزِ نظر سے بالکل بعد آگتا ہے اور ان سے صرف مستقبل کی مالات اور قسمتوں کے سرتاسر فوشنے معلوم کرنے کی سعی کرتا ہے۔ بھی عالی دینی ایک اور چیزوں کا ہے۔ ایک بخوبی نظر کے میں ہر شخص اپنی افتابِ زمان اپنے تصویر و حیل اور اپنے زاویہ نظر کے تابق ہو کر دوسروں سے مختلف پہلو اور شاپرانت اغذیہ کرتا ہے۔ اور جس تاثر کا اظہار کرتا ہے اُس سے اس کی ذہنی حالت اور شکری الفردیت خود بخوبی ملایا ہو جاتی ہے۔

آپ نے مولانا مودودی کی تصویر کو دیکھا۔ دیدار کا جو تاثر ایک اعتراض کی شکل اختیار کر کے آپ کے سوانح میں سیاں ہو گیا ہے کیا وہ آپ کی ذہنی حالت اور فکری انداز کا پورا ایجاد رکھتے ہیں؟

آپ اگر ایمان اور یہ کے ساتھ غور فرمائیں تو واضح ہو گا کہ آپ کے سوال سے تین باتیں بخطی طور پر سلطنت آجاتی ہیں۔

ایک تو یہ کہ جس شخص کی تصویر آپ سے باہم نظر فرماتی اس کی تحقیق و تقلیل کی شوری یا یا ہر شوری خواہیں دائرہ آپ کے دل و دلخیزیں پہنچتے ہی سے جاگریں تھیں جس کے نظری تصور میں آپ کی نظر سے پہلے محل اعتراض کی جس قوی۔

دوسرا یہ کہ صاحبِ تصویر کے باشہ میں آپ پہلے ہی سے ان لوگوں کی صحف میں رکھتے ہیں جنہیں اعتراض و گفتگو میں کسی معمولیت اور اونچے معیار کی حاجت نہیں ہوتی۔ بلکہ تحریک سازاند اور جانی دشمن کی طرح وہ اچھے سے اچھا ہمیار بلا تکلف استعمال کر دیتے ہیں۔

تمہری یہ کہ اسلام کے باشے ہیں آپ سے اپنے طور پر بانگ۔

سوال: سازم محمد شاکر قاسمی۔ دیوبند مولانا مودودی کی دلار بھی روز نامہ انجمن انجام کرچی میں مولانا ابوالعلی مودودی ممتاز کی تھویر نظر سے مگری بہت بیرونی آئی تھی قدر دل بھی جو شریع دل اڑھی تھے بہت کم دلکھانی دیتی تھی یا تو علماء مودودی صاحب کے بھی بیک پوری دل بھی آئی تھیں یا اسے تفسیر کر لئے ہو رہے آپ کا کیا خصاں ہے؟

جواب:

اپنے نام کے ساتھ "قاسمی" لکھ کر آپ نے یہ واضح فرمادیا ہے کہ یا تو آپ دارالعلوم دیوبند کے ذائقہ تفصیل ہیں یا از طلبہ میں چونکہ فردی بھی اسی درس گاہ و دینیہ کی خالی پاک سے پھیلایا ہے اور طلباء دارالعلوم سے ذاتہ خاص رکھتا ہے اس لئے بھاستے مقتنی کی حیثیت کے برادران اور دوستانہ حیثیت سے چند حروفات پیش کرنا چاہتا ہے۔ کاش آپ خالی الہمین ہو کر اخلاص والفضل کے ساتھ ان پر وجہ فرمائیں۔

نفیات کا سلسلہ اصول ہے کہ کسی بھی شے کو ہر شخص اپنے خاص زاویہ نظر اور قصوص طرز و اذار سے دیکھتا ہے مثال کے طور پر رضا میں چکنے والے ستاروں کو دیکھتے۔ ایک شاعر جیب ان پر نظر دالتا ہے تو اسے اپنے خاص زاویہ نظر سے یہ ستارے جیسی نظرت کے دامن پر خوبصورت افشاں کی مانند نظرتی ہیں اور اس کے ذمہ میں کمی روپی تسبیحیں اور استعماٹیں کر دیں بدلتے گلتے ہیں۔

ایک ساتھ دن جیب اخیں تاروں کو دیکھتا ہے تو صحن نظرت اور شاعر نظر جاڈ بھیت کے حوض وہ صرف یہ غور کرتا ہے کہ کون ستار اسکی تلے سے لئے فاصلہ پر ہے۔ کس کی روشنی کمزور مدد میں دنیا بک پختی ہے۔ کوئی سائب نکلا اور کب چھپے گا وغیرہ۔

ماہی صلاحتوں کو رد ہو دو دوست میں کچھ لئے کی جاتے کسی ایسے تعبیری نہ ہو بے میں صرف کتنے جس سے حکومت القاعدت اور مسٹر کو ملام کی مزید مطلوب کی طرف حرکت جنہیں کرنے کا موقع ہے۔ اسلام دل بودماغ میں جمار کھا ہے۔

کوئی دستہ و فانعہ اور مدد و مدد کی حدود سے باہر لا کر امت کو بتائے کرواقعی اسلام کوئی ہرگی برقرار نظام نہیں کی اور عالمی تحریک اور ہر زمانے کے تمام اعراض کا شکنہ شفاقت ہے۔ وہ امت کی اخلاقی و فکری اور اقتصادی و سیاسی زبان حالیوں کو محنت مند القلب کی طرف موڑنے والی کوئی دعوت ساختے لامستے اور جس رسمی و تنہی سے محسن مقنی اور تحریکی خدمت انجام دی جا رہی ہیں انہیں دلپی اور ترتیبی سے دعوت حق کا نہیں کام شروع کیا جائے۔ سب تینیں امت ان کے پیچے ملکی اور مددوی غیر و سے اسے کوئی سرو کار نہ ہوتا۔

لیکن حال تو یہ بنے کہ اپنے صحابہ پر خلیلہ اسلام اور اعلیٰ حق کی جدوجہد تو بکالصور اور دہم بکش دل دو ماخ سے گھرچ کر جینک دیا گیا ہے اور دینی خدمت کے ذیل ہرست مقدس کام کے جائیے ہیں ان کی جیشیت اول تفریقات کی کی ہے وہ سے ان میں اجتماعی ظلم اور جماعی تعامل کی زرا بھی پرست نہیں ہے۔ درست خلقان اپنے طبع کرنا نازرو نے کے وعظ کہنا امریکا نامہ شک مقدس مبارک مشفیع ہیں۔ لیکن الگ ان کا رشتہ اور سلسلہ نسب اصل دعوت دین اور اصلاح ذمیری طرف مائل ہونے کے عوض ہمارا منصب دار انصاریں کی پیشہ جسے وقبلہ کے طول و عرض اور پاپوں کی دوازی پر لے لانا ہے اتنا لاحش اور خوس ناک ہے کہ اس سے زیادہ لاحش اور افسوس کوئی باشنا ہو سکتی ہے۔

کفر و غیان کی جماعت میں کوئی فرق نہیں لیکن بساط ارضی پر اسلام کی مظلومیت اور امیر مسلم کی مغلوبیت اور کفر و غیان کی جماعت میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔

گستاخی صاف امور اسلام دو دوستی کی قصور پر بیکار اپ کو ایک دار ارضی مونڈہی ڈالی۔ مگر اس سے کوئی کوئی کا فائدہ دن ملت کو پہنچا ہے۔ مددوی اور جماعت اسلامی طریقی کے فرزن کہی۔ لیکن دین و ملت کا وہ کیفیت اس سے ہے تو ان کے گمراہ ثابت پہنچانے سے مندل ہو جاتے گا؟

میرے عزیز و دامت اسی طریقہ تو یہ تھا کہ جن لوگوں کی دار ارضی ممکن طور پر شرمی ہیں اور جس سے جنتہ دستار پر صوفیت پکھا دوڑ جائی ہے اور جو اپنے سوا پر گردہ ہر سکتی فکر ہر ارادے اور ہر جماعت کو مصال و مصلحت بھجتے اور کہتے ہیں وہ وہ اپنی تمام تر طبقی قابلیتوں اور ذہنی د

پکھنہیں سوچا بلکہ اپنے ماحول اور اس ماحول کی مژو شفھیتوں کے سو فی صدری تابع ہو کر آپ۔ نہ اسلام کا بہت گھبیا اور غیر ترقیتی میار لپٹے دل بودماغ میں جمار کھا ہے۔

ان تینوں بالتوں میں صورت ہے کہ آپ کو اپنی توبہں تقبیل کا ہلہ نظر آئے گا اور آپ انہیں کسی صورت تسلیم کرنے پر تیار نہ ہوں گے لیکن یہیں ہے ادب عرض کروں کہ آپ خدا کے خود ہی اسپر غور فرمائیں کہ آئندہ کوئی چیز ہے جس نے مولانا مددوی کی تصور پر دیکھتے ہیں آپ کو ہزار میں کی پیاسنے میں ایجادیا!

اہل سوال کا تو سید حسام جاہب یہ ہے کہ مولانا مددوی کی دار ارضی بالیقین غیر شرعی نہیں ہے اور دار ارضیوں کی شرعی پہاش کے نہ ہو فہرست آپ سفر فریقے ہیں وہ قرآن و محدث کا مقرر کردہ نہیں بلکہ نہ آپ کی فن کارانہ ایجاد ہے۔ یہ بات اگر آپ کو تسلیم نہیں تو آپ دار ارضی کے طول و عرض پر دلائی شرعی قائم کوئی ہمیں قائل کرنے کی میں فرمائیں۔ ہو سکتے ہیں قائل ہو جائیں لیکن ہمارے قاتک ہو جانے سے بھی دین و ملت کی کوئی مشکل حل نہیں ہو جاتی۔ الشرکاء دین نزت روزانہ میں مظلومیت کا شکار ہے اور قوم مسلم برسہا برس سے جنم بنت دلت کی ٹھوکروں میں کراہ رہی ہے اس پر دین دنداز غور و فکر کرنے اور اصلاح ذمیری طرف مائل ہونے کے عوض ہمارا منصب دار انصاریں کی پیشہ جسے وقبلہ کے طول و عرض اور پاپوں کی دوازی پر لے لانا ہے اتنا لاحش اور خوس ناک ہے کہ اس سے زیادہ لاحش اور افسوس کوئی باشنا ہو سکتی۔

مولانا مددوی کی دار ارضی آپ کو غیر شرعی نظر آتا ہے۔

پہلے نان نیادہ سونی صدری غیر شرعی ہے۔ بلکہ نہیں کہ لیا کہ انہوں نے دار ارضی مونڈہی ڈالی۔ مگر اس سے کوئی کوئی کا فائدہ دن ملت کو پہنچا ہے۔ مددوی اور جماعت اسلامی طریقی کے فرزن کہی۔ لیکن دین و ملت کا وہ کیفیت اس سے ہے تو ان کے گمراہ ثابت پہنچانے سے مندل ہو جاتے گا؟

میرے عزیز و دامت اسی طریقہ تو یہ تھا کہ جن لوگوں کی دار ارضی ممکن طور پر شرمی ہیں اور جس سے جنتہ دستار پر صوفیت پکھا دوڑ جائی ہے اور جو اپنے سوا پر گردہ ہر سکتی فکر ہر ارادے اور ہر جماعت کو مصال و مصلحت بھجتے اور کہتے ہیں وہ وہ اپنی تمام تر طبقی قابلیتوں اور ذہنی د

میں غن کاشا تھے ہے۔
 کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ قرآن مجید تو ہمیں بالواسطہ ہی پہنچا پک
 اس سے مجیدی مذکورہ استدلال کی روشنے غن کاشا تھے ہونا چاہتے ہے۔ جواب
 یہ ہے کہ نہ آن کی آیات کا داد ارجیب تک حافظہ اور نقل پر رہا اُس
 وقت تک خود وہ تہذیب موجود ہی جس پر قرآن نازل ہوا اور جس کے
 ہوتے ہوئے نقل و انتقال میں خطا کا امکان ہی نہ تھا۔ اس کے بعد
 قرآن کی آیات مقدار بعض حافظوں کے اختصار پر ہیں۔ بلکہ حسرہ
 کے داخل فتوح اور بے ریب کتابت کے سہلے منتقل ہوتی گئیں
 اور درجتہ تعلیم میں کرنے کے لئے تختہ مجید عقلی و عادی اسماں
 دلائل مکن ہو سکتے ہیں سب بلا اختلاف پائے گئے۔ چنانچہ مسلمان
 ہی نہیں۔ دنیا کے تمام اہل علم اور اہمین اور ناقدرین اس حقیقت
 پر قطعاً متفق ہیں کہ آج کام موجودہ قرآن شیخ شیخ بلا کسی تہذیب
 و تحریف کے دہی ہے جو محمد عاصی پر نازل ہوا تھا۔ اس مورثہ میں
 اس کا تعینی پر نالائق بحث نہیں رہتا۔ رہیں روایات تو اُرچہ
 ان کے ابتداء تی رادی صحابہ کرام ہی ہیں اور صحابہ کرام کے مابین
 میں کوئی مسلمان دروغ و دفعاً کا خیال نہیں کر سکتا۔ بلکہ انکا اکثر
 حالت میں روایت کا نہدار حافظہ پر ہی رہا ہے اور حدیثوں کا کافی
 پر ہاتھ عصیٰ سبق کرنے کا کام صحابہ کے دور کے بعد شروع ہوا ہے،
 جس کے تجھیں جہت سے خیر صحابی راویوں پر بھی مدار کرتا چڑا ہے
 اس لئے یہ الفاظ نہیں ہو سکا کہ تمام مسلسلہ روایات کو مجید تعلیم کا
 دہی درج ہے دیا جائے جو قرآن کو مامل ہے۔ اور اگر ایسا کیا جائے
 تو اس شخص کو کافر کہنا پڑے گا جو کسی صحیح حدیث کو کہہ کر مانتے ہے
 انکا پر کہ دست کے سیہے خجال میں یہ فرمودہ رسول نہیں ہے عالم انکو
 ایسا شخص کافر نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ وہ فی الحقیقت قول رسول کی
 تکذیب نہیں کر رہا۔ بلکہ فیرتی راویوں کی تصدیق میں مذہب ہے۔
 اور غیر نی کے کسی فرمودے کی تصدیق نہ کرنا کھفری صدیں واصل نہیں کرتا
 ہاں اگر تمام صحیح روایات کو قرآن ہی کی صحیح تعلیمیں مانیں تب مذکورہ
 شخص ضرور کافر ہو جاتے گا۔ کیونکہ قول رسول کی حقانیت کا منکر کر
 شہر کا فریب ہے۔

ایک مذاکرہ مسوال ناقرین کے دل میں یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ
 ماسور القرآن تمام روایات کے ظقی ہوئے کا مطلب شاید یہ ہوگا

یہ کیوں نہ سچا ہی ہے جس نے باطل انکا کسے رعبہ
 سلطوت کو قرآن دستیت نے ضمبوطہ دلائل سے اس طرح بے اثر بنا دیا
 کہ آج ہزاروں انگریزی ملکے نو یعنی مغرب کی ذہنی فلسفی کے
 حدود پہنچانے کے اسلامی فکر کی سرحدیں آگئے ہیں اور ہزاروں
 ایسے ہیں جو کل تک حکم حکم اسلامی اقدار کی ذہنی اڑایا کرتے تھے لیکن
 آج آن کی زبانیں اُنٹھ اور دل مرغوب ہیں۔
 اُنیٰ المکرم ! مودودی کی تعریف اپنے کاظماً بری لے گی۔
 یک شخصی احساسات سے ٹھوس حقائق تو ہمیں بدل سکتے۔ یوم الحجہ
 اور قیامت، اگر واقعی اپنے نزدیک قابل حافظہ ہیں تو اگر واقعی تصورات
 یے نکل کر قرآن دستیت کی بیادوں پر سوچنے کی عادت ڈالتے۔ کسی
 شخص یا جماعت سے اللہ واسطے کا بیرسیاں پہلو اون کو زیب دیتا
 ہے۔ بلکہ جاہرین فی سبیل التکوؤں سے کیا تدبیت اور کیا سروکار؟
مسوال ۱۷ :- (ایضاً) ظن و تفہیں
 صحابہ کردار اُن فہم سے جو روایات منقول ہیں انکو ظنی
 ماننا درست ہے یا نہیں؟ مطلع فرمائیں۔

جواب ۱۷ :-

علماء ائمہ کی بخشنوس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہبہ قرآن
 ہی کو تعینی اور ماسورہ القرآن کو اصولاً ظنی مانا ہی اولیٰ ہے۔ اس کا
 تجھ بادی النظریں تو یہ حلوم ہوتا ہے کہ احوال، رسول اور من رسول
 بھی قرآن کے مقابدین ظنی تھیں۔ بلکہ اُنہی طرف سے دیکھا جاتے تو
 تجھ اس سے کچھ مختلف نکلتا ہے۔

اسلام کا نبیوادی عقیدہ یہ ہے کہ قرآن ہی کی طرح وہ تمام
 احکامات بھی دیجیں لیتھیں ہیں جو سرور کو تمین رسالت پناہ میں اللہ
 علیہ السلام فی صادر فرماتے اور قرآن کی آیات و متن کی جو اشراف و فسیر
 آن جموروں نے قولاً یا عملًا فرمادی اسے لیکنی طور پر مان لینا اور میں حق
 سمجھنا اشراف دہیں۔ ہے۔ اس کے باوجود یہ تکمیل حدیث رسول ہم کو برداشت
 نہیں کریں۔ بلکہ بہت سے داسطون سے اُنلیٰ نقل و نقل سچی سے امن سے
 اصول ایں سلسلہ روایات اُس درجہ تعلیم کو نہیں پہنچ سکتا جیسا کہ قرآن
 پہنچتا ہے اور قرآن کے مقابدین اسے ظنی ہی مانا پڑتا ہے۔ اس کا
 مطلب یہ نہیں ہو گا کہ خود ملک رسول مسیحی میں دریں کا احتمال ہے
 بلکہ مطلب یہ ہو گا کہ ان روایات کی لفظی برخلاف سبب ای الرسول

سوال کی اشاعت کی صورت چین رہی۔

سوال ۱۷ :- از محمد عصوب - حیدر آباد کن۔ آسمان

ساتھ نے جتنی بورت انگریز ترقی کی ہے اس سے کسی کو بھی جالی انکار نہیں چوکا سکتی۔ نیز ساتھ کے مختلف اصول و نظریات کی تصدیق د تصور کے لئے اسکی پڑا لوں عجیب و نادر ایجاد است بالکل کافی ہیں۔ ساتھ کہتی ہے کہ آسمان کی دیود کا نام نہیں۔ بلکہ مذکور نظریہ کا اعتباری نام ہے۔ اس کے خلاف قرآن سات آسمانوں کا ذکر کرتا ہے۔ اس کا ترجیح ہے کہ قرآن بیان ہیں شک پڑنے لگتا ہے۔ اور یہ شکیں تھے کہ اس کی طبق کی نہیں۔ بلکہ ساری دنیا ہمیچہ جو کہ ساتھ کے آئے سر اعتراف خم کرچکی ہے اس لئے یہ شک گویا عالمگیر ہے۔ یہ ایسا ممکن نہیں ہے کہ قرآن کی ہیں آیتوں میں سات آسمانوں کا ذکر آیا ہو اگر کوئی ایسی عقول تفسیر کی جائے جو ساتھی نظریات سے ہم آہنگ ہو۔ اور ایسی علم و ساتھ کو اسلام پر اعتراض کا موقع نہ لے۔ براؤ کرم ہم مستلزم پختگی روشنی ڈالیں۔

حوالہ :-

ساتھ کے باشے میں ہماری معلومات کچھ زیادہ صحیح نہیں ہیں۔ ہیں تمام اس کے نظریات، تبادلی طور پر دو ہی قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جن کا تعلق مادیات سے ہو اور ان میں مختلف اشیاء کی ترتیب و ترتیب سے کچھ تیزی میں بلکہ کی صلاحیت موجود ہو مثلاً پانی کا الگی پاکر بھاپ بن جانا یا بجلی کا بعض خاص تاروں پر دوڑنا یا اسی طرح کے وہ فارموں جن کے ذریعہ رہیں اور ہوا کی چھاندروں میں پیشی ایجاد سفر و خود میں آئیں۔

دوسرے وہ جن کا تعلق محن تھیں و غیر میں سے ہو اور سائنسدان کسی بھی قطبی دلیل۔ حسیہ ثابت نہ کیں کہ ان کا تجہیہ اور گمان بالیں درست ہے اور اس کے خلاف ہو جی نہیں سکتا۔

پہلی قسم کے نظریات میں بے شک کہا جا سکتا ہے کہ ان کی صداقت و ایمت کے لئے اور جو ذہن بہان مشارک است و تجویزات کی تفہی کرتا ہے وہ حق بجانب نہیں ہے۔ لیکن دوسری قسم کے نظریات میں ہرگز پر گز نہیں کہا جا سکتا کہ ساتھ دوسرے کے تجہیہ اور انہوں سے اچھے جو چھوڑ دست بکھر دیا ہے وہ بلاشبہ درست ہی ہے۔ اور اس کے برخلاف تقدیرہ میں وہ امداد ہے غلط عقیدہ فی رہا ہے۔

حدیث کو مانو یا نہ مانو کوئی خرج نہ ہو تا چاہے اس کے باشے میں عرض یہ ہے کہ بعضی اور بعضی کی پیشیت بحث محن اصولی و تبادلی و جو جسی دلنشی ہیں نہ فراہم کی حدیث واضح اور تبعین ہو تا ہیں۔ مثلاً نیساں ہے مگر یہی نہیں ہے کہ آدمی احادیث صاحب کو واجب تبعین میں نہ فراہم کی حدیث اور مسلمان بھی رہے جاتے محدث قتل اور غلطہ ایسے کے متوجہ مکن ذرائع انسان کے پاس تھے وہ سب تدبیر حدیث میں استعمل کر سکے۔

قرآن کہنا ہے کہ کلیافت الہم افت الا و سعما۔ کسی نفس کی ذمہ داری اتنا ہے بس اتنی بھی رحمی ہے جتنی اس میں طاقت و صفات ہے۔ اگر قرآن اور غیرہ میں قرآن میں انتیاز قائم رکھنے کے لئے روایات کو اصول اعلیٰ مانتا ہو گزیر طفیل اوس کا ہم طالب ہیں کہ روایات روک رکھنے کے لائق ہیں۔ ان کا عقل ہونا بھی اس درجہ کا ہے کہ دنیا کے کمی بھی علم و حکم کے مقابلہ میں یہ تزادہ قرین قیاس اور بقیی ہیں۔

تب اس کے موافقہ نہیں کہ ان پر اعتماد اعتماد رکھا جائے۔ آخر مثلاً پایہ اعتماد کو تجھ گئی ہیں ان پر اعتماد اعتماد رکھا جائے۔ آپ اپنی اولاد کے باشے میں کس درجہ طبعی ان ساختے ہیں کہ وہ آپ کی ہی ہے اور اسی طبعی ان پر بھی ہے جان دیاں اس پر بھی ہے۔ کہ اولاد کا خود آپ کی اولاد ہونا بالیقین آپ کے لئے علیٰ ہے۔ کہماں انصاف و حقوقیت کا کوئی ضابطہ اس کی اجازت دے سکتا ہو کہ اپنی نوجہ کو پوری طرح عجیفہ دیا کیا زیارت ہوئے جیسی اپنے حصہ اس میڈا پر کہ اولاد کا آپ کی اولاد ہونا عقینی ہیں علیٰ ہے اس اولاد کے اپنی ذمہ دست اکابر کر دیں؟ ہذا الطوں کو چھوٹی سی خود گزیر نظرت کا مشاہدہ فرمائیے کس طرح تقریباً تمام ہی الساقی طبیر کی ریف تذبذب کے اولاد دن کی پر وکھس کر کرے ہیں اور اپنی بہتری بھیست الحسن دن اذہب ہیں ہذا نکر دن اولاد کا اتساب اپنی الولد بہتری علیٰ رہا۔ ہے اور سیہی طبی رہت گا۔ اسی سے مانع معلوم ہوا کہ احادیث صاحب کی طور پر جزو دینا ہیں اور ان کے اصول اعلیٰ ہونے کو رد و انکار کا ہوا نہیں بنایا جب سکتا۔

یہ جواب بظاہر رسول کے امیار سے زائد و مطلق علم و مہک۔ لیکن اس تفصیل پر ہی کی دبیر ہے کہ اسی موضع کا ایک اس اعتراف میں طویل سوال نالی میں موجود تھا۔ اس سے قبل مذکورہ بالا سوال ہم کے سامنے آگئی اور یہی میں ہم نے اتنا پھر عرض کر دیا کہ اب اس دو مرتبے

آسمان کا ذکر آیا ہوتا تب تو کسی جذبہ طراز کے سنتے دل کو ارمان لکھنے کی کمجالش بھی ملکن تھی میکن جس صورت میں کو قرآن متعدد جگہ صراحت کے ساتھ سات آسمان کو موجود و مخلوق بتا رہا ہے۔ تفسیری شیشہ گری کی کمکجاںش ہے۔

چند آیات لاحظہ ہوں:-

فَقَدْ أَهْنَ سَبِيمَ سَمَوَاتٍ وَرَضُوْهُنْ سَبِيمَ سَمَوَاتٍ
أَوْ الْمَرْءُ وَلَا يَكْفُتْ حَتْنَ اللَّهِ سَبِيمَ سَمَوَاتٍ فَإِذَا وَلَدَ اللَّهُ
الَّذِي خَلَقَ مَعْنَى تَاهٍ جِنْ جِنْ مَعْنَى سَمَوَاتٍ۔

یہ قوله مقام اسی ہے جن میں صاف صاف سات آسمان
(سبع سماوات) کا ذکر ہے اس کے علاوہ دیسیوں بکار آسمان کو جمع ہی لایا گیا ہے یعنی سماوات۔

قرآن کے بعد حدیث کا ذکر ہے تو احادیث میں جگہ جگہ
صراعت سے سرات، آسمانوں کے طhos و وجود کا ذکر ملتا ہے۔ مثلاً:-
عن مربی بن انس قال سماء و بیچ ابن الش سے روایت ہے کہ
الدین اموج مکفف ثالثۃ دینا والا آسمان رکی ہوئی تھی جسے ہے
مرحومہ بیضاء محدثۃ اللہ علیہ اور
وی الرابعة خراس والخامسة قیس الرویہ کا اور پر تھا مذکون کا اور
فضله والسداسۃ ذہبی السلفۃ یا قرۃ العین دعا فی ذالک
او رساقوں سُجُون یا قوت کا اور
محادی من تو س دلہ یعنی
ما فرق ذالک اللہ۔ بعد کیا ہے یہ اللہ کے سوا کوئی نہیں
چانتا۔

یہ روایت ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی نے اور خط میں اور اسواق بن را ہویہ نے۔ اپنی مسندیں نکالی ہے۔ یعنی عبد اللہ بن عمر بن العاص سے روایت کر رہی ہے کہ:-
انہا نظریں الی السماء فقل میذک حضرت نے آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا
ہے امشدیں اضطراب و انشیۃ امشد کہ پڑیے اللہ کیا ہی جیسے اس کی
سفیدی اور ذریں اور صرف اسماں کی سیکھی
ہی نہ سیع سماوات و مخلوق و قفق
السابعۃ الہماء و جعل و قفق
ذہبیں سماں انتیجہ ہے۔ قرآن میں الگ ایک آمدہ ملکہ محلات است
اسی پر عرض۔

چانکہ پہلی قسم کے نظریات کا تعلق ہے ایک محی نظریہ یا
نہیں میں جس کے خلاف اسلام نے کوئی تقدیر نہ دیا ہوا اور جہاں کہ
وسری کم کے نظریات کا تعلق ہے تو ان کے باپ میں خود سامنہ رائی
ایک ووسرے سے اختلاف کرتے رہے ہیں اور پیشتر نظریے بدلتے مسلمان
رہتے ہیں۔ اس کی صد اسالیں سائنسی نظریات کے طالعہ سے
جاہیں گی۔

آسمان کے بالسے میں سائنس داون کے خیالات کیا ہیں امکا
ہمیں فصل علم نہیں۔ اگرچہ ہمیں قریب ہے کہ تمام مستدرسانہ داں فیصلکن
ٹوپر آسمان کے حصہ جو باطری میں پرتفع ہوں سے۔ لیکن الاستفروں پول
ہوں بھی بعض ان کے تفاوت سے اس قرآن کا فرمودہ عطا ہوں گے۔ میر کتاب
جو خود فاطمہ اسمووات والاریض نے نازل فرمایا ہے۔ فاہرستے کوئی اسک
آسمان تک پہنچ بنا سکا اور اس کے بالسے میں جو کچھ بھی تحقیق و تجھیں
ستے وداد لی درجہ میں بھی معتبر ہے نہیں کبی جا سکتی۔ تاہم تحقیقات
سے ستاروں کی فائلوں کا چیز لدازہ قائم کیا گیا ہے وہ الجامی
کہ آسمان کی بیضانہ دوری تک نگاہ تھیق پہنچے کا کوئی سوال ہی پیدا
نہیں ہوتا۔ سائنسی آلات اپنی ظیم الشان ترقیوں کے باوجود نظام
آسمانی اور بلند ترین گزروں کی طہیان جس تھیق سے کئے سرتاسر
تکمیلی ہیں جن کا اعتراف خود سائنس داون کوئے اور سائنس داں
اعتراف نہ کریں تب بھی کوئی ہوشند اس سے منکر نہیں ہو سکتا کہ
ابو جلیل دوڑ کے آسمان سے مشخن اہل ارض کا اندازہ اور تجیہ کسی
سلسلہ نظریہ کی جیت بھی رکھ سکتا ہے۔

سائنس داون کا آسمان کو جو نظر کہنا دراصل کوئی ثابت
نظریہ نہیں بلکہ ایک طرح کا اعتراف لانگی ہے۔ یعنی وہ پوچھ کر
آسمان کی تھیقت و ماہیت معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ اب تک نہ ہے
اور جو دو خلائق علمی آسمان کی تھیت تکمیل کا کوئی بھروسہ و مدلل
اکشاف ان پر نہیں کیا۔ اس سے وہ بھروسی اسے حذف نہ کر سہی
ہیں۔ کبھی تک سائنس اس وقت تک کی ہے کہ وجود نہیں تسلیم کری۔

جب تک اس کی عقلی توجیہ اور حقول تھیں نہ ہو جائے۔
اس تھیل کے بعد میرا یہ کہنا لیے جائز ہوگا کہ سائنس کے
رجیس سے اپنے قرآن ہی کو برداشت کا نصوحہ دو جو رہہ تکست خودہ
ذہبیں سماں انتیجہ ہے۔ قرآن میں الگ ایک آمدہ ملکہ محلات است

ہوئے صریح الفاظ میں بتلایا کہ صدر حجہور سے کپاس اپنے بغیر داسطہ اور ذریعہ کے جسب نہیں پہنچ سکتے تو الشریف العزت کی درگاہ تک رسائی کیسے پہنچتی ہے؟

غرض ہم کسی کی نیت، ارادہ کے ذریعہ ارنہیں ہیں۔ ظاہری الفاظ پر فحیلہ ہوتے ہیں، ملائکہ دلوبند کے اسلام کی تصانیف کا ہمہ سلطانی دیکھتے ہیں۔ حضرت تھامنی، حضرت نگری اور خضرت مولانا نالتوی رحیم اشٹکی عبارتوں سے بھی واضح ہوتا ہے، مردوں کا اصلہ جس طرح تھیں مقابر و مزارات پر واکر اور الفاظ مذکور کے ذریعہ ان کو پکارتے ہیں اور اس داسطہ کو اللہ تک رسائی کا ذریعہ بھیتھیں، یہ شرک ہے۔ اور تو حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی مدظلۃ العالم نے پانچ مریدیں ہیں جو شجرات تقسیم فرماتے ہیں اُن میں بھی کتنی قلائق کا لحاظ کا مجاہد ہے اس سے بھی بھی واضح ہوتا ہے کہ صلحانے کیتھیں کا داسطہ دیلپنا ہی مختصر کیتے لیا جاسکتا ہے۔

ہذا الڈ ارش ہے کہ آیات قرآنی اور احادیث طیبہ میں کیسی شہادت پیش کرتے ہیں۔ بدلاں مصروف ان کو میان فرمائی۔ شہر کے خواجہ اور ان کو غلطراہ پر لے جانے والے حضرت یہم صاحب نہل کی اس تقریب سے اپنے موت پر طرزِ عمل پر مطمئن ہیں اور یہ بھی بتلتے کہ یہ ان کی کون کون صورتوں سے بنا نت کر سکتے ہیں؟

جواب ۱:-

مولانا محمد طیب صاحب دام تکمیل العالی الگرچہ امیر مسلم کا ایک بلند مرتبہ فرداور اُمّت پیغمبر کے خلیف اور قرآن و سنت کو لےچکے عامہ ہیں۔ میکن اپنے کے مراجی میں ترجی اور حلم اور داداری اس درجہ کی ہے کسی فعل یا جملہ میں اپنے بھی کسی مختلف فیروضہ پر ایک جاہش کی واضح تائید اور دسری جاہش کی برداشت دیہیں فرماتا کرتا۔ اپنے کی بحق تقاریر حجیب چکی ہیں ان میں سے کوئی بھی اُنھیں دیکھ لیجئے۔ اگر جس ہیں کسی ہمیتے ملت کا ذکر ہو جا جس پر مسلمانوں کے مابین اختلاف ہے تو اپنے دیکھیں گے کہ حضرت نے کھل کر کسی ایک جاہش کی تائید یا ردیب کے غرض مفاہمت و مصالحت اور توافق کو اڑاکی کی سی خرافی پڑی۔

مشکلہ سے قبل ایک طویل مدت تک کسی کو فیصلہ میں طور پر یہ پتہ نہیں رکھا کہ حضرت الیگ کے طرف دار ہیں یا کا لگنگیں رکھتے ہیں

ایسی بھی متعدد روایات کتب احادیث میں ملی ہیں جن سے صراحتہ ثابت ہوتا ہے کہ آسمان کوئی نہ صرفی داعیتاری نہیں بلکہ ایک واضح جسم اور مخصوص وجہ سے اور اسی طرح کے ساتھ موس و جو درکائنات میں پائے جاتے ہیں۔

ذویر سابق کے پہنچت داں ہیوں یا آج کل کے سامنے داں وہ اگر پہنچے دائرہ علم و تحقیق سے باہر کی چیزوں کے باۓ میں کوئی اندازہ قائم کر سکتے ہیں اور وہ اندازہ قرآنی تصریحات کے علاقہ پہنچتا ہے تو کسی بھی طفل اور تفتی دیں سے قرآن کی مکذب نہیں کیجا سکتی قرآن کے کلام آئیں ہوئے پر اسے مشبوطہ دلالی ہیں کہ اس سے زیادہ مضبوطہ دلالی کسی شے کی حقانیت پر نہیں ہو سکتے اور انسانی بصارت و تقدیم کا عالم تو یہ کہ مختلف دھاتوں کے مکملوں کی ایک خاص ترتیب کے بغیر نہ سوچ کی میتوں کی شعاعیں بھی صرف ایک تگی سفید نظر آتی ہیں اور سات رنگوں کے امکان سے پہلے الگ کوئی بیخبر دیتا کہ شعاعوں میں سات رنگ ہیں تو اسے اُس وقت تک دیوانہ اور حق کہا جاتا ہے جب تک و تحقیق شدہ ترکیب کے ذریعہ انکا مشاہدہ نہ کرادیتا۔

بھلی کا ایک معقولی تین یا چار پر دن والا پنجھا تیری سو گھوم کر داکہ بناتے ہے اور انسانی بصارت کی بیہقی کا مالمبہ کر داں مالیم گردش میں اُن پر دن کا لگنگہ نہیں دیکھ سکتی جو فی الواقع الگ الگ موجود ہیں۔

ساتھیں والوں کا یہ فیصلہ ہے کہ زمین گردش کرتی ہے یعنی ایک آنکھ بھی تو ایسی نہیں جس سے پریزوں تکی زمین کو بھی حرکت کرتے دیکھا ہے۔

جب پاس کا یہ مالمبہ ہے تو اور ہوں ہیں دو دو آسمان کے باۓ میں انسانی نظر کا بے تحقیق فیصلہ کیوں کر لیتی مانا جاسکتا ہے۔

سوال ۱:- از خواص راجح الدین۔ بیکھورہ استمداد و توسل۔

گذشت اہ منی لھٹکے آواخیں مولانا محمد طیب صاحب نہیں دار العلوم دلوبند ہیں ایک نصوص دوست پر مع اپنے عیال تشریف الاتے۔ شہر میں دو جگہ مولانا نے خطاب عام فرمایا، ایک سجدہ میں بعد خوار نہ صحت صلحاء کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے دیکھ صلحاء کے متعلق فرمایا کہ دس میں کے بغیر کوئی کام چل نہیں سکتا۔ اور مشاہدہ ہے

ایک اچھا خطیب مجھ کو خوب پہچانتا ہے۔ مولانا نے حضرت تو
نماں دین دلت شیر کیے نہ چیختے۔ حاضرین کی اتفاقہ مزاج
کو سلسلہ رکھ کر آپ نے وہی اندازہ بیان اختیار فریبا جو ایک مدد
خطیب کو اختیار فرماتا چاہتے۔ اس اندازہ بیان میں جہاں ایک مدد
غلامان اولیاء کے لئے تکمیل خاطر اور افراد کی ہفت کا سامان
 موجود ہے وہیں اس میں ایسی چک بھی ہے کہ جہاں کوئی اللہ کا بندہ
اکابر ہیں دیوبندی تحریر وہ کو اس سے استفادہ من الا ولیاء اور
شفاعت بزرگان پر اختراص اور درکے دہیں نہایت معمولیت
اور بے بلکی سے کہدیا جائے کہ جم خود کسی خلافت میں بابت کو قائل
ہیں۔ بلکہ صلحاء کے لیے اور واسطے کو اُسی حد تک اور اُنہی
شرائع کے ساتھ جائز بھیتے ہیں جس حد تک ہمارے اسلام نے

قرآن و سنت کی روشنی میں اجازت دی ہے۔

یہ تو قبی خطا بہت کی بات۔ حضرت مولانا نے صدر جمہوری
کی تکشیل سے چو دیل دی ہے وہ اگرچہ بہت فرسودہ اور ضعیف ہے
اور بارہواں کی تجویز کھوٹی جا چکی ہے۔ لیکن ایک اچھا خطیب
جانشیت ہے کہ عوام کا حافظہ کمزور ہوتا ہے اور عقل و علم سے کہیں
زیادہ عوام کو جذباتی دلائل اور نظر فریب میثاق سے رام کیا جاسکتا
ہے۔ اس لئے آپ نے نہ صرف "نظری حکومت" میں ایسی ہی لیتوں
سے کام لیا۔ بلکہ موقع پر موقع اتفاق رہیں ہیں اپنی اپنی ارادہ
شبودہ لپیتے خطیبات و تقدیمیں فائز المراء ہے۔

رجی حقیقت۔ تو خشک اور ٹھوس حقیقت یہ ہے کہ ہر خون
جلی کو جلد نہ والے کمیج و بصیر اور ہر امر پر قدرت رکھنے والے تو ہی
قدیر اور ہر کمزوری سے بالا تربیت العزت کو دنما کے تقدیم
ضعیف اور خاطل و ماصی اور بے علم و بے خبر صدر ہاتے جمہوری سے
تشییر دینا نہ تو کسی ملی مسئلہ کو حل کر سکتے ہے زادے کسی محنت مند
ذہن کے لئے نہ ہوں گی۔ جن کے یہاں اولیاء پرستی کی کچھ
کلپنکلیں ضرور رائج ہوں گی۔ جیسیں یہ بات بالکل مرغوب اور
گوارا نہ ہوگی کہ جو عقیدتیں اپنیں اولیاء والقیاء سے ہیں۔ اور
جو خوش فہمیں وہ مر جوں ہندگوں کی شفاقت و احانت کے متعلق
یہکہ ہیں کوئی شخص ان کی بالکل ہی شفی کرے اور یہ کہے کہ ساری
قدرات وقت لیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

وگ اپنے تھے جو مولانا کے بعض فرمودات کو قسمیں بخال کاریاں کی
تائید ہیں پیش کرتے تھے اور کتنے ہی اس کے بر عکس کا بگیریں کی تائیدیں۔
اس تضاد کے پیچے درہ میں حضرت حضرت میم کی تعریف نہ کرنا قادری
اور صلح پس فطرت و طبیعت کا فرمایا ہی میں کی تعریف نہ کرنا قادری
اوہ بے کسی ہوگی۔ اسی فطرت میم کا تجویز تھا کہ مولانا بے شمار دنوں
تک مولانا مودودی کی محل تائید اور خیلی توصیف کرتے رہے۔ کتنی بھی
محبتتوں میں آپ نے مولانا مودودی کو عیشت مجموعی خراچ عسکریں دادا
لیکا اور پھر کتنے ہی مواقع پر بعض مخالفین کی یہاں ہیں ہاں ملا دی۔ آپ کی
تصنیف "نظری حکومت" اور لائشیع کے بعض مودودی شکن مضافات
مالیہ اس تضاد میں کے فصل کن ٹھوٹ ہیں۔

اسی طرح اپنے صلح اسلام کی تعمید اور قرآن و سنت کی
تفسیل میں آپ نے بارہا بدعاں کے خلاف زبان کھوٹی اور جبلہ
سیلا دلنشی کو بھی دبی زبان سے اسی طرح داخل بدعاں کیا جس
طرح ان کے حضرت اسلام کریمؐ تھے۔ تکمیل جہاں ہمیں اس میانے
میں ترمی اور چک پیدا کرنے کی ضرورت سمجھی وہیں ترمی اور
چک اختیار فشریاں۔ حتیٰ کہ خود پر نفسی نفسی بعض جملہ کے سیلا دلنشی
میں شرک ہوتے اور جیسیں جمیل خطابت کے ذریعہ دلوں ہی مذہب
والوں کو اپنا گروہ بنا لیا۔

یہ میں بطور اعزاز پڑھنیں کہہ رہا بلکہ ایک امر واقعہ کا
اخہار کر رہا ہوں اور میرے خیال میں مولانا کا وصف مذکور فی ذرا
ایک قابلِ تقدیر اور پسندیدہ اور فائدہ غیش و صفت ہے۔
اسی وصف اور مزاج و فطرت کی روشنی میں آپ نے خطاب
فہار کر دیتے ہیں کہ آپ نے تذکرہ فرمایا۔ جس مجھ میں مولانا کے خطاب
دیا ہو گا جسے سوئی صدی یقین ہے۔ اور آپ بھی تحقیق فرمائیں
کہ اس میں کثرت لیے لوگوں کی پوچھی جو رحوم اولیاء والقیاء سے
ہستم دلخیس پرپی رکھتے ہوں گے۔ جن کے یہاں اولیاء پرستی کی کچھ
ذکر کلپنکلیں ضرور رائج ہوں گی۔ جیسیں یہ بات بالکل مرغوب اور
گوارا نہ ہوگی کہ جو عقیدتیں اپنیں اولیاء والقیاء سے ہیں۔ اور
جو خوش فہمیں وہ مر جوں ہندگوں کی شفاقت و احانت کے متعلق
یہکہ ہیں کوئی شخص ان کی بالکل ہی شفی کرے اور یہ کہے کہ ساری
قدرات وقت لیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

تاریخ اور نتیر آن کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ بات داشک ہے کہ عبید نبوی کے مکار تپھر کے بیوی کو بیان کے خود اُک اور خدا نہیں اُتھر تھے۔ بلکہ انھیں خدا اُک بارگاہ میں شفیق تھی جس سے تھے اور بکرہ و مسلم کے درمیان اصل اختلاف یعنی تھا کہ اسلام تو خدا ہی کو برداشت دے سکے اُختیارات اور علم و قدرت کا مالک تھیں اما تھا اور اس کو پہنچنے کے لئے وادعہ تھا اُک مانتا تھا اور کفر قریبی کی شفاعت دے سفارش کے بغیر اللہ کی توجہات کا بندوں کی طرف بندول ہینا ممکن نہیں مانتا تھا۔ اور تعلف شعبہ ہاتے زندگی اس کے قدرت بیوی کے درمیان اس طرح باہت بیجی تھے کہ ہر شعبے کا کوئی بھی قدری بغیر اُس شعبے کے متعلق بنت کے جل ہوئی نہیں ملتا تھا۔

قرآن نے مدد جلد اس کا ذکر کیا ہے۔ مثل سورۃ نہر میں:-
أَنْهُمُ الظَّالِمُونَ وَمَا هُنَّ بِمُؤْمِنِينَ دُونِ اللَّهِ يَا يَارَبُّ الْشَّاءِ مُلْكُه اور وہی کو
شَفَاعَةً شفیع ہاتے ہے۔

یہ سقیم اُتراری ہے۔ سورۃ نہر میں یہ:-
وَلَا يَمْلِكُ اللَّهُ إِلَيْهِ يَنْبَغِي مُحْكَمٌ اور جن کو اللہ کے سوای شفاعت کے
مِنْ دُونِ اللَّهِ يَنْبَغِي الشَّفَاعَةُ۔ لے کیا ہے کہیں بھی افتخار کے
مُلْكُه تھیں۔

سورۃ فیس میں اور بیکو زیارت صراحت سے ہے:-
وَيَصِدُّونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يُحِلُّ لَهُمْ اور یا لگ بھلے اللہ کے انصیں پوچھیں
لَهُمْ حُصْمٌ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَنْوَهُمْ جن تھاں پہنچا سکتے ہیں لائے۔ اور یہتے
هُنَّ لَهُ كُلُّ مُعْكَفٍ وَلَا يَعْدُونَ لہیں کہیں وہ اللہ کی بارگاہ ہیں ہمارے شفیعوں
جو حضرات پیغمبریں کے ساری آیات، بیوی متعلق ہیں۔ اور
اویہنہ و اللہ کو سیلہ بنا اور مدد کئے پکارنا درست ہے تو شرط ہو
محبید وہ سیلک ایجاد ہے توبہ شک شریعت میں ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ د
کے لئے کسی بھی بزرگ کو اولاد دیتا اور سمجھنا کہ وہ محیث عالم الغرب
والشہادہ ہر دُور دنر دیک کی بیکار سن لیتا ہے اور بدو گرتا ہے تھٹھا
ٹھٹھا۔ قرآن ہے۔

فالبیا سورۃ فیس ہے۔
وَلَا شَدُّ حُمْرٍ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يُحِلُّ لَهُمْ اور سچار، اللہ کے موالیں ہیں تو انہیں کو
یعنی مُعْكَفٌ کر کر نَفْعٌ لَهُمْ نہ ملتا جو تو سچاروں کی بھی تھاں اور لار
مُلْكُتُ فَإِنَّهُمْ بِاللَّهِ مُجْرِمُونَ۔ لکار اُنْظار مظلوموں پر شاہرا ہے۔

نمادی انساب دو سائل کے بغیر وہ رعایا کے دُکھ درد کو جان سکتے ہیں اُخیں بالکل خوب نہیں کہ ان کی مملکت ہیں کب کون کس پر کتنا ظلم کرتا ہے اور کب خود حکومت کے کارندے اپنے ہی قانون مملکت کے خلاف کیا کیا حرکتیں کرتے ہیں۔ وہ۔ عالی مقام صدرا جمہوریہ۔ فقط خبروں سے پہنچتے بھی جا سکتے ہیں، اندر وہی قانونی مسائلوں میں بے عزوں بھی کے جا سکتے ہیں۔ تمام وہ مکروہ یا اور اسقام اور احیان میں جو انسان کا غاصہ ہے اُن میں ہر وقت موجود ہیں۔ کوئی بھی شخص پر اسی کوئی شکایت اگر ان تکم پہنچتا ہے تو وہ بیانی حکام متعدد وجوہ سے اس کا استرد رکھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ ہم اُگر اس کا راست روک کر اسے صدر رک نہ پہنچنے دیا تو صدر کو ہرگز اس کی بھرپوری علاوہ اُن میں کوئی غیر فاضل اجازت اور واسطے کے اس نے بھی صدرا یا ارشاد تک پہنچنے کا موقع نہیں دیا جاتا کیا معلوم کون کیسے قتل کر دے۔ کون کب کوئی خرابی پیدا کر دے۔ کون کب شایع جملت پر کھڑے چڑھتے جائے۔ کوئی جم داغ نہ ہے۔

اس کے مقابلہ میں ذرالشد جل شانہ و نعمت نواز، کام عاملہ بھیجتے بادشاہ تک پہنچ کر لئے وہیلوں اور سفارشوں کی صنیع وجوہ جواز میں انہیں سے کوئی بھی تو اُن کے معاملہ میں نہیں پائی جاتی۔ اُنہوں نے خبر کے لئے بہت کام کا محتاج ہے نہ اسے فقط بھروسہوں سے بہکایا جائے کہا ہے۔ اس سے کسی کا ظلم پھپا۔ ہمہ نہ اس کے اپنے کارندے اس کی بھی کے غلط حرکتیں کرنے پر تاذد ہیں۔ نہ اُس کے ذریادی کو درمیان کا کوئی مالک باریا ہی سے روک سکتے ہے۔ نہ اسے قتل کئے جائے کا اذیتہ ہے زہر کے عرش کو بیوی سے اڑایا جا سکتا ہے۔ اس کا سارہ زوہر ہے۔ نہ اس کے مکن ہے۔ نہ اس کی بارگاہ میں عرض و معروض کے لئے کسی بھی تھک فری نظام سے گزرنا ضروری ہے۔ کسی ملنے کے خود صدر اور بیوی کی اجازت خوشابد رکارہے۔ وہ تو رُبِّ گھوٹے بھی قریب ہے۔ وہ تو دل کے احساسات اور نیتوں کے مفعلاں اور باطن کے تمام اسرار تک براہ راست جانتے ہیں۔ تب آفر کوئی عقل سیم اس بات کو بارگر سکتی ہے کہ صدر ہاتے بھروسہ کی بارگاہ بیوی کی طرح اُنہوں کی بارگاہ میں بھی سفارشوں اور واسطوں کا سہرا الازمی ہے اور بادشاہوں نکلے ہیں کے لئے تو سلط اور سفارش کی پوچھوں وجوہ ہیں۔ میں انہیں اللہ کی رسمانی کے لئے جیسی مسئلہ اور ستمبر ۱۹۷۸ء

مجدہ میں گئے۔ کھانے کھانا:

چوار ایک ٹھنڈے کچھ اختلاف نہیں رہا۔ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ پیدا کرنے والا اور درزی دینے والا اشہد ہی ہے ہمارے چھر کے معبود اس کی پادگاہ میں صرف سفع اور سفارشی ہیں!

بعن پڑے برے عذیز مسلم حسین میں حفظ این جو بھی شامل ہیں، اس حدیث کو قابلِ اعتبار نہیں اور بعض اہل فخری نے اس کی تصویر کی ہے۔ رقمِ الخروج اگر صراحت سے کہی مال پہلے پڑھ کریں جواب یہ میراں کی قطبناقاں میں رہتا چلا ہے۔ اور رداشت و درایت دنوں یہی اعتبار سے یہ بالقین نکلہ طہرہ اُن کے لائے ہیں۔ میکن یہاں اس کی بحث نہیں، میراں تو صرف یہ دکھاتا ہے کہ اہل کھانے کھانے میں شفعت معبودوں کو فافن و رازی نہیں شفعت

بلاء استاد کے عربی مکاتبے والی جدید الطبع مکاتب

جسے صاحب المطالع کراچی نے میں اہتمام سے شائع کیا ہے۔ عربی

اسی نظریہ داعشادی اللہ در

صرف و تحریکی دلنشیں اور عالم فہم علم کم قیمت میں زیادہ فائدہ

اُس کے رسول نے جنگ کی ہے۔

قرآن کی حسن جن آیات میں

بھی مددہ ملت پر میتے گئے ہیں۔ کتاب کی بڑھی ہوئی افادیت کے

پیش نظری مکتبہ تعلیٰ نے اسے برائے فروخت حاصل کیا ہے۔

تیمت پا پڑھی۔ مخلص چھر رو۔

مکتبہ تعلیٰ دیوبندیہ

اس موقع پر اُس محیب و غریب دامت

دوسل کیا۔ اُن سے لازم نہیں آئی پر لے دیجے کی

ہبھٹ دھرمی اور خدا ہے۔ آج کی ہبھٹ تر دنیا میں جلوگ بنت

پڑست ہیں ان کے بتوں کے سلسلہ نسب اور درستہ وجود کا اگر

کوئی تحقیقی مطالعہ کرے تو معلوم ہو گا کہ یہ ترقیاً بسا رے یہی بنت

گذشتہ کسی بزرگ اُفقار، رشی مخنی وغیرہ کے اعتباری قائم مقام

ہیں، ان کی اہمیت و تقدس کا اسرار اسی جہاں پر شہادیت یادیوتا۔ یا

دھرم اتما سے جاملا ہے۔ اور رسالت سے پہلے یہود و نصاری

لقوں پر دین اور حبھوں میں تبدیل ہو گردیا جس کی گواہی نہ صرف

اُس سند پر اس مافت خیراللہ کے کھانے کی کیا ہوگی۔

اگر یہاں صرف بُت مراد ہے تو من بعدون اللہ تعالیٰ الفاظاً موجودہ ہے کیوں کہ اکا جملہ مالا متفقہ ولا متفق کہ بتوں کی تھیں یہ کافی ہو جاتا۔ میکن من دون اللہ کہ کہتا یا گیا کہ اللہ کے سوا جو بھی ہے وہ نعم و نصر جو یقینے کی تقدیت سے حاصل ہے۔ اولیاء اللہ مشیک اللہ کے برگزیدہ ہندے ہیں اور ان کی نورت و علیمت قلبی سلم لیکن قدرت و افتخار کے معاملہ ہیں وہ اللہ جل جلالہ کے مقابلہ میں لستے ہیں ماجد ہیں جتنا لیکے بے جان پھر۔ ان میں غیبِ دانیٰ اور استقلالِ ذات است و امداد کی کوئی قدرت نہیں۔ وہ سر عالی میں من دون اللہ ہیں اور ان کو بھیت مع اپنی تمام صفات کا مدد کے تھا۔ اللہ ہی کے لئے مخصوص ہے۔

لذت خ۔ دعا یہ عوسمے ہے۔
جس کے سے ٹھانے پکارتے۔

اواؤز دینے کے ہیں۔ جب من دون اللہ کے پکارتے

باوضاحت منع کیا گیا اور ذات و احادیث کے سوا ہر

شے ہر ملوق ہر وجود من دون اللہ ہے تو کسی بھی مرقوم ولی د

بزرگ کو بلادِ استاد اولپکار نکل پڑے۔
درست ہو سکتے ہے۔

اس موقع پر اُس محیب و غریب دامت

کاذب کر بے محل نہ ہو گا جو کتنے ہی مفتریں نے اپنی تفسیر دیں

میں اور لکھنے ہی محدثین نے اپنے جمیعوں میں درج کی ہے۔ روایت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلسِ شریف فرما گیا

آپ پر سورہ قمر نازل ہوئی۔ آپ نے اسے بلند آوازے پر ہذا شریع

کی۔ جب آپ اُمرٰاً ایتمَ الْأَذْكَرَ وَالْعُزَّى وَذَمَّةَ الْأَذْكَرِ

الآخری پڑھ چکتا تو اکرم آپ کی زبان سے یہ فتوحہ لکھ گیا۔ تلک الغرافۃ، العلیٰ و ان شفاہت عن لتوحی در راستہ و فرقہ اور منادی، بمندر تربہ دیوبند ہر جن کی شفاعت یقیناً متوقع ہے

اس کے بعد آپ نے سورت پوری کی اور مشرک و منصب

اس آیت مقدسہ کی تفہیم کی حارجی لگکر پھر فروخت نہیں۔ خود آیت کے الفاظ بتارہے ہیں کہ جن مسودوں کو پکارتے کی طبقہ مقتداً ان ظاہر کر رہا ہے وہ صد و پھر کے نہیں تھے۔ لذت گوشت پرست کے تھے جو پہلے پوکنڈے تھے، تو انہوں کے لئے تو اللہ کو یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں تھی کیونکہ زندہ نہیں مروہ ہیں۔ جوں کو زندہ اور جاندار کبھی کسی جدت پرست نہیں بنا۔

عسلادہ ازیں جوں کے لئے آیات میں بعثوت بھی نہیں کہا جا سکتا تھا۔ کیونکہ موت کے بعد دوسرا زندگی جانداروں ہی کے لئے ہے تاکہ پھر وہوں کے لئے۔ پس یقینی طور پر علوم ہو گیا کہ متاداً ان کو قاطبین نے بعض مرحوم ولیوں اور بزرگوں کو پکارتے اور انہیں شفیع بھئے کا دیکھا اغصیا رکھ رکھا تھا۔ یہی وجہ اس تقلیب کی خواہوں میں شکل کشا اور دستگیر اور کنچ بخش اور بندہ فوڑہ بن کر جعلت لئے گئے ہیں، پھر ذوبہ ماٹھی میں لات اور منات اور عزتی اور ناکام اور نسریہ بن کر پھر کے قالب میں ہال دیتے گئے۔

اجوج و خون لات و عزتی کی جگہ اولیاء و صلیٰ کو لا کر جھٹاتا ہے۔ اور اللہ کی بارگاہ میں دسائی کے لئے انسانی وسائلوں اور واسطوں کو ضروری دستدار دیتا ہے وہ اصل میں اُسی پر اتنی ذہنیت لکھ کوڑا انداز بدلتی ہے۔

صحیح مسلم، بالکل الگ چیز ہے محبت کے اثرات کا دنیا میں کون ہوش مندر نکل پڑ سکتا ہے۔ مرشدین و علمین کے ذریعہ علم و عمل کی راہ پر ڈھونڈنا بھی بالکل الگ بات ہے۔ کون اپنے ہے علمیں تعلیم کی ضرورت سے مخوف ہو سکے۔ کون ہے جو استادی و شاگردی کا فائدہ نہ ہو۔ کون ہے جو اتباع شریعت کی خاطر اسی مرد باغدا کی بیست صاف کو رہا۔ بلکن اصل موالی محبت اور وسائل انتشار کرنے کی عملی تفصیلات کا ہے۔ حضرت مولانا محمد طبیب ساجد نے جو کچھ فرمایا وہ اگرچہ ولی پرست ذہنوں کی تسلیم کا پورا مواد اپنے اندر رکھتا ہے۔ بلکن حضرت نے جو الفاظ جس ترتیب اور سیاق میں

حدیث اور تائیخی درج تھے۔ بلکہ بزرگوں کی تصویر وہ اور جوں کا درج اسی وجہ نصائری میں اس سے تائیخ کی مذکورہ حقیقت غیر شکوک طور پر ملخصہ آجاتی ہے۔

دیگر شہزادات کو جانے دیجئے۔ خود کتب احادیث میں یہی روایتیں موجود ہیں کہ قرآن نے جن شرکیں کو برآ و ناسخ طلب کرتے ہوئے جوں کا بطلانی کیا تھا ان کے اثر و مشترکت حقیقت میں ان کے بزرگوں کی خیالی شیوهیں اور تصور ان تمام مقاماتھے۔ الہادؤد انسانی، مجیع الزادم، ترددی، ابن ماجہ، السنبلری وغیرہ سے الگ اس طرح کی روایتوں کو مجھ کیا جاتے تو مذکورہ لگ جائیگا۔ صحیح بخاری نکل جسماں جماس و عجی اللہ عنہ کی بہت صادقیات موجود ہے کہ وہ "سوائی بیوقوت، یووق، نعمویہ، سبیلیہ" کے نام پر جھیلیں بعدیں لوگ بتا دیں گے۔

حضرت مائستر غلی روایت سے ہے کہ اس اسف اور تائلہ دلوں انسان تھے۔ جھیلیں بعدیں بت بنالیں گیا۔ سورہ نجم میں جن لاستہ میں اور عزیزی کا ذکر ہے ان کے متعلق صحیح ایسی ہی روایتیں ملتی ہیں۔ حق یہ ہے کہ انسان اتنا امتن اور دیوانہ تو شاید کبھی بھی نہ رہا پوچھ اپنے ہاتھ سے گھٹے ہوئے بے جا کر پھر کے جوں کو بلا کسی حقیقی تصور اور توہاتی تامل سکے کار ساز و شفیع مانے جوں کو اوپر پہنچ رہا تھا دینا ہی اپنی جگہ اس باشی کی دلیل ہے کہ انسان ان کا رشتہ کسی اور بریزیدہ اور مقدس شخصیت یا طاقت سے جو شے ہوتے ہیں۔ جوں کی عظیم وہندگی کی کوئی عقلی تاویں ہیں مکن نہیں اگر انھیں کسی مرحوم ولی یا اپنا تماہی اوتار یادیوتا کا تمام مقام نہ مانا جاتے۔ یہی وہ واحد دلیل اور بنیادی استدلال ہے جس کا بُت پرست پہنچ بھی سہارا پچڑتے تھے اور اسی وجہ پر قرآن سورہ انخل میں کہتا ہے:-

وَالْكُلُّ يَنِيَّ يَدَنِيَّ عَوْنَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَنْعَثُونَ شَيْئًا
وَهُنْمُ مُعْنَثُونَ ۖ ۗ هُمْ أَهْوَاتُ غَيْرٍ أَخْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ
أَيْكَانُ يُبَعْثُثُونَ ۖ ۗ وَهُمْ دُسَرٍ يَسْتَيْانُ مُجْنِينَ اللَّهُ كَوْنُ
لوگ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کی بھی خالق نہیں ہیں۔ بلکہ خلقوں میں مروہ ہیں شکر کے زندہ۔ اور ان کو کچھ علوم نہیں ہے کا انھیں کب دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جاتے گا)۔

میں بیات اُتاری جائے کہ اولیاً اسلامی انفرادی مطلب و تقدیر سلم پھنسنے کے باوجود حسیار حق و بالل اور فارقی صحیح و غلط اور عمل دینہ ہر یاد قرآن و سنت ہی ہیں۔ قرآن و سنت سے وکھنے میں ثابت ہو دہ ہر عالم میں حق ہی سبے گا خواہ تمام دنیا اس کے خلاف ہو اور قرآن و سنت سے جو کچھ فلسفہ ثابت ہو جائے وہ ہر عالم میں غلط ہی رہے گا۔ خواہ سارا اعلام اس کی تائید و تعمیر کرے۔ لپک اور تاویل اور غیر کو معرفت اُخنی سماں میں قبول کیا جائے گا جن میں خود قرآن و سنت نے اس کی گناہ کر کی ہو اور جو اصول ایسی جگہ اُنہیں وہاں ہی پہنچے خواہ کئی بھی خوش بیان خطیب اور کیسے ہی مقدس ولی ان ہیں میں اداری و رخصت کی اجازت دی دیں۔ خدا اما عندی والصلوٰ خشنہ افغان دعویٰ علماء اسلام ۱۴۴۹ء۔

سوال شیخ۔ از عزیز الرحمن۔ درجہ طلاق ممتاز است۔

درجہ طلاق فلسفہ پر کے ضلع میں کاشتکاروں میں بر طبق مرداج ہے کسی بھی خوب مزدوری کرنے والے کو بلا میازذات بیانات (و شہیں) روپے دے کر اس کو اپنا خصوصی مزدور بنالیتے ہیں اور وہ پس پہ دینے والا اُس کا الک یا اگر ہست کہلانے لگتا ہے۔ وہ پیر یعنی کے بعد مزدور و محروم خصوص ہو جاتا ہے کہ وہ کسی دوسرے کے بیان مزدور ہی نہیں کر سکتا۔ اگر اُس کا الک یا اگر ہست اس کو اجازت نہ دے اور اگر وہ خلاف مرضی الک یا اگر ہست کسی دوسرے کے بیان مزدوری کی تباہ ہو دے باز پرس اور مزرا کے قابل ہو تاہے۔ اس طریقہ کو مندرجہ ذیل دو اقتضائیں پڑھوویں رکھتے ہیں۔

مگر ایک مزدور پس دینے والے کے بیان اگر کام نہیں رہتا تو کیا دیکھ کی دوسرے کے بیان پر جو اجازت الک کے کام کر سکتا ہو تو سبھی اس نکتہ پر فرمائیں کہ مزدور کو کاپاہنہ کر دینا اسلام کی رکشی ہیں کیسے ہے؟

جواب شیخ۔

تمی شخص کو باہجو اگر اُس کی خوشی اور رضا مندی سے ایک تغیرت معاوضہ کے بدلے خالیہ رکھ لینا شرعاً وارد است ہے۔ اگر بعض شرعاً اطاعتی سے کرنی گئی ہیں تو اگرچہ مزدور دنیا کے نظام میں دنیا اقصاد میں غیر محفوظاً تصور کی جاتیں۔ لیکن شرعاً کے متفق اصول فروٹ سے اُن کا تحریک اور نہ پر تورہ بھی جائز ہیں۔ مزدور اگر شرعاً ہی

فرماتے ہوں گے وہ یقیناً دو معنی ہوں گے اور ان میں اس کی گناہ کش ضرور ہو گی کہ الگ ہم میساً کوئی شخص شرعاً مساحت دو ساحت کے موضع پر بحث کرنے لئے وحضرت اپنے الفاظ کی وہی معتقد اور عصاً تعمیر کیا فرادی جس سے ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہے قرآن و سنت کے مطابق ہے اور جسمے مغل مام جو شی قبیل کر سکتی ہے۔

حضرت مولانا مدنی مظلوم العالی نے اپنے شجرات میں "سچی فلاں" جن پاکزدہ حصال کی خاطر لکھ لئے ان کا پار اطمہم میسے ناہم اوسیے خبروں کو کیا ہو سکتا ہے۔ تاہم اتنا ہم ضرور کہہ سکتے ہیں کہ کتن فلاں "تمہارہ شرک پر گز نہیں پا جاتا" جو آج گل کے مرقد حلقہ قیصر پر مسلمانوں نے پایا جاتا ہے۔ بحق فلاں کے ساتھ کچھ اولیاء اللہ اور سلف صاحبوں کا ذکر پڑی ہے جو نہیں ہے نہ اس سے بند گوں کو باتے جس کی وجہ اکھیتی کا اہم ہوتا ہے یہ الگ بات ہے کہ بدعت پر طبعیں غیر جائز طور پر اسے اپنے حق میں دلیل بنالیں اور ایک بالکل بد ضرر پڑی گر اہی و بدعت کے نتیجے کے طور پر استعمال کی جاتے۔

چنانکہ قرآن کا اعلان ہے وہ اس کی ایک دو نہیں مدد ہے آیات خدا کے وحدۃ لا شریک کی ذات و صفات دلکشی و مدد ایضاً اور قدرت کا اعلان کرتی ہیں اور جہاں تک حدیث کا عطا ہے تو وہ آخر خلوٰۃ فرایلے کو ہی سے بھی استغاثہ ذکر و استغاثہ صرف اندری سے ہونا چاہیے اور برفع و ضرور کا اللہ تھا ہی ہے قرآن کے ایک سعیین دو قسم سے دوچاہتے ہیں۔ زیادہ صریح الفاظ اور کیا ہوں گے جو ہر روز سرخاڑیں دہراتے ہے۔

اللہ عن شانستہ قرآن میں نصوف یہ کہ خود بطور تکمیل مدد جگہ ارشاد فرمایا کہ انجیاں میرے بندے اور میرے طبع ہیں۔ اصل اختیار اقتدار میرا ہی ہے۔ بلکہ وہ آخر خلوٰۃ صرف اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ہی یہ کہوایا کہ میں تو صرف ایک سبھر ہوں جس کا کام اللہ کا یعنی خداونا ہے۔ ملکتہ نہ ملکت پر انعام یا سنا اور نیا ہیر کام نہیں۔ اللہ کو اختیار میں ہے۔

وہ کوہ طرح کے لگرا کن عقائد سے پرانے کئے ایک ایک موجود اور فرع پر بحث کرنے کی بجائے یہ طریقہ زیادہ آسان اور خوب ہے کہ قرآن و سنت کی مصلحت دعوت دی جاتے اور خواہ کے ذہن قلب

البتدء مسلمانوں کا آپس میں بولنے سلام کے وجہ ہندہ یا
بے محارت "کاتباد لفظی اختصار سے درست نہیں ہے۔

لفظی صرف جواب دینا اور ہمارا کام ہے لیکن اس طرح
کے کلمات اختیار کرنا اور ایک غیر اسلامی تہذیب و معاشرت کو
برضاوی غربت قبول کرنے پڑے جمازوں سے رفتہ کیا شائع ہو داکر تائیں۔
اور اس طرح کیبے ضرر ابتداء ای جزیں مشوہدہ اور ترقی کی میازیں سے
گذر کر آئندہ کاریاں لگتی ہیں اس پر ہر سلان کو خوفزدہ کیا پڑے
اور ہماری بجائے ان فرم وہناؤں سے استعواب کرنا پڑے جو
ہم تو میں اس وقت سلاناں بھارت کی بائی ڈور ہے۔ ہم تو
صرف اتنا ہی جانتے ہیں کہ ہر تہذیب کی بہت سی جھوٹی بڑی خوبیاں
بڑی ہیں اور ہر طبقہ کو اپنے کاموں اور انتیازات رکھتا ہے ملکوں
کو اگر اپنی تہذیب اور پیشوں کو زندہ رکھنے پڑت اُنہی چیزوں سے
پریز کافی ہیں وہ اپنے قدر حرام ناجائز ہوں۔ بلکہ ایسی پیروی
جی پریز کرنا ہر کوچاپنی ملکجاہت ہونے کے باوجود اسلامی تہذیب
کی بعض جزویتیات کو مصادیقے والی ہوں۔ اور الگ سلان یہ کہتے ہیں
کہ محارت میں رکن کرپنی پر اپنی تہذیب پر قائم وہناؤں کا خطہ ہے اور ایک
تنے تو قومی پیشوں کو اختیار کرنے ہی میں دین دین کا فائدہ ہے تو ایک
انھیں بے ہندہ اور بھارت ماماً دغدغہ کو قبول کر لینا چاہئے۔

سوال ۷۔ (ایضاً) حق پارٹی

میرے گاؤں میں ایک جماعت تھے "حق پارٹی" دو تین
پہنچ ہوئے قائم کی گئی ہے۔ میرے گاؤں میں جماعت اسلامی بھی
کام کر رہی ہے۔ اس حق پارٹی کے ساتھیوں کے سطاق اس کا مجرم بر
ذات کا ادمی ہو سکتے ہیں۔ اس حق پارٹی کے اناکہم کہتے ہیں کہ اس
جماعت کا خاص کام اشاعت حق ہے بالعمل کی سرکوبی ہو وغیرہ وغیرہ
انہی ہیں چار ہفتوں کی تھوڑی مدت میں الگ بھلک بھٹد اس
جماعت کے مجرموں پر چکھے ہیں۔ اس جماعت نے لوگوں کو مجرم بنا کیا
طفقیہ رکھا ہے کہ جو ادمی مجرم ہونا چاہتا ہے الگ وہ پڑھا کھلا ہے تو
پہنچ کلمات، خدا و رسولؐ کے نام کے ساتھ پر پرچہ صاف دناداری
پر لکھا ہوا ہوتا ہے وہ پڑھتے ہے کلمات جو صاف دناداری کے پرچہ پر
درخ ہیں وہ قریب قریب ہیں۔

"میں خدا کو حاضر ناظر کر رکھتا ہوں کہ ہر جنہاں

میں یہ مان جھاٹے کہ ملے شدہ رقم ملتے ہے تک وہ کسی اور جسگے کو قی
مزدوری شکرے گا اندھا الگ یا الگ محافت کی تمام جائز خدمات انجام
نہ کو تو اس کا فرض ہے کہ اس جہد پر قائم رہے اور اگر اس نے بعد
تو ڈا تو الگ یا ماسہ کا خوت ہے۔ اب یہ الگ بات ہے کہ الگ یہی
موقع پر بغیر متعین مزادے کر گا بھاگا بن جاتے۔ معاملات بھارت
ماز مست مکے باب میں ہمارا بوجہ شرعاً مطالعہ ہے اس کی روشنی میں
ہمیں کہیں کرہہ مہمودی طریقے میں کوئی خلاف شرعاً بات نظر
نہیں آتی۔

الگ کے بیان کام ہے یا نہ ہے لیکن جبکہ ملے شدہ رقم
وہ رہا ہے اس کی بغیر بھارت کہیں کام کرنا درست نہیں ہے۔

سوال ۸۔ (ایضاً) مسلمان تہذیب
ان دنیا ہمارے آزاد ملک میں چند کلمات ٹوٹا مشتعل
ہیں۔ ہمارے بہت سے ذریعی رہنمائی اس کے مرتکب ہیں۔ جسے
چیز ہے۔ "بے محارت" بھارت مالا کی جے "غیر مسلم
مسلم و جواب کے عزم" ہے ہند "جلد کا بھی آج کل عنوان اشغال
کرتے ہیں سیاسی جلوسوں میں "بے محارت" کا گناہی کا یا جاتا
ہے۔ اور ہبہ۔ کوئی تراز نہیں بھی جسے بے محارت کا لکھا گیا
جانائے۔ شرعاً ان تمام کلمات کا استعمال کرنا کیسے ہے؟

ایک علوی صاحب تے ایک دن زیماں اک تمام کلمات فتنہ و
شک ہیں۔ اگر کسی کو خوش کرنے کیلئے پڑھا جائے تو کوئی مصلحتی نہیں
جواب ۸۔

اس طرح کے کلمات میں لغوی اور لفظی حنیف کتاب تو بعض کلمات
بے ضرر ہیں اور بعض ضرر آمیز رشتہ تھے جس "ہند" میں کوئی خرابی نہیں۔
چیز کو کہتے ہیں اور اپنے وطن کی فتح کا خواہشند ہونا
اضافی نظرت کا ایک اچھا پاموڑ ہے۔ بے محارت "بھی بھی چڑھے۔
"محارت مالا کی جے" میں تھوڑی سی تباہت ہے۔ یہ کہ اسلام میں
حور اتاب و گاو ایک اور حقوق و فرمانیں اولاد پر مان کے ہیں وہ وطن
کے آتاب و مراتب اور حقوق و فرمانیں سے کافی مختلف ہیں۔ وطن کو
اسلامی حقوق میں مجرم بیعت کا درجہ تو بیشک میں ہے لیکن "ماما"
کا نہیں۔ اسی لئے "محارت ماما" میں تھوڑا اضافہ ہے۔ لیکن یہ
اس درجہ کا نہیں ہے پر فضی و شرک کے نتے لگ میں۔

عملی دنیا میں اس طرح کی جذبیت سے کوئی مقدار نتیجہ نہیں تکلیف کرتا اور الفاظ کی صدقہ تو یہ کہ پورپ واسطے اپنی شام تر جانشینی اور اس کی ناتھ اقتدار و خصوصیات کو بھی "حق" ہی کہتے ہیں۔ اور یقین باز اسکتے ہیں۔ صرف الفاظ یا تہذیبات اور خلوصِ تہذیبات۔ کام پر ہر چیز کرنے۔

سموال :- از محمد امیر الدین غال۔ راجحی۔ آزادی

کی اذیت ہے ہیں ملائے وہ شعرِ تینیں حق اس تسلیم کر۔ ایک مسلمان لڑکا ایک مسلمان لڑکی کو ناجائز طور پر نکال کرے جا گا جب چہ ما بعد دنوں والپیں کئے تو پیش امام حافظ صاحب اور سبیق الہ سے ۲۵۔ ۲۶ روپیہ دنوں کے والدین سے جرمانا لیا اور دو دنوں کا نکاح پڑھایا۔ روپے میں اور پے حافظ جی نے نکاح پڑھالے تھے اور دو مش روپے اُن کے حصہ تھے۔ باقی تین روپے کو سنتی والوں نے باخت کھایا۔ حافظ جی کا کہنا ہے کہ جرم انہوں نے کرنے سے شوخ ہو جائی۔ مگر یہ قرآن کہتا ہے من لم يحکم عیما انزل الله العاد فاذک همسراکا شون۔ ظالمون۔ فاسقوون۔ قتوی دیجھے یہ کہ جرمانہ کیسے آس روپے کو کھانا کیسلا ہے۔ اور اب کیا کیا جاتے۔ اندر یہا تو دوں لوگ جرمانے کو چھوڑ دیتے ہیں اور کسی کا نکاح کر دیتے ہیں۔ یہ بھی تباہیں کہ ایسے جرم کو کیا سزا دی جاتے؟

جواب :-

فتے کا جہانگیر تعلق ہے قرآن کی یہ آیت بالکل کافی ہے الزہدیۃ والثاشیۃ فاختددا زانی اور زانیہ میں سے ہر ایک کے مکن و احمدیہ مضموناً مأہوجلی سوکوڑے مانتے جائیں۔ جس صورت میں کوئی ریاست اسلامی نافذ نہیں ہیں زانیہ زانی کی کم سے کم سزا ہے کہ مونین اُن سے قطع تعلق کریں۔ اسکے علاوہ جرمنے وغیرہ وصول کرنا مخصوص خدا یا جادا ہمیں جس کا تعلق دین سے نہیں۔ بلکہ اُس آزادی خیال سے ہے جس نے مسلمان عوام و خواص کو آخرت سے بے نیاز اور دنیاوی مقادی کے تابع کر دیا ہے۔ لیکن کوئی کوئی کے والدین سے جرمانا لینا اور اُن کی وہ مقدار نقصیم جو سوال میں بیان ہر قیمتی اسلامی شریعت سے کوئی تعلق نہیں رکھی حافظ جی کا یہ کہنا ہے جرم انہوں نے شوخ ہو جائیں گے۔ پرانی بات ہے۔ جس کی اعتمادیت پر کسی تہرسے کی ضرورت نہیں۔

کے لئے بروقت تباہ ہوں گا۔ ہر طبق وجہان قربانی کروں گا۔ فتحتہ نمازی کی ادائیگی کا صلب و خاداری میں ذکر بالکل نہیں۔ اس پارٹی کے خصوصی مسودوں میں سے ایک صاحب صدیقی منتسب کر کے لے کرے ہیں اُن کے اضافات یہ ہیں۔ وہ خاندانی مسلمان ہر زیرِ سرک پاس ہر نماز کے عادی ہیں۔

حضرت پھر ڈھری ہوتا وادی جی بھی موجود ہے۔ عید الفتحی کے دن اس حق پارٹی کی طرف سے ایک عالم ٹھنڈگ ہوتی ایک صاحب نے جو اس پارٹی کے ہدروں میں اور کافی سرگرم ہیں اپنی تحریر میں ساصین کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہا کہ۔ یہ حق پارٹی ہے۔ اس پارٹی کا کام باطل کے خلاف چڑھ گرنا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور لوگوں کو خاطب کرتے ہوئے یہ کہا کہ۔

آپ کو اپنے صدر کی ہربات ماننی چاہی۔
..... مگر آپ اپنے صدر کی بات نہیں مانیں گے تو شرفاً نہیں گار ہوں گے۔

مجھے ہر بات فرائیں کہیا داعی اس حق پارٹی کے صدر کی بات نہ مانستہ والا شرعی گناہ کا مرکب ہو گا۔

جواب :-

حق پارٹی کے بارے میں جو معلومات آپ نے دیں ان میں تو کوئی ایسی بات ہے نہیں جس کی رو سے اس جماعت کے خلاف کوئی فتویٰ دیا جائے۔ جماعت بنانے کا ہر ایک حق حاصل ہے اور شرعاً روکنیت میں نمازی کی ادائیگی وغیرہ کا ذکر بھی کچھ ضروری نہیں ہے۔ جو شخص کسی پارٹی کا سلف و فادر اور امدادگار ہے اس پر آپ سے آپ اسکے الماعت امیر الامم آجاتی ہے۔ اگر اس نے امداد اور امیری کی قسم کی اسی اور پھر کسی ایسے حکم کی امداد سے گزر لیا جس میں کوئی شرعی بحث نہیں بھی تو لا ذمگانہ گار ہو گا۔

یہ آپ کا تصریح واب ہوا۔ اتنا اور سن لیجے کو محض حق حق پکارنے سے کچھ نہیں بن سکتا۔ اصل تو سوال یہ ہے کہ حق کیا ہے اور کیا نہیں ہے اور جو کچھ حق ہے اس کے قیام و نفع اذکی کیا تدبریں ہیں۔ اگر وہ میں جذبیاتی لوگ حق پرستی کا صلب اٹھا کر جماعت بنانے پر اور اللہ تعالیٰ ملکن پر اخیں خوش ہتھی کا بھگم ثواب عطا فرمادے۔ لیکن

کر کے وہ اسلامی نقطہ نظر سے قالی اختیار نہیں ہے جو دوسرے ادینی فضاب کی تبلیغ پائیے والے توں برجوں پر جو روپیہ صرف ہو گا وہ حقیقت میں گراہی دلادی یعنی ایمانت و امداد میں مرف ہو گا۔ مگر اسی دلادی کی ایمانت امداد تو کسی فحی رہ پہنچے جائز نہیں ہے کیونکہ ان کی حکایوں کا پیور ہمارے قیاس میں اس پیور کا ہبڑیں صرف یہ ہے کہ اگر اسکے مقابلہ پر کوئی قالی اختیار اجتماعی ادارہ موجود نہ ہو تو اس روپے کو خرچ نہیں پڑے شہر کے مختلف ایجادوں اور سکونتوں اور جو اوقیان کو خود پڑے۔ والذھلیہ الصواب معموال شیخ محدثین علی یقان۔ حیدر آباد کی۔ بس فرمیت

قالف، کیا اسکے لفڑی کو سماں کا شمارہ رشیم میں ہے؟ کیا ہر جگہاں چکدار اور پھیلنے والے کپڑت کا شمارہ رشیم میں کیا جائے گا؟ اگر ان کا شمارہ رشیم میں نہ ہو تو ایسی صورت میں بھی ہر کوئی کے لئے اس نہیں کے کپڑوں کا استعمال جائز نہ ہو گا یا ہیں؟

دیب، آج کل ہونا مگری کی صیغہ فولاد کی نہیں ہیں بلکہ مختلف صافوں کے سرگب سے نہیں۔ کیا اس تکمیل میں ہیں کا استعمال جائز ہیں؟

جوابات:

اپنے سوال سے پہلے تقریباً تین ماہ قبل کے نویں جامعہ نظامی پر صدر آباد کا ذکر کیا ہے جس کی نعت میں اپنے دفتر کو فحی فحی میں نے اسے دیکھا اور اس تجھی پر سخا لعنتا ہوں اس وقت الحجاج چکھے وہ بھرپڑے کافی ہے۔ اصل یہ ہے کہ اگر میں یہ سمجھتا کہ مودت سلطنتی میری بحث میں واقعہ علمی جیشیت کے لوگوں کو اشتباہ و احتراض باقی نہ گلے ہے تو یہ بخشش از بید کلام کرتا۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ سوال ملکی افہام و فہم اور تعلیم کا نہیں ہے۔ بلکہ اسے لوگوں نے بھی تجویز کے تحت جامعہ نظامی سے ایک نویں لیا اور جامعہ نظامیہ اس نہیں۔ کہ تن پر نوی دے دیا۔ اس طرح فخری یعنی دلوں کو جو شرعی ہے اس اور جلد در کار تھادہ مالیں ہو گیا۔ اب اگر میں اس نوی میں کوئی غلطی نہ کالوں یا استفادہ کے متن کو قابل نظر پھر اؤں تو بچھی مال نہ ہو گا۔ لہذا اس بحث کو نظر انداز کرنا بھی ہبڑے۔

اب اپنے تازہ سال کا جواب اٹھانے۔

قالف، چنانچہ بھرپور یادداشت کام کرنے ہے احادیث میں جو بولا کا نقطہ نظر ہے۔ جس کا ترجمہ ایں لفت گوئا "رشیم" کہتے ہیں مگر وہ کے لئے رشیم کی حرمت میں کوئی شک نہیں۔ لیکن بد سکی، شر،

جرما نہ کا یہ رہ پیور ہے قیاس میں کسی کے لئے بھی مال جمال نہیں ہے۔

مسئلہ: — (الف) راصنا، تدبیہ احوارہ داری
قالف، ایک شخص نے اپنے نام کی قربانی کا حوالہ اپنے ہاتھ سے ذرع کیا۔ اور وہ ذرع کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اب لوگوں کا اعتراض ہے کہ یہیں امام صاحب کے نتیجے ہوتے آپ ذرع نہیں کر سکتے یہیں امام کی بے ادبی ہے اور یہیں امام صاحب بھی حضرت ہیں کہ تمہرے میری توہین کی۔ اگر ذرع کیا تو مجھے سے اجازت ملے گی۔
(ب)، یہیں امام صاحب سید ہیں اور غریب بھی ہیں ان کا بہت سچے کوئی ہم لوگوں کو ترجیح نہیں اس سلسلے چڑا ہم کو ملنا چاہئے لیکن وہ گورنمنٹ کا اسکول ہے۔ لادنی فضاب اور خواہ بھی پالیں اسی صورت میں لتر بانی کا چڑا ہم کو دیا جائے یا نہیں۔

جوابات:

تدبیہ احوارہ داری کی ذہنیت صدیوں سے چل آرہی ہے۔ زیرِ نظر سوال بھی اسی کی ایک بھولی سی مثال ہے۔

اگر دوست شریعت اپنے نام کی قربانی خود کرنی احسن دادی ہو جو ذرع کرنے کی صورت میں دوسرے۔ ہاتھ سے بھی دوسرے ہو جانی ہے۔ جن لوگوں کا یہ اعتراض ہے کہ یہیں امام کے ہوتے ہوئے آپ ذرع نہیں کر سکتے تھے وہ دن سے بھر اور غلط عقائد کے اس سر ہیں۔ خود یہیں امام صاحب الالاء اپنی توہین بھی ہے تو وہ بھی چل اور غریب گر تھا ہیں۔ قربانی کے باب میں بھرپور تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ احمدی وابی نے بھی اختیار نہیں فرمایا ہو یہیں امام صاحب اخیار فرمائے ہیں۔

(ب)، یہیں امام صاحب کا جو مقرر تعارف نام آپ نے میں کیا ہو اس کی رو سے قربانی کی حکایتیں ایکس ہرگز نہ دیں چاہیں۔ اگر دی گیں تو سمجھتے خاتم کردی گیں۔ از دشیت ہے کہ ایسا بے محل تصدق بھائے ثواب کے اٹھا بزرگس کا باعث ہے گا۔ سید پورنگیر کا بحث امام صاحب صدر ذریعة کے سخت و دلیلے بھی نہیں۔ بھرپور خواہ داد ملزم ہیں اپنے احتاج بھی نہ ہوتے۔ اب اگر وہ یہ کہیں کہ قربانی کی حکایوں کا پیرس صرف غریب بچوں کی تبلیغ و خیرو پر صرف کوئی تو اڈل تو چھپنے کا نکاح پڑھانے کی دس روپے اجرت و مصل

خود اقلم اللادون کو کسی بار کم و بیش ایسے ہی مضمون کے خط میں جوں ہیں
قیامت کی خبر کے طاولہ پا جسندی شریعت کی تائید تھی اور منع نہ
لقولیں کر کے تقیم کرنے کی پوایت۔

میں جانتا ہوں کہ اس طرح کے خطوط کے باشے میں معنوی سی
عقل اور علم رکھنے والا آدمی بھی بدآسانی فیصلہ کر لیتا ہے کہ اپنی نہیں
عقل و نقل کسی بھی اعتیان سے واجب نہیں۔ تاہم ہمیں کہ آپ کو فلسفہ
وہ تکی اور بہت سے بجا ہیں کہ اس باب میں الحسن رہجاتی ہے اور
بعض تو پوری سعادت مندی سے ان کی تعین کرنے ہیں اسکے لئے اس پر
غمضاً کو عرض کئے دیتا ہوں۔

چنانکہ پابندی شریعت کا المتعلق ہے تو اس کی تعلیم ترغیب
جس طرح بھی دی جاتے ہیں اور قرب قیامت کی تنبیہ اور
پادہ بانی سے مسلمانوں کو نیک سماجی کی طرف مائل کرنا بھی کا وغیرہ ہے
لیکن ذکورہ خطوط کی شان نزول اور ان جس درج ہوئے دامت
حقائق کی مضمون تحقیقت کو ندوی آج تک نہیں سمجھ سکا۔ کسی شخص کو
علمی خال میں اگر سرو کوئی ملی اللہ علیہ وسلم کی زیارت فیض
ہوا تو حضور اسے کوئی ایسا ان افزوں پہنچا میں تو کوئی بیسی دل
مقام پات نہیں ہے۔ ہزار سو رسل اسلام اس شخص پر جسے کسی بھی مالمیں
محبوب دو علمی اللہ علیہ وسلم کا دیداء فصیب ہوا۔ اور اسیں بھی
تمہی کوئی کلام نہیں کہ حضور قرب قیامت کی اطلاع دیں اور قیامت
واقعی بہت جلد آئے والی ہو۔ لیکن ایک اعتراض پر مجھے اپر
ہے کہ کسی نامعلوم شخص کی طرف سے ساث یا تو تقیم کرنے کی
ہدایت جاری ہو۔ اس عمل سے زیادہ سے زیادہ محتی اشتراحت
ہو سکتی ہے اس سے کبھی زیادہ اشاعت اس میام کو جھپٹا کر پوچھی ہو
و دوسرا اعتراض مجھے اس تو تم پرستی پر ہے کہ جو نقل بلنتے گاؤں سے
ایسا ایسا اتفاق ہے گا۔ اور جو نہیں بلنتے گا وہ فسان اٹھلتے گا۔ اس کی
دلیل ہیں ایک دو آدمیوں کی جو مثال پیش کردی جاتی ہے وہ بھی
محض افلاز ہے۔

تجھی طور پر اس طرح کے پرچوں اور خطوط کے باشے میں میرا
فصلہ ہے کہ یہ کسی بھی بچہ دار آدمی کے نئے ناگزین اتفاقات نہیں اور
ان جس سے کبھی ہزادوں کے لفظ نہ صان کی جو مثالیں درج کی جائیں
وہ مغلانہ اور عایما نہ ہیں۔ علاوه اذیں ان کی تعین نہ کرنے پر مجھی کا

مرقبہ سلک اور ایسا ہر کڑا جو شیم کے انداز کی چکناہیت یا باریکی رکھتا
ہے مگر اس میں شامل نہ ہو سب ملجم سمجھا جائے۔ مذاہیات سے
صلوم ہوتا ہے کہ بعض مضموناتے جکنا اور نرم لباس استعمال کیا جائے۔
اور کوئی حدیث مجھے ایسی نہیں معلوم جس میں پکڑے کی جکنا ہے۔
باریکی کو اکدا ارجمند فرمایا گیا ہو۔ مگر اگر دسترنی جگہ کوئی ایسا
باریک پکڑا ہے جس سے بد جھکتے تو یہ شک وہ حرام ہے۔
(ب) مرد کے لئے صرف سوا حرام ہے یا اسی جیز جس میں سو نا
دوسرے اجزا پر غالب ہو۔ سو نے کے طاولہ کو کسی بھی ضروری
ہو یا مرد۔ مگر اس میں سونا شامل نہ ہو بلکہ شہر جائز ہے۔ اور
سو نا شامل ہے، لیکن نسبتاً قلیل مقدار میں تب بھی جائز ہو۔ مھڑی
کی میں یا باختہ گلے کے میں فولاد ایسی مرکب دعالت کے تھاتر
ہیں ہی۔ لیکن اگر روڈ گولڈ کے ہوں تب بھی جائز ہے لیکن
کونا ان میں مقابلاً تقلیل ترمذ فارسی ہو اور اُن کی قیمت سے
ثابت ہوتا ہو کہ حونا ان میں برائے نام ہی ہے۔

سوال ۱۱:- از عبد القادر۔ ہزار بیان۔ تاقابل فہم

کافی دوں سے ایک پرچم چل دے اسے جسکی خری یہ ہے۔
”گذارش خدمت ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ کہہ دمیری اُنہی سے قیامت
جلد آئے والی ہے؟“

اس کے بعد پابندی شریعت کی تائید ہے اور اس کے بعد
یہ تائید ہے کہ اسی پرچم کی نہیں کہے تقیم کی جائیں۔ ایک شخص نے
تقیم کی تو جو وہ دن جس پندرہ ہزار فائدہ ہوا اور ایک شخص نہیں
بانٹا تو اس کا لڑاکا مار گی۔

سال کے پاس ایسے پرچے کوئی بار آچکے ہیں۔ لیکن خارساز
یہ کچھ کان پر عمل نہیں کیا کہ قیامت آئے کی خبر تو آج سے چودہ سو
برس پہلے ہمکے پھری صادق نے دیدی ہے پھر اب تھی خبر ہائی کی
تائیم ایک غش می دل میں باقی ہے۔ آپ اگر اس بارے
میں روشنی دالیں تو فتح عالم کا باعث ہو گا۔ یونکا ایسے پرچوں
لوگوں کو سلیت رہتے ہیں۔

جواب ۱۲:-
اپنے ٹھیک کہا کہ ایسے پرچے بہت لوگوں ملتو رہتے ہیں۔

مولانا عامر عثمانی کے شامہنامہ اسلام (جدید) کی قیمت میں خاص رعایت

شامہنامہ اسلام (جدید)، آمرٹ پیراد بھبوط جلد کیسا تھا پہلو پیپر کا فروخت کیا جا رہا تھا لیکن اب پھر دوسرے کیلئے رعایتی قیمت "میں پس پہنچو" قرار دی جاتی ہے۔ شائعین جلد قائدہ اٹھائیں مسلم نہیں کب رہ رعایت ختم ہو جاتے۔

ہدیٰ روپر مکمل و مدلل رعایتی قیمت میں

غیر جلدی کی عام قیمت پندرہ روپے ہے۔ لیکن ہم سے بارہ روپے ہیں طلب فریضی دیجلدہ درود جلد پندرہ روپے کا غذہ عمدہ، ملکانی چھپائی روشن، خواشی محفوظ، تمام نئی پرانے اضافات، ہم رشتہ جلد طلب فرطی۔ ممکن ہے بعد میں تین روپے کی رعایت زمل ملے۔

حیات صحیح الاسلام

علاء مدرس راحمہ عثمانی کی مقدون نہیں
کے خاص احوال، منتخب واقعات

اس مختصر سوانح سے آپ کو ان کے برادرزادے مولانا عامر عثمانی اور طیر غلی کے مزاج و فطرت اور افتاد طبع کے سمجھتے ہیں، بہت مدد ملے گی۔ کتاب پاکستان میں چھپی ہے۔ بہت تھوڑے لمحہ ہاتھ پہنچتے ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ

عمر

نادان کے چھوپرست نہر کے اپنے لا جواب صفا میں ہیں ظلم و نشر کے باعث چھوپم شہرت و مقبولیت حاصل کی اسکے میش تظر میں چند ہنگامے فروخت ملکاں میں ہیں۔ داعی یہ ہے کہ غیر نصوف طالعوں کے بلکہ محفوظ مکھی اور بار بار پڑھنے کے لائق ہے۔ قیمت دہی دو روپے آٹھائیں ملا دہ محسوس ایک شائعین جلد طلب فرمائیں۔

لٹکا کا مرحلہ نیا ماں بھدی ہو جاتے وغیرہ کی جزا طالعین وی جاتی ہیں وہ ٹھیکارو جس کے دو ہم پرست اور ضعیف العقدہ لوگوں کے لئے ہی قابل لحاظ چو سکتی ہیں۔ کوئی باہوش مسلمان انہیں ہرگز را ہمیت نہیں دے سکتا۔

بعض عنایت فرمائی اسنا خفیب کرتے ہیں، کہ اپنے عجیب و غریب پیغام میں ناموگی ایک سو ایک فلیں تک تصمیم کرنے کی میانت درج فرمائی ہے۔ اور اطفیل یہ کہ بعض کم علم اور ایم پرست مسلمان سخت ناگواری کے باوجود اس ہدایت کی عین کرتے ہیں اور اطفیل کرتے ہیں کہ عقین کر رہے ہیں اور بُر اہملا کر رہے ہیں۔ وہ اپنے قیمتی وقت کو اس لقتل بازی میں صرف کرنے پر سخت اذیت و کرب محسوس کرنے کے باوجود دیکھ لیتے ہیں کہ اگر تمیں نہ کی تو کسی صیبت میں بستا ہو سایں گے۔ ایسے ہی لوگوں کو دیکھ کر فاسد رکھتے ہوئے ہے کہ دیکھتے ہیں کام میں آدمی واقعہ اپنے نفع کا یقین رکھتا ہے اور نہ کہنے میں لقصان کا خوف اگر تاثیر اسے تکلیف اور مشقت الٹھا کر جی (جی) دیتا ہے۔ اگر مسلمان قرآن و مذہت پر یقین آمیز رہا مان رکھتے اور قلبی طور پر انہیں احساس ہوتا کہ ان اتفاقات اور جن لفڑیات کی خبر بالکل المذکون نے اچھے اور بُرے اعمال پر دہی ہے وہ سوی صدی برحق اور اُنہیں توہنگہ ہرگز وہ اللہ کی مسلسل نازیں ہوں جس مبتدا ہوتا۔ بے تکلف نازیں رانی اور سرخی بتاریج ہے کہ آخرت کے اقام اور عذاب پر ان کا حکیمہ حصر رسمی ہے۔ رسکی اور اطمی۔ برلنے نام اور روانی۔ ضعیف اور تکفان۔ بے دلی اور تزلزل کے صفات۔ توہنگہ مال میرے نزدیک نہ تو یہیں پر چوں اور نظلوں کی کوئی شرمی حیثیت ہے ماذان کی ہمایات سے مخوف ہونے والا کسی گناہ کا مرتکب ہے نہ اسی چیزوں سے کوئی نفع و لقصان والستہ ہو رہا ہے لفڑیوں کی قیمت کا نہ تو کوئی عملی فائدہ ہے نہ اس طرح کے بچکا نظریوں سے لوگ دین کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فاران کا سپر نمبر

مسجُد مسے منجستے نکلے

از ملا ابن العرب کی

کی خاطریں مجبر ہوں کہ واب الحسن اور ضرور الحسن۔ یہ ظاہر ہے کہ شرعی معاملات میں بے پر کی تو اڑانی نہیں جا سکتی ہے لیکن آج علی الصفا حضرت مفتخر خشی اللہ کی خدمت میں دوڑ دوڑا گیا اور سارا ماجرا وہ بجا فرمائے گے۔

”اپ کی تجوہ کیا ہے؟“

”میں نہ کہا ایک سو بیس روپے!“

”فریاں تھفت اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ہذا انتہا“ مجھے دلو اور تو بھی لکھوادوں۔“

”میرا دل دھڑکنے لگا۔ حال تو ہے کہ پوری تجوہ ہر بھی دس میں ادھار سے کر کام چلتے ہیں۔ یہاں دینے تو اللہ حافظ ہے بڑی سا بجزی اور انساری والخراج سے عرض کیا۔“

”حضرتا! اپ تو ماشاء اللہ وار العلوم سے پونے دسوچانے ہیں اور بھی جوں کامال میں ایک ایک جوڑا بنتے ہیں۔ فندہ وی غصت ایک سو سیں میں لگدا رکھتے اور سال میں بھی کے دس اور بچوں کے بے قداد جوڑے بنانے پڑتے ہیں۔ آخر بچوں غریب کاخوں پر کہاں کو کیا لے چاہا؟“

”پارہ تیر ہو گی۔ جھوپیں تن گئیں۔ پُر جہاں کو دا زمیں فرمایا۔“

”ذندق! مخدی! ہمیں خون چھستے والا کہہ کر علام تھن کی توہن کر کاہے۔ یاد رکھ اگر بھی تیری بد ریاضیاں ہیں تو ہم تیرے خلاف الکوٹ نہیں دس غوئے لکھیں گے اور جست کے اس پاس بھی تھجے ٹھنڈے زندگے۔“

”یہ سے بجا جاتے سے عرض کیا۔“

”قبلہ تھرم! اپ تو ناراض ہو گئے۔ میرا طلب تھا کہ اگر تم سے کی جائے پوچھنا فی الحشائی پر اتنا کیلیتے“

”تاریخ فوشت ۲۴ مرحون شمسہ:“

”لیکن حضرت آج تک اپ ملے ڈاتری سنتے آتے تھے آج خودی بھی تھیں لیجئے۔ فتحت کی شان نزول یہ ہے کہ آئندہ ہو ایڈر مسٹر صاحب نے ایک نہادیتے ہوئے فرنڈیا کہ ملا! ایسا استفنا آیا ہے۔ اس کا جواب لکھ دو۔“ معاشر الدم حیران رہ گیا اور عرض کیا ہے۔“

”ایڈر مسٹر صاحب نے جھلک کر فرمایا۔“

”تو ہمت مفتی صاحب نے میرا استفنا یہ کہکرو شادیا ہے کہ اس کا جواب ان کے بس کا نہیں۔ اس سے صرف تاریخی نہیں۔ ملکت ہے۔“

”میری حیرت اور بھی ٹھہری۔ عرض کیا ہے۔“

”میا مفتی صاحب کو نہیں علوم کو قائم کی تعلیم فض دیوں بندس دلی تک ہے اور فتویٰ لکھنے کے لئے جن کتابوں کی مددوت ہوتی ہے ان کا حجم اور موٹا پاد بیچ کری فندہ کو سمجھ رہا تھا۔ آخر یہ کس خطاطی سترے میں تھی تو می کافر عن جسم بیچ سے مونپا جا رہا ہے؟“

”فسرایا۔“

”یہ سب میں نہیں جانتا۔ مجھے تو مفتی صاحب نے علم دیا ہے کہ میرا استفنا اپ کے ۶۱ سے کروں اور جواب لکھنے کی تائید کروں۔“

”اگر تم عذر کرو۔ مجھے تو صفت تجوہ کاٹ لی جائے گی۔“

”او..... او..... میں تمہری اٹھا۔“

”تجوہ کا اس سے کیا تعلق؟۔ لائیے خدا!“ تھی۔

”ضرور جواب الحسن گا۔“

”ایڈر مسٹر صاحب نے مسکرا کر خط مجھے دی دیا اور اس نصف تجوہ

کتاب بہباد نہ قدم حرکت میں آئیں اور اب علوم شرعیہ کا دھارا
بہہ نہل۔ لیکن حضرت نے فرمایا:-

”چلنے پانی ہر سے ترب الماء اندر کچھ بیان کرو جاؤ۔“
میں نے کہا۔ چلتے یابی آپ کرت رہتے گا۔ بھگے شرعی
جو ابادت بنا دیجئے تاکہ خصت ہو جاؤ۔“

بولے۔ ”نہیں۔ جب تک ناشستہ ہو جائے طبیعتِ محنتی
نہیں ہے۔ میری عادت ہے کہ ملکی عقدہ کشائیوں سے قبل بطورِ اعیان
و توزیعِ سخن دیکھا کر لئتا ہوں اور اور پر سے چار کے گھونٹ لئے اسکل
تھے سخن ملکی مسائل کی گزینی کھوٹا جلا جاتا ہوں۔“

اجام کا دھانی آؤ۔ چاہی بی۔ حضرت نے استفتار پر صاف اور
ترتیب و اور سر حق کے شرعی جوابات بتائے۔ یہ جوابات میں نے حلقو
میں بھملئے اور اب تاکریں کی خدمت میں استفتار اور جواب دلوں
حاضر ہیں۔ استفتار یہ ہے:-

”کب ادھار ہیں علماء دین و مفتیان شریعت میں احمد بن مسعود رضی
اللہ عنہ اور کیا حکم ہے خدا رسول کا اشخاص ذیل کیلئے
(۱) مجموعاً میں سماۃ تھری پرین گھنی ہیں۔ وہ لوگوں کو
مرید کرنی ہیں اور لوگ اُن کے اخواز پر جوت کرتے ہیں
اور اُن کے اخواز جوتے ہیں۔ سماۃ ذکرہ نوجوان اور
غیر غیر شادی شدہ ہیں۔“

(۲) سماۃ تھری کی کبھی تباہی پڑھی ہے اور در تردید ای
کی باہت کرنی ہیں۔

(۳) سماۃ ذکرہ اپنے ساتھ ایک نوجوان فیروزہ کو
رکھی ہیں جو ان کے پاس ہر وقت رہتا ہے۔ انہیں کے
کمرے میں سوتا ہے۔ اُن کی خدمت کرتا ہے اُن کے پرے
دھوتا ہے۔ اُس کے باکے میں کہا جاتا ہے کہ وہ نامویہ
(۴) سماۃ ذکرہ کے تھریوں کیتھے ہیں کہ اُن کی بیرانی
کام مرید حضرت شریعہ کے برابر ہے اور قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ
ہر طبق ایسی مریم کے برابر کر دے۔

(۵) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سچ اور بھروسی اُن کے طریقے
پیدا ہوگا۔

(۶) سماۃ ذکرہ بہت عالم ہیں اور شاعر ہیں اُن کا

خندش ہے ہو کر بولے:-

”میرے بالِ قوں پر ترس آتی ہے۔ خیصرف دس روپے
نقدے اور ایک سیرٹھانی بھوائی ملوانی کی دوکان سے منگا۔ چار
کلچے علیحدہ ہے دو روپے دلو۔“

مجھ پر فصیب کو حضرت کی ترجیح و رعایت سے اگرچہ اچانک
بہت خوش ہوئی لیکن اس خیال سے کہ بھوائی کی مٹھائی میں روپے
سیر آتی ہے اور دوسری دکانوں پر ڈرٹھ روپے بیرمل جاتی ہے۔
وہ صیکا۔

”میرے خیال میں یہ ہو اپنے بازار میں کی مسلمان حسوائی
بیٹھتے ہیں اس سے کیوں نہ لی جائے مٹھائی؟ پاس کے پاس بھی ہیں
اوہ مسلمان بھی۔ مکنے کے کچھ ثواب بھی مل سہے۔“

فسریا ت پہنے کو تواب کی صورت نہیں۔ خدا کو فضل
سے اور ادو نوائل ہی کا اتنا تواب جمع ہے کہ بھی رہے گا۔ بھوائی کی
مٹھائی کا جواب نہیں ہے اصلی تھی کی مٹھائی ہے:-
قہر مولوی سر جان مل۔ دو روپے چائے کے اور تین مٹھائی کے
فروٹ کمال کر دیتے۔ مگر اس نقدہ دس دفت نہیں تھے۔ ما تھے
جوڑ کر کبا۔

”حضرت اس پھرے یہی گا۔ ہبہ ختم ہے اور مکن سیکوٹ
مکن ادھار ارہ لے۔“

خوب تاک ہو کر بولے:-

”چار سو ہیں کہیں کا! دس بھی لوگوں کا اور نقدوں گا۔ قتو
کو مذاق سمجھ رکھا ہے تم لوگوں نے!“
بڑی مشکل آتی دس م موجود نہیں اور قتوٹی بینہ دش کے ملتا
نہیں۔ بہت سوچ کر عرض کیا:-

”اچھا سی کی ضمانت دلوادوں؟ تکواہ ملتے ہی روپے
دے دوں گا۔“

بھٹے۔ ”پیو ضمانت دلواؤ۔“ مگر بادر ہے اب دش ہیں
بعد میں مرن رہے لوگوں گا!“

”پیشکل تمام مولوی جیران ملی سے ضمانت دلوائی اور قبضہ رو
چوکر میچیں گیا کہ اب کو ہر قصور دھا جیں ہو گا۔ حضرت حمید داڑھی میں
انگلیوں کا خلاں کر رہے تھے اور میں بد فصیب سرزا مشوچ سانہدا تھا۔“

چونے کا جواز میریدوں کو دیدیا ہے تو اس سے وہ ماں ہیں بھی اضافہ ہو گی اور بعد میں تہذیب کی بھی پاس داری ہو گئی۔ اللہ آپ کی فرمادگی سے بھروسے آپ نے مردوں کے اس گھٹیا خال پر کاری مذہب لگائی ہے کہ مرد مورت سے افضل اور اقویٰ ہے۔ بعورت نہ صرف مردوں کے برابر ہے بلکہ ان کی پیر بھی سن لکھی ہے۔ جزاک اللہ!

(۲) عالمگیری اور درخت راغبہ میں حافظت الحدیث ہے کہ۔

اذا تقتل المرأة على الرجال	جب مورت علم و عبادت میں زردیوں سے
في القتل من العادات فجرا زلما	بازی بجلات تو اسکے لئے غمزدوں کا کام
ان يکون اماما للرجال - راذ	ان یکون اماما للرجال۔ راذ
خان هذى المرة مجردة فستنا	خان هذى المرة مجردة فستنا
الشيب في أصله لهلاك المهرة	الشيب في أصله لهلاك المهرة
واب شادى فيه مورت سے زیادہ	واب شادی میں یوں نکل کر نہ صرف مورت
بمقابل شادی فيه مورت سے زیادہ	بمقابل شادی میں یوں نکل کر نہ صرف مورت
جسم بڑی ہے۔	جسم بڑی ہے۔

پس مقتصری یہم کی امامت زندہ باد اور مردوں کو دنگان اواب
مبادر ک باد!

(۳) مقتصری یہم کے کرے ہیں الگ کوئی نوجوان غیر حرم سوتا ہے تو اس میں وادیا کی کیا بات ہے۔ غیر شادی شدہ نسلم ایکر سوں کو جب یہ حق حاصل ہے کہ اپنے شب خوابی کے کمروں میں وہ جب جسے چاہیں تلاشیں تو ایک خدا رہیں۔ نیک بی کو کوئوں یہ حق نہیں پہنچتا۔ آخر کیا خدا کا کام کہفے والی نیک بی بی کے حقوق فلکی ہمیوں سے بھی کم ہوتے چاہیں؟ وہ رہاں حرم کا تاریخ ہوتا تو ظاہر ہے کہ اس طرح کے نازک حمالات میں دور بیٹھا ہو اپنی کیا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ اس کے باشے میں مقتصری یہم بھی کا بیان بیکوں ہو سکتا ہے۔ یوں کہ کسی مرد کا مرد یا نامرد ہونا عالمگیری اور درخت راغبہ میں نہیں لکھا۔ بلکہ اس کا واحد ذریعہ علم تحریر اور صرف تحریر ہے۔

(۴) یہ میں بندی نہایت عاقلانہ ہے مقتصری یہم جب بعدت و ریاست کے قرار پر سلوک دولاًت کی ستریں سٹکری ہیں تو آخر ایک دن ایک دن "متزل مری" جو کوئی بھی ہے۔ امریکی یا یونانیوں نے مجھ دن ہوتے اپنے بائے میں بھی کہا تھا۔ لیکن ان کے خاندان دلمائے اور امریکن سوسائٹی کے لوگ چونکہ روحانی طور پر مستہب ہیں۔ اس لئے انھوں نے ان خانوں کے پیش سے بغیر پاپ کے پہنچا ہوئے

ایک دیوان چھپ چکا ہے وہ عربی، فارسی اور انگریزی خوب جانتی ہیں۔

(۵) مسماۃ نذکورہ کا دعویٰ ہے کہ ان کو الہام ہوتا ہے۔ اور غرب کی خبری بتاتی ہیں۔

(۶) لا اؤڈا اسیکر ہر مردوں کے سلسلے میں جا کر تقریبی کرنی ہیں۔

(۷) مسماۃ نذکورہ اپنے اعمال کے ثبوت میں جانی بنی کتاب میں ہیں اور کتنی ہیں کہ حضرت خواجہ احمدی رحمۃ اللہ علیہ نے آن کو خود مغلوقت میں بھی تھی۔ اور حضرت رابعہ نے نہلے کی حالت میں جب کہ وہ بہمنہ تھیں اپنے ایک مرد کو اپنے پاس بایلیا تھا۔

(۸) بھوپال، بہری، کم، اور کٹی اور جبل پور اور آزاد اباد میں قصیری خانہ کے تیریوں میں ٹھہرے جا رہے ہیں۔ ان میں بعض لوگ کولوی، حافظ اور فارسی ہیں اور امامت بھی کرتے ہیں، ان کی امامت کیسی ہے؟

براءہ کرم بتاتی ہے کہ یہ کیا معاہلات ہیں اور ان کے بالے میں شرعی علم کیا ہے؟ ان دعویوں میں اصلاحیت ماننا کیسے ہے اور مردیوں میں گمراہ ہیں یا ہایتی یا اور خود پر اپنی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اپنے رہنے تکمیل میں ان سائل کا ہوا بادے کو سفر از فرایاد جاوے، تاکہ زیادہ سے زیادہ مخلوق خدا خبردار ہو اور ثواب خطلا کافی مدد کر سکے جو اب دنبروار عنایت ہو۔ فقط

غیر معمن، جو دھرمی معرفت عاجی بیدل صاحب
البشیر، کٹی۔ ماصیہ پر دش۔

جو ایات حسیب تر تیب درج ذیل ہیں۔ جواب کی ہر شیخ کے ساتھ سوال کی وہی شیش دُہر استعمال ہے۔

(۱) مسماۃ قصیری بیگ کو ملک کا سلام۔ بعد شووق ملاقات کو دشیج ہو کہ اپنے بڑا ہی اچھا بیگ پیری کی لگتی سنبھال لی۔ مردان پریوں اور مردیوں کے تعلقات اب فرسودہ اور بے مزاں پکے ہیں۔ مورت اور پھر کنو اوری مورت پیر ہو تو اب آخرت کے ساتھ روماں کا لطف بھی حاصل ہوتا رہتا ہے۔ اور آج بھائیوں نے اپنے دشہائی نازک

قیصری صاحبہ کو خود خلافت بخشنے ہے تو اس سے طولی عمری بھی ثابت ہوتی ہے جو بیانے خود ایک نہیں ہے۔ اور الگ خواہاب تریں ایسا ملبوہ ہے تب بھی کوئی بخدا آتے نہیں خواجہ احمدی کے چلپنے والوں سے جس لئے شاہین کہ جسے انہوں نے خود خلافت عطا کر رہا ہے مجده بھی کرنا جاتا ہے اور وہ عالم الغیب والشہادہ ہو جایا کہتا ہے۔

رہا حضرت راہب کا فحش۔ تو اگر اس سے راجہ پھری رہا تو ایسا۔

مژہ و قصہ ریکمپنے کے باعث حالیت ہذب ہر کوئی بھی جس کا طلب ہے گھر ہو گا۔ میرے علم کی ہذب کو حضرت والیعصری ایک بندوق رہے ہے مومہ قصہ ہے جس کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے عالیت پر بھی ہی کسی مرد کو جایا تھا شیطان کے سو اسکی کام نہیں ہو سکتا۔ لیکن چون کہ اللہ کے الفاظ استعارہ و کنا یہ ہوتے ہیں اور یہ سمجھنے والیعصری معاشری اپنے اندر لختے ہیں۔ اس لئے اس معاملہ کو خدا ہی کے پروگرام ہے اور مولویوں کی نیک نای کا باغعندہ بنتے ہیں۔ لیکن قصہ ریکم کی امامت میں خاز پڑھنے والے مولویوں اور عاقلوں وغیرہ کو بالے میں یہ کہنا در شکل ہے جو علم ہونا ہے۔ لوگ مزدوں کی خنکلائیت پر سیمیری کی رنگیں اور روانی امامت کو منجع دیتے ہوتے اپنی نمازوں میں خوش و خضوع پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ الگ اس قصہ ری جو ان پرمنے کے ساتھ ہیں تو پھر سیدھی سی باتیں ہے کہ اللہ حسین جی سے الحمال (الحمدیں ہے اللہ جمال کو پسند فرمائی) ہوتے ہے جو حسینی کے لئے حسن مجازی کی پیری کی لکھتے ہیں اور اسی ایجاد سے لوگ طوائفوں تک سے راہ سلوک و طریقت کی رسمیاتی کام کام نہیں ہیں۔ لیکن کوئی لوگ اگر ایک حسین و جوان حورت کے مرید ہو کر اس کے پیچے خازیں پڑھنے لگیں تو اس اور آپ کوئی تااضی نہیں ہیں کہ ضھول یاں کی بحال نکالیں۔

فناوی سیدھی نیکی سے ہے۔

وجمال للهادیہ یعنی ادنیٰ صبور (اور مکن ہے کہ حورت کا حسن ہیں) حقیقی کے وسائل للحدائق یعنی ادنیٰ صبور (اور مکن ہے کہ حسن ہو تو) و فتنہ بعض افساروں یکون کے لئے جس ایک عالمی کیفیت ہوتی ہے کیفیت لطیفۃ الطیران والرواح اسکے مہلتوں پر سیطیکی انسان مولک کی کوئی فنا نہیں کہ اُن انسانوں ہوتے۔

وائس پیچ کو عینی صحیح ملت سے انکار کر دیا اور ان خلافوں کو بھی بی مرجع ملت سے کی بجائے محن سوسائٹی اگرل "ملٹے پر اکٹھا ایک لیکن میں قصہ ری کا معاملہ ہے۔ وہ قلمہ تمامی پریزیں اور مزیدوں کی خطرت ہے۔ اعراض و انکار ہوتا ہی نہیں۔ وہ یعنی قصہ ری کو شیل سرخ نسلیم کوئی نئی اور سبق قریب ہیں پیدا ہونے والا خدا دا پیچ شیل سرخ ہانا جاتے گا۔ وہ کہا ہے نا۔

بہتر نیجاء و مکین کن گرت پیر مغان گو جو!

ماشیہ روانگاریں ہیں۔

قری الشہد ابی اللہیم الانقیاد (مرشد کے قول کو تسلیم کرنا اور ماں وان کو نہیں فنا نہیں، الشریعت بظاہر اور محدث بظاہر پر شریعت کے قوانین مخالف کوئی خیانتاً اسدار مغلون ہو گی) مکر شد اسرار شریعت الشریعت والمرز الیشیة۔ اور موزید ہی خوبیاً قافت ہوتا ہے۔ (۵) اس میں احسن کیا ہے۔ آخر قادیان سے نبی پیدا ہو سکتا ہو تو سی قصہ ری کے گرفتے تک وہ جو مانے ہیں کو ناسا ہمایوں (۶) مشارع اللہ۔ اس لئے اقصہ زد غیرہ۔

(۱) شری خوشی کی بات ہے۔ دیوبندیں پرہیزان و مشعوب پڑھنے اسے لوحہ الہام ہو جاتا ہے کہ مودودی کاظمیں اور جماعت اسلامی اگر اسے قصہ ری کیم کو الہام کیوں نہ ہو گا۔ چوٹی تک کو الہام ہوتا ہے۔ قصہ ری کیم کو الہام کیوں نہ ہو گا۔ سہاۓ سخن قلعہ میں ایک ڈالٹریں۔ اظہر ہیسوں بر سر سے الہام ہوئے چلا جا رہا ہے اور ان کا نام ہی دا لکڑا ہای ہے۔ جنہاً اس قصہ ری کا الہام نہ ہے۔

(۲) اسیں ہمیں کوئی اشتعاعی تباہت نہیں برائی المفراحت میں ہے۔ اذا افسدت المعاشرة من فیس عاصراً شریعت مولوی کی مشارعات سے شر المراجیل فیجز اعظم صراحت فاسد ہو جاتے تو حورت کیلئے جاتا ہے

کو حاشیہ کی مصالح کی کوشش کر کے ان تنہی لاد مسناح المعاشرة اٹھک جیسے اور بکھر بندوں اعلانیہ۔

جعفر اوس اوادعہ نہیہ۔ فاما کیان الصدر و رفیعہ مقہمہ؟ پس حب لا اؤڈا سیکر پر کسی خاطرہ عالم کی ضرورت، پیش ہو تو جاتا ہے للخوبی العادۃ علیۃ الملکۃ۔ حورت سے بکھری یہ رہنماد ہے!

(۳) جماں کیم کو فاسدار جاتا ہیں۔ لیکن جب قصہ ری کیم فرمادیں تو انہوں نے فرمایا کہ بگزیدہ خلافوں ہوں گی۔ خواجه احمدی نے الگ

”نیک بھی کافوڑ کھتنا باعثِ سعادت ہو گا۔“ کہ بتاؤ^۱
کیا، اتنی تصریح میں پڑتے تصورات اور خواہ ہیں؟
”بے پناہ خالص تصورات۔ اور غریباً یہ میں سال جو اُ
متفق سماجی کے پروردگار ادا فہری ہو گیا۔ پر شوق ہے
میں باتے۔“

”اللہ کی دین۔ یہ جسمے چاہئے نوازدے۔ میں سال کی حصہ میں
ولایت کے اعلیٰ مقام پر بیچ جانا معمولی بات نہیں ہے۔ آج تو فضور
دکھلانا۔ سماجی بھی تصریح کا پورا پوتھی دینا۔“
”فضور ہے یعنی گا۔ اور آپ اگر بھوپال جانچا ہیں تو قصیری
کے مریدوں میں ایکسپریس ہے دوست بھی جس انکا پتہ دیدوں کا گا۔
”کوئی“

”بالکل بچ۔ یہ نہیں دوست بھے خاص مرید ہیں۔ اکثر غلوت“
”جذوت میں پنج مرشد کے ساتھ رہتے ہیں۔“
”خواری سی جھوک کے ساتھ فرمایا۔“

”تو کیا ہو آؤں؟ وہ آیت ترا نہ ہے تاکہ سید و افلاطون
درین میں سیر پلٹے کرو، اسی کی تعلیم ہو جاتے گی۔“
”میں نے کہا ہے شکر۔ لیکن سر لاغام؟“
”مکار کر پوچھے۔“

”پہلی پندرہ معافیت کے!“
”شکریہ!“

اور وہ دن سو آج کادن۔ حضرت متفقی صاحب روز در والٹے
پڑائے ہیں اور فندوی کملود جنہے کھوبال گیا ہوا ہے۔ خدا جانے
اجام کیا ہوا! انظریں دلتے خیر نہیں۔

۵۔ گستاخ شکر۔ پہنچنے کی خبر ہے کہ۔
”تو ہم دونوں ان کی شیخیتیں پہنچ گئے۔ حضرت نے فرمایا۔
”لاؤ دھاڑوہ فرٹو۔“

یہ ہے آپ کے استفارہ کا شرعی وجہ۔ مجھے نہیں علم کہ میں نے
جو ہائے کتابوں سے دیتے ہیں وہ میں جلد اور کس باسے ہیں۔ میں تو
کہہ ہیں کچھ ہوں کہ یہ عارف و معلومات مجھے پیسے خرچ کر کے عالم ہیئے
ہیں اور ان میں کوئی نفس ہو تو اس کی ذمہ داری حضرت متفقی شیخہ
کا سر ہے۔

خواری اختیم ہے گی۔ اب ذرا سی داستان اذسن یعنی دوسری
تاریخ کو متفقی صاحب نے کوئی نسبتی راستہ نہیں پکڑا اور جھٹکہ ہے۔
”لاؤ دھاڑیے! توہاہ اسی ہو گی۔“

مجھے یاد ہی نہ رہا تھا کہ توہاہ ملنے پر الہم پندرہ رفیعے متفقی
صاحب کو دیتے ہیں۔ مطالبہ نہیں ہی دھڑکنے لگا۔ سوچا کہ اس طرح
انہیں ملاؤں کیلئے ایک ترکیب دہن میں آئی تھی مسٹر اشٹی کے اندازیں
وہیں کیا۔ حضرت پیسے تو آپ کے میں نے توہاہ ملنے تھی الگ تھیئے
تھے، پھر ترکیب پلے ابھی لے لیتے۔ مگر آپ نے تو وہی دیکھا
منقہیری کا؟“

متفقی صاحب کا پھرہ ایسا بھل گیا گویا اول جھٹ کے دھوب
مکل آئی۔ بیتا بی سے بولے ”کیا فوٹو بھی بھیجا ہے متفقی لے؟“

”میرے کہا۔“ اسے صاحب ایسی بھی لمحے عورت کیا ہو
قیامت ہے۔ اللہ اکبر۔ کیا جمال ہے۔“
”متفقی صاحب نے میرا بھر پکڑ کر کھینچا۔“ چبوٹھک میں
ٹھیں گے۔ یہاں بازار میں لفٹوٹھک ہیں۔
”میرے کہا۔“ آپ چنتے میں گھر سے آپ کے داجبہ روپے
اٹھا لاؤں۔“

”بھلانا۔ اب تو زارچلو۔“
اور ہم دونوں ان کی شیخیتیں پہنچ گئے۔ حضرت نے فرمایا۔
”لاؤ دھاڑوہ فرٹو۔“
”فوٹو“ میں نے انداز جھاہی سے کہا۔ فوٹو یہاں کہا ہے۔ وہ
تو فیٹر صاحب تکی کے قبضہ میں ہے۔

”بھلے“ تو لاڈوان سے ذرا ایم بھی تو کہیں۔
”عرش کیا ہے۔“ وہ آسانی سے خواری دیکھیں گے۔ موقع پا لرچنا
پڑھا گئے۔ مگر آپ کیا کریں گے فوٹو دھکہ کر؟
”والو ہمیں مخلال کرنے ہوئے سکراتے۔“

اسے قبرِ ملائکت میں ڈال اور کجھی زندگانی۔ پھینک اس پر اپنی تدبیروں کا عالم! اے اولیٰ مُقلّب القوب! مجھ تاہیز خلام پر کر دے تو شاہ سود کو مال۔ تو نے دیا ہے انھیں دل فراخ اور حادث سے بچ پور۔ اور جتنا ہے انھیں بہت سونا اور مال دہنال۔ میرے لئے ان کو مالیں کشادگی اور میلان، الفاظ اور ترجمہ اور بجود وحش اور عقوب و عطا الفتا فرما۔ سیحانک یا جرتا ڈکھ کر ہم کی

میان گلزار احمد نے دعا کی:-

”لے ہم غب نالے! آج تو مجھے خواب میں ستر کا نمبر بتایا ہے مجھے سلیم ہے کہ سڑھیدنا کہنا ہے۔ مگر جتنا تھصان اب تک مجھے ہو چکا ہے اسے پورا کرائے اور دوپہر اور دکان کرنے کے لئے دلائے تو تیرے نام کی دلگ آثاروں۔ خدا کی نسم پھر بھی ستر نہ تھیں! دیکھیری آنھوں میں آنسو ہیں۔ میرا دل کتابیع رہا ہے۔ میں کس قدر نیک کاموں کی تفتا رکھتا ہوں!“

دعاوں کے یہ چند نمونے قلم برداشت پیش کر دیتے ہیں اگر تھیں

کی جاتے تو معلوم ہو گا کہ مقدس مونین دعاوں کے معاملہ میں نہایت خوش حیثیت اور فراخ خوش مدد ہی ہنسیں۔ بلکہ اس حد تک خوشگان ہیں کہ اگر کوئی دشمن ان پر چڑھتے تو انھیں اپنے کرگیں اور گیارہ مرتبہ درود شریف اور حزب الہجر اور سورۃ فاتحہ پڑھ کر دعا کرنے سے دشمن کی قوتوں میں کیڑے پڑ جائیں گے اور زور دار نعمت پہنچتے ہوں۔ دشمن پہاڑی کا بارٹ پیل ہو جاتے گا۔ ابھی چند روز ہوئے کو لوی دعوت الحلق تبریزی سے الجزا ترکے مسئلے پر گفتگو چھڑائی۔ خام نے کہا کہ مسلمانوں کے پاس اپنی موجودہ بے بی اور ناتھاتی میں فراسیں کے خلاف عملی اضیحیں کاہیں بھی ایک طریقہ ہے کہ اس کے مال کا باہی کاٹ کیا جائے۔ فرمایا کہ یہ دنیا دار سیاسی لوگوں کے چھبٹی ہیں ہم تو دعا کے قائل ہیں۔ ہمارے ہنر غزوہ بدر کی لڑائی تک میں سریجہ دعا کرتے رہے تھے۔ فدہی نے وضن کیا۔ بیشک حضورؐ نے دعا کی تھی۔ لیکن تواریخ اٹھائی تھی۔ زخم جھی کھلے ہو۔ یہ سے بھی جملے تھے۔ فرمایا۔ غزوہ بدر کی لڑائی کہیں تکوا مسے فتح ہوئے دیں تھی۔ وہ تو سر کار کی ایک ادا کے درباری تھی۔ کام تو دعا ہی سے ہوتا رہتا۔ خادم بولا کہ ”غزوہ بدر کی لڑائی“ تو ہو چکی۔ کیا آپ فرانسیسی مال کے باہی کاٹ کے حق میں نہیں ہیں؟ یوں۔

یہ تو ایک ذہنی تصور ہے تھا۔ حق یہ ہے کہ عالم کے معاملہ میں مرد مونین ٹر اندر اسراخ دل اور جری ہے۔ چند دھاؤ کے نئے ملاظہ ہوں۔ سیٹھ فیروز الدین نے دعا کی:-

”لے اللہ اگرنا کا بجاہا وہ لگا کر دے!۔۔۔ تجھے معلوم ہے اپنی شریا کی شادی میں مجھے پیاس ہزار فریج کرنے ہیں۔۔۔ بن اب کی وہ لگنا کر دے۔۔۔ نہیں اب کی!“

تسلی خدا عاش نے دعا کی:-

”لے داتا کرم! جتن کا بیل مر جائے۔۔۔ تو جانتا ہے الگ وہ نہ را اور جتن کا کوئی مکھوٹ نہ رہا تو میری دکان چیٹ ہو جائے گی۔۔۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں مالک!“

شیخ فشن نے دعا کی:-

”لے علاۃ الدین کو جادو کا چراغ دینے والے اہمیتی باتی کو میری طرف مائل کر دے۔۔۔ تو جانتا ہے میں تو اب چھلکنے سے کہیں زیادہ فائح نہ اتا ہوں۔ اس حرام زادے پر فلک گراۓ جب تک زندہ رہے گا اسی باتی کچھ پر المفادات نہ کرے گی۔“

مولوی باقی باللطف مدد نہیں کیتا اور نے دعا کی:-

”لے مولا غلام کستیرا لے داتا کرم صابر! اب کی سال بھولو تو ان کو پاری میرے عرس میں بھجوائے۔۔۔ تجھے معلوم ہے یہ صوفی منہل الحضرت مقامی پر کم نزد و نیاز کرتا ہے۔۔۔ بھولو تو اس الگ سری میٹ آگلی آنہ مہل الحضرت قے عرس میں آؤ بول جائے گا۔“

حضرت قاری صحبت اللہ تمؐ تحقیق الثانی نے دعا کی:-

”لے اللہ جل جلالہ شانہ دعم نوالا! ان مدد دیلوں کا زور تو اپنا انھیں بلا کرت کی طرف ہوڑا ان کی گرد نہیں ہوڑا۔۔۔ اسی اللہ تیری شان نرالی۔ تو سب کا رکھو ای۔۔۔ تیری شان خواں چپن کی ڈالی ڈالی۔ تو بیچ جہاں کامی۔۔۔ آسان ہے اگر ہوٹے ہوئے حروف میں فری کی روشنی سے لکھا جائے کہ مودودی زنداق ہے۔۔۔ مخدہ ہے۔۔۔ تادیانی ہے۔۔۔ شیعہ ہے۔۔۔ خارجی ہے۔۔۔ مرتد ہے۔۔۔ خدا ہو چل ہے۔۔۔ بد دین ہے۔۔۔ غیرہ وغیرہ تو مرا آجاتے۔“

حضرت الحلق مولوی جہادی سعیل اللہ نے دعا کی:-

”لے مالک الملک ذوالجلال! جماعت اسلامی پر ڈالے دبال اکر دے اسے پامال۔۔۔ بنالیے کنکال۔۔۔ ہر حد سے اس کا بُر احال۔۔۔

کرنے کے لئے واجی تھقظاد انہ کر سکے تو یہ کتنی افسوسات کا شدید ہے۔ فضل بچنے سے جس بے لاگ جنم آت اور انسان پر درانہ ذہن کے ساتھ پر فیصلہ دیا جائے اس کے بارے میں اس سے زیادہ میں کچھ نہیں پہنچا کر بھارت کی عدالت ہلکے عالیہ کی بھی مقدس روش و تحقیقت اباب کی حد تک سملاؤں کی پشت پناہ اور خاص ہے۔ ورنہ جماں تک عدالت سے باہر ملی انصاف کا قلعہ تھے ذہن کے معاملوں میں بعزم شدید ہے اس کا یہ عالم ہے کہ اگر قابل بچنے کی بجائے ہم جیسا کوئی غرب ملا۔ مولیٰ یہ تھی کہ تو تم کہہ دیتا اور ذہن بروکنے والوں کو ظالم بتاتا اور حق ذبح پر اصرار کرتا اور حکام کی جانب داراءِ حشم پوشیوں پر کافی افسوس مکتا تودہ ایک ہی ساضر میں خدا یا کستانی فرقہ پرست اسلام میں جاسوس اور نہ جانتے کیا کیا خیرا دیا جاتا۔

فاکسار ملائپنی قومی راستے کی حد تک بھارت میں گاؤں کشی کو قطعاً پسند نہیں کرتا۔ یوں کوئی عمومی جذبات کے مقابلہ میں اونٹ منظر شکل بھی سے چلتی ہے اور بھارت میں اکثریت کے یعنی غصب اور خوشودی مزاج کو ہر طالب ملکا رکھنا مناسب ہے۔ لیکن ایک سرے سے قربانی ہی بونکے کا جو جذبہ بعض لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ لے دیا نے پر حکام کو توجہ دینی چاہئے تاکہ بھارتی مسلمان خشنڈے دل سے خبیث الرضبوں کے لئے دعا میں کرسکیں اور جو صلاحیت اور وقت قربانی کے جھٹکے میں ضائع ہو سکتا ہے وہ لیڈروں کو دوڑ دلائے کی پاکیزہ کوششوں میں کام آتے۔

ماں نہ مانیں اُب کو ہ اختیار ہے
ہم نیک دید خصوٰر کو سمجھاتے جائیں گے۔

الگت ۱۹۵۶ء
۵۶۔
کے اگست ۱۹۵۶ء۔ قبل کا ہ عالم امریکہ دن ملکہ کو حجت نظر شہر و شہنشاہ کی جبوہ ہ کہ عورتوں کے کلبوں میں الاقوامی اجمنے عالمی نمائی کے مطالعہ کا فیصلہ کیا ہے۔ تاکہ دنیا کے تمام ملکوں میں مقاہم اور دوستی کے جذبات کو تقویت مل سکے۔

بادل اللہ تھئُن فی الدینیا۔ مذہب غرب پر منی کچھ مشق ستم مردوں نے کی ہے وہ محتاج بیان ہیں۔ یورپ اور امریکہ کی عورتیں جب مردوں کی برادری کا لیند بانگ دعویٰ رکھتی ہیں تو

اپ باریکاٹ کیجئے میں دعا کر دیں گا۔ دیکھیں کون کا مساب ہوتا ہے۔ اور یہ کہہ کر اس طرح شتم فرمایا گویا بہت لگھی ہے کہہ گئے ہیں یا گویا ان کا ایک اشہد کا کوئی ایسا رشتہ ہے کہ ان کی دعا نہ بھی نہیں ہو سکتی! والدرا علم بالصواب۔

۴۔
اگست ۱۹۵۶ء۔ گذشتہ صال ۱۲، اگست ۱۹۵۶ء کو شری احمدی اگر وال اڈ لیتل سول بچ بخور دیوپی، کی عدالت میں مسلمانوں کی طرف سے ہندوؤں کے خلاف مقدمہ دائر کیا گیا جس کا فیصلہ ۱۱ فروری ۱۹۵۷ء کو سنایا گیا۔ فیصلہ کے کچھ اقتباسات بلا تصورہ پیش خدمت ہیں۔

فاضل بچ فریلے ہیں:-

”ہر مسلمان کو بطور غذا یا برائے قربانی گاتے ذبح کرنے کا قانونی حق حاصل ہے جو رواج کی پابندیوں سے آزاد ہے اور جو اس کی الفردی حیثیت سے اور مذہب اسلام کا پرورد ہوئے کی حیثیت سے دلوں طرح حاصل ہے۔“
چند مطروح بحث۔

”بہر حال جہاں قربانیاں چمار دیواری کے اندر ہوتی ہیں تاکہ کوئی باہر سے مدد کیجئے سکے یا جہاں سور و شر انگریز مغل ہندوؤں کے بغیر ہوتی ہوں وہاں اگر گاتے کی قربانی سے ہندوؤں کو افراہی یا اجتماعی طور پر ناگواری ہوتی ہے تو اسے پبلک غلفشاہیں کہا جا سکتا۔ کبونکر قانون انتہائی حساس لوگوں کے تھبات کی پرداز نہیں کرتا۔“

”جیسے کہنا چاہتا ہوں کہ وہ رواج جو چمار دیواری کے اندر بغیر سور انگریز مغل ہندوؤں کے موشیوں کے ذیجئے کور دکتا ہو اسے غیر معمولی قرار دینا چاہئے کبونکر ایسا رواج ایک خاص فرقے کی بنیادی حق کو یا مال کرتا ہے۔“
کچھ آگئے۔

”میرے پاس ہزاروں الفاظ نہیں ہیں کہیں ہندوؤں کی زیادتی پر ساتھ کر سکوں کہ وہ مسلمانوں کو ان کے گھروں ہیں بھی جائز زیج کرنے کی اجازت نہیں دیتے اور اگر یہ عیان کا یہ بیان صحیح ہے کہ حکام ضلع بھی گذشتہ قریبی کے دلوں میں مسلمانوں کو گیران قربانی

طرف داری کرنی چاہئے۔
اس میں شاید بعض بھاجاتے کہ رشوت "تسلیم برائی" ہے
جیل ستری خوری بڑائیک کام ہے۔ خیر و صراحت وہ یقین ہے۔

"چونکہ حقوق پہنچنے والے بھارت میں زیادہ ہیں اس نے
حکومت کو پاچاہہ تنخوا فرار دینا چاہئے۔"

"چونکہ بھارت میں دارالحکم غالب اکثریت مونڈی ہے۔ لہذا
دارالحکم پر پابندی لگ جانی چاہئے۔"

"اس پرشاید کوئی یوں کہو سکے پا جائے اور دارالحکم سے اکثریت
کو نفرت تو نہیں، جب کہ گوشت قوری سے شدید نفرت وحدادت ہر
چیز اور مشال یقین ہے۔"

"چونکہ اقران میں بھوؤں کی تغیرت و تردید کی گئی ہے اور ظاہر ہے
کہ اکثریت اس تغیرت و تردید سے نفرت رکھتی ہے۔ لہذا اقران پر پابندی
عامہ ہونی چاہئے۔"

"چونکہ عربی لوگ عرب میں جاکر بانیار کرتے ہیں اس لئے
ہندوستانی مسلمانوں کو حج کی اجازت نہ دینا چاہئے۔"

"چونکہ اکثریت اور دستہ تنہی اور ہندوی کی عاشقی زار ہے۔
اس لئے اُردو بولنے والوں کے ہوشیت میں دینے چاہئے۔"

بات یہ ہے کہ سیٹھ گومنڈ واس میسیٹ لوگوں کے بیان جھوپڑت
کے ایک طبع نہ ممکن ہیں جو لغات کشودی یا فیر و ز لغات میں کاغذی
کتابوں میں نہیں۔ بلکہ شریساں اور کی دہنی اور سخنی لغات میں مکتوب ہیں
حکومت کو یہ ایک ایسا ادارہ سمجھتے ہیں جو اکثریت کی ہر سیندا اور ہر
خواہش کو سائے ملک کی جگہ آبادی پر لادتی ہے۔ حالانکہ جب تک
ہر ہبیسے لوگ زندہ ہیں، تو خشنہ سخنی کم سے کم سفری صدری شخصیتی
کا خواب ہے گی۔ اور ہر ہب کے بعد الگ اقتدار لیسے لوگوں کے ہاتھ میں
چلا جائیں اور میکی لامبی کی طرح اکثریت کی پسند کو مکر بے محدود انتقال
فرملئے ہے تو بھارت اپنے اُسی مانعی کی طرف لوٹ جائے گا جیسے اس میں
ہر ۶ اکتوبر ایک ملکت تھا اور ہر ہب کو نٹ کی کمی را جوں کسی سماں
بنے ہوئے تھے۔ خدا بھارت کو اس خطرے سے محفوظ رکھے۔

(مالازنہ محبت یافتی)

آخریوں نہ اس معاملہ میں بھی بر امری کریں۔ اور انہیں تو کم سے کم اتنا
فائدہ تو بہر حال ہو سکے کہ دنیا بھر کے ملکوں کی ٹھاٹ دار سروجاتی
یہ مرد لوگ خیر سکائی اور کچھ اور آرٹ اور اسن وغیرہ کے تلفظ عنوانوں
سے وہ بنا بنا کر دنیا بھر میں گھوستے پھرتے ہیں۔ عورتیں کیوں نہ اس
کا خیر میں حصہ لیں۔

کافی دنوں کی زبردست تحقیق اور مطالعہ کے بعد صدریں اس
کا جوین الاقوامی بیان نہ کرو گا وہ قریب یہ ہو گا۔

"میں نے اپنی علم دوست اور امن پسندواری کی مدسوہ تا
دنیا کی خاک جہاں کر اور طرح طرح کی مشقیں اٹھائیں تا موت میں ذکر
ہو اسہب کا مطالعہ کیا اور اس تجویز پر پہنچی کہ دنیا کا ہر ہب اس میں کی
دھوٹ دیتا ہے۔ صداقت کو سراہتا ہے اور جانک و نفرت کو بڑھایا
ہے۔ عسائیوں یا مسلمانوں نے ماضی میں جو جنگیں لڑیں وہ در حقیقت
ایک اتمہ پسندانہ نہ ہیں بلکہ اپنی کا تجویز تھیں وہ تعاہدات اور اسلام
کی خیاری تھیں خوں و بڑی کے خلاف ہے۔ میں تمام ہب ہوں کے
پرستادوں سے اپنی کرتی ہوں کہ وہ انسانوں سے بختت کریں۔ اور
جنگ پسند مویث رووس پر تباہت کروں کہ اگر اس نے جنگ چھپڑی
تو تمام دنیا کے عوام امریکہ کے دوش بدلوش اُس سے لڑائیں گے۔ اور
اس دھمکی کو کسی قیمت پر خالع چونے نہ دیں گے۔ ہم عورتیں اب جلد
ایک اور خیر سکائی مشن کے طور پر دنیا کا دسر اور وہ کہنے والی ہیں
یاد رکھئے ہم دنیا کے کسی ملک کو لڑنے کی اجازت نہیں دیں گی!

۸ اگست ۱۹۷۰ء۔ فرمایا جناب سید محمد گورنیت داس نے دریمان
سیکورنامہ اپنے کے جو پیشی کیا تھا خدمت میں وزیر نرداشت خوراک کی
گوشت خوروں کے مقابلہ میں بزری خوروں کی تعداد تیا دہ جہر
اس لئے حکومت کو محض اقلیت کی ناطر اکثریت کے ہذبات کو نظر انداز
نہ کرنا چاہئے۔

دھمکی اگرچہ دلیل ہے۔ لیکن اگر اسے صحیح ہاں کر سیٹھی
کا مشورہ بلکہ ملنکی انتبا اور دست مان لیا جائے تو آسانی سے
مندرجہ ذیل قسم کے مشویے ہیتے جائے گا۔

"چونکہ ملازمہ میں پیشہ لوگوں میں دیانت دار لوگوں کے مقابلہ
میں دشوت خوروں کی تعداد زیاد ہے اس لئے حکومت کو اکثریت کی

اسلامی حکومت کے والیاں و امداد

از مولانا ابو محمد امام الدین

(بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ)

حضرت علی ہٹنے پرستا تو قرایا۔ تا تھبیت المخالفاء
بعد اٹ (اپ) نے اپنے بعد کے والوں کو تھکا دیا، (اسلامی ریاست حصہ)
یعنی آپ کے جانشیوں سکھت آپ کی پیروی اور آپ کی
طرح فرائض خلافت کی بجا آوری آسان ہے جوگی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہ شخوص کو مال کی افسوسی نہیں
جس کی طرف ہے ان کو سرکاری مال کی حفاظت کا پورا الہمیان نہ
ہوتا خواہ اس کی شخصیت کی وجہ بند جو ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے شیرے ہے ایسی تھے۔ ایک بار حضرت عمر نے ان کو
حصص کا حاکم بنانے کا ارادہ کر کے پھر ترک کر دیا۔ اور انکو اپنی فرمادی
نے شخصی منکر شیئی سو مرے دل ہیں تمہاری طرف
تھے ذرا لکھتا ہے۔

انہوں نے پوچھا۔ کیوں؟

فریایا۔ اپنی خشیت علیک ان تاتی ہیں الفی الذی
ھویات (الفیادۃ حدث)

مجھے ڈسے کہ تم حاصل ہلکی پر تصرف نہ کرو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاعدہ بنادیا تھا کہ جب کوئی
شخص کہیں کا حاکم مقرر کیا جاتا تو اس کے تمام مال و اسباب کی
ایک فہرست تیار کر لی جاتی اور اس کی مالی حالت میں جس قدر
ہنا فہرستہ اس کو قسم کر لیا جاتا۔ اس قاعدے کی رو سے حضرت مجدد
بن العاصیؑ مجرم نہ صور کو تھا کہ اب تھا کے پاس بکثرت مال و اسباب
فلام اور دوسری جمع ہو گئے ہیں۔ حالانکہ میں نے جس وقت تھیں مسکرا کا

سرکاری مال کی حفاظت و خبرگردی [جن لوگوں کے
باہم میں دیکھتے کی یہکٹا صاحب اور حکومت کا اختیار ہے۔ کہ بالکل میں دیکھتے کی یہکٹا صاحب
چیز ہے کہ سرکاری خزانے کی سبتوں ان کا درجہ کیسے ہے؟ اور
وہ اس میں کہ طبق قانون کے قوانین؟ اپنے آپ کو اس کا ایک
مجھے ہے۔ یہنا فقط اور نہیں اور اسے اپنے اعزازہ و اقریبا
کے مقادیر و ضروریات میں خرچ کرنے پڑے کہاں کا جس سرگردی یا
محاذی ہیں؟ وہ اعماق و مشابہ امور، شاہد ہیں کہ آج تک میں مکومتوں کو
ارباب اللہ اور وزیر امور حکام سرکاری خزانے کو پہنچنے کو تو
کامیں کچھ ہیں اور اسے پوری سے دردی اور غیر ممکنہ داری کیسا تھے
اپنی ذات اور اپنے اعزازہ و امانت را اور داداں میں درستگار خرچ کرتے
ہیں لیکن اسلامی حکومت کے والیاں و امداد کاری مال کو حکومت
کی امانت اور اپنے کو اس کا ایسیں و تھا خانجھتے ہیں اس سلسلے میں سے
ایسی ذات پر بے جا ہو ری صرف کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو ناجائز
خرص کا انتہا دیتے ہیں۔ اس کے ملاوہ ہر صورت سے سرکاری مال
کو لفظیان اور اضافات سے محفوظ رکھنے کی پوچش کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت ملیٹن دیکھا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الجبلؓ
ہوتے مدینہ سے باہر چلے چاہئے ہیں۔ حضرت علیؑ نے دریافت کیا۔
امیر المؤمنین اس دھوپ پر میر کہاں تشریف نہیں چاہئے ہیں؟
فریایا۔ ”بیت المال“ کا ایک اور غصہ مکو گلہ ہے، اس کو
ڈھونڈنے چاہرما جوں۔
ایک اونٹ اور فریان روئے عرب بھی کی ریکارڈ دی!

لیڈر چوپائی کی حکومت کا کوئی کارروائی پہنچاتا ہے کہ ملک اور قوم کو اس کی صرف پہلک زندگی کو دیکھنا چاہئے اس کی زندگی کو پر ایمپٹ معاملات کے دیکھنے کا کوئی کوئی حاصل نہیں ہے۔ دوسرا لفظ میں اس کے معنے یہ ہوتے کہ ایک ملک کے لیڈر اور ایک حکومت کے کارز ملک کے لئے اتنا کافی ہے کہ اس کی ظاہری اور پہلک زندگی عرف عام کے مطابق باصول اور صاف شخصی ہو۔ رہی اس کی باطنی اور پر ایمپٹ زندگی تو اس میں خواہ کتنی بھی خرابیاں اور گندگیاں موجود ہوں ان سے اس کی شخصیت اور قدر و منزلت ہیں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ لیکن خدا اور آخرت پر یقین رکھنے والے اسلامی رہنما ہوں یا حکومت کے سربراہ کارڈر اپنی خواہی اور سیاسی زندگی میں جتنے خدا ترس، صلح اور نیک کردہ اور ہوتے ہیں اتنے ہی اپنی ذاتی اور خانگی زندگی میں بھی خدا سے ڈستے والی اپنے ہاتھ اور نیک سیرت ہوتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وصیت کے ایک ایک لفظ اور ایک ایک جملے سے یہ بات ظاہر ہے کہ وہ خدا سے تم قدر ڈرنے والے تھے۔ اور آخرت کے باز پرس کی کس قدر تک رکھتے تھے اور اپنے اندر خدا کی رضا و خوشنودی کی لذتی طلب تھی۔ اسی طرح انکا مکتب اسلامی حکومت کے دیالیان دامر اس کے اصول حکومت فرمائوادی اور حاکمانہ سیرت و کردار کی مکمل تصور ہے۔ حکومت و سیاست کی ایسی کوئی بھسلانی نہیں جس کی اس مکتب یہ تفہیم نہ کی گئی ہو۔ اور نہ کوئی ایسی بُرانی ہے جس سے باز پہنچنی پڑائیت جو جو نہ ہو۔

حضرت علیؑ کی وصیت اس بات کی طرف سی جو مرد اپنے صاحب زادے کو جو خدا شد دہر کے خواہ ہو رہا کا ہے اور آج تو اس دنیا میں موجود ہے پر کل ہمارا سے کوئی کر جا بگا اس اولو المعمم بیٹھ کے نام جو انہیں لوگوں کی راہ پل رہا ہے جو مرد ہیں جو مصائب و آلام کا ثابت ہے جو حکومت کا قرض دار بلکہ اس کا قبضہ ہے غم و اندوہ نے اس سے معاہدہ کر لیا ہے۔ اور جو امداد خواہشات نفس کا دشمن ہے۔

میرے دل کے ٹھنڈے۔ ادنیا نے مجھے چھوڑ دیا۔ اور ٹھنڈھی پھر کر جا رہی ہے۔ لیکن خدا شد دہر کا سرکش گھوڑا بھی میری چھ

گورنمنٹر کیا تھا تھا ہے پا سیاری جیسے ہی موجود نہ تھیں۔ انہوں نے فذر کیا کہ مصر میں نراغت اور تجارت دلنوں سے پیداوار ہوتی ہے اس نے ہمارے پاس بہت سی رقمیں ادا کر ہو جاتی ہیں لیکن حضرت عرش نے ان کا یہ عذر استیول نہ کیا اور ان کا مال و اہباب تقسیم کرالیسا۔

حضرت ابو ہریرہؓ بھروسے والپس لوٹے تو اپنے ساتھ بارہ ہزار روپے لائے۔ حضرت عرش نے یہ گل رقمے لی اور کہا کہ تم نے خدا کا مال چرا یا ہے۔

ایک بار ایک شخص نے ایک تھیسے میں بہت سے عملی کنام لگاتے۔ اور لکھا کہ ان لوگوں کے مال دو دو دل کا حساب ہونا چاہئے۔ حضرت عرش نے ان کے مال دو دل کا حساب کا حساب کر لیا۔ اسی میں ضبط کے ساتھ ہوئی کہ ایک جو رہا جاتا تھا تو اس کا ایک فرد لے لیا گیا اور ایک چھوڑ دیا گی۔ ایک دسویہ صحابہ جلد و مصحت۔

اسلامی حکومت کے خلاف اور اس نظم و خبط اور اس ذمہ داری کے ساتھ بچنے والے انہیں اس کے مال دل کا حساب کر لیا گی جو حکومت ایسے سربراہ کاروں کے ہاتھ میں اس کے مال دل کے ساتھ میں نہ مقابله رہا پا سکتے اور نہ رعایا کی حق تکلفی پر مسلط ہے۔

ایک اسلامی امیر اور اسلامی حکومت کے اہم اس باتیں اوصاف و محاسن کا جامع نقشہ

غصہ کی ایک وصیت نقل کر رہے ہیں جو آپ نے اپنی عمر کے آخری ایام میں اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو فرمائی تھی۔ اور آپ کا ایک فرمان پیش کر رہے ہیں جسے آپ نے حضرت مالک الشیرازی کو مصر کی گورنری کے منصب پر مأمور کر کر ہوتے تھے جو رہی فرمایا تھا۔ ان دلنوں چیزوں کو ایک ساتھ مطالعہ کرنے سے معلوم ہو گا کہ اسلامی حکومت کے مکار جو خدا اور آخرت کی باز پرس پر سچت یقین رکھتے ہیں۔ اور زندگی کے ہر شے میں خدا کی بھی ہوئی پدرا باتیں و تعلیمات کی پڑی کر کر رہے ہیں۔ ان کی پرانیوں اور پہلک زندگی میں کتنی مطابقت اور کسی بھائی نہیں ہے۔ موجودہ ناگدا دلوں پر ایمپٹ اور پہلک زندگی کی نہداب اصطلاحیں جاری پڑی ہیں۔ کسی ملک کا کوئی

پا تھے تو رکد دیبورت دیگر زبان سے منع کر دو۔ بُرے و گوں سے قطع تعلق کرلو، لومت لائم سے بے پرواہ ہو کر خدا کی رواہ میں جہاد کر دے۔ حق کے لئے مصائب والام کے سندھ میں غسلے لگنے ہوئے اس لئے اپنے نفس کو مصائب پر سبکا خونگرنا و۔ اور صبرتی اچھی صفت ہے۔ زندگی کے ساتھ معاشرات میں اپنے حضور کی طرف رجوع کرو۔ یہ کتنا حضور نما فارس ہے تم کتنی بڑی سی کی طرف رجوع کریں ہو۔

میری اس دھیمت کو خورسے پڑھو اور دیکھو اسے ہیں پشت دا لانا کیوں نہ سب سے بہترات دہ ہے جو فتح عرش ہے۔ اور وہ علم بالکل بے کار اور لغوبی چونقصمان دہ ہو۔

میرے فوری نظر اسی نے دیکھا کہ اس پوڑھا ہو گیا ہوں اور روز رو زکر درہ ہوتا جا رہا ہوں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ تھیں پچھے صعبتیں کہاں ہوں ورنہ مکن ہے کہ موت کا شکار ہو جاؤں یا کبھی میں کی وجہ سے میری فرم تلاش پڑ جائے۔ یا مہادار نیا کی حوصلہ از جھپر غالب آجھے پھر تم جوان ہو گر اس ٹھوس اور پچھے پھر کے ماندہ ہو جاؤ جو پھر اندر کوئی پھر جذب نہیں کر سکتا۔ تم ابھی تو عمر ہو۔ تو عمر اس زرخیز نہیں کہ مشاہدہ ہوتا ہے جس میں ہر بیج کے جوں کئے کی صلاحیت موجود ہوئی ہے۔ یہ صرف بیج دلکشی کی ہے، مورنہ دہر و قوت پر ورش و پر راخت کئے شیار ہوتی ہے اس لئے میں نے جیسا کہ قبل اس کے کہ تمہارا دل سخت ہو، اپنے دل کی بات پہنچا دو۔

میرے دل کے ٹکڑے اگر تیرے رب کا کوئی اور شر کیسے ہوتا تو اس کے عجیز میندا سماں ہوتے اس کے ملکہ اقتدار کے آثار و نشانات ملتے۔ اس کے افعال و صفات کا علم ہوتا۔ وہ بھی اپنا رسول و قاصد بھیجا تا۔ لیکن وہ الگ و احمد ہے۔ اس کا کوئی ششیک نہیں۔ یہی سے ہے اور سہی رہے گا۔ پس اس کا امن تمام ہو۔ اس کی خاص اطاعت کرو۔ اس کے عذاب سے ڈرو اور اس کی رحمت کے شکنی رہو۔

نخت بگرا اپنے نفس کو اپنے اور دمرے کے دیہیان میزان بناؤ۔ دوسروں کے لئے بھی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ اور وہیزہ پہنچتے ناپسند کرتے ہو دوسروں کے لئے بھی ناپسند کرو۔ کبھی پر ظلم نہ کرو جیسا کہ تم خود چاہئے کام پر ظلم رکیا جاوے۔ دوسروں کے مالک احسان کرو کیوں خود تمہاری خواہیں ہوتی ہے کہ تمہارے ساتھ اصل کیا جاوے۔ دوسروں کے جن اعمال و افعال کو تم برا بکھتے ہو تو میرکو

میں افعت پر آمادہ ہے۔ میں تھوڑا بھجو آخہ سے قریب تر ہو تاجار ہا ہوں، اس سے مجھے وہ عبرت ملی ہے جس نے مجھے دنیا کی ساری ہیزیوں سے بیزار کر دیا ہے۔ اب مجھے اپنے علاوہ کی دوسرے کی فکر نہیں ملکر میری جان اتم پونکہ میں تھیم کا ایک جزو ہو بلکہ میرے تائب و میر پر اگر تھیں کوئی مصیبت لاق ہوئی تو گویا مجھے اسی جھلکی پڑی۔ اگر تم مر گئے تو گویا میری موت سے دو چار ہو اپس اس وقت جس طرح مجھے اپنی فکردا من یہ رسمی طبق تہاری فکر لکھتے جا رہی ہے۔ میر میں چاہتا ہوں کہ اپنے نیک اور اچھے خبروں سے تھیں، لوازن تاجاوں۔ سب سے پہلے میر تھیں تو عوی کی دھیمت کرنا چاہتا ہوں کہ زندگی کے تمام شعبوں میں تم خدا کی کامل اطاعت کو اپنا شعار بنا لو۔ ہر قوت اپنا قلب اس بے ذکرے تازہ رکھو اور اس کی رسمی مضمبوطی سے پکڑو اور پھر کس کی رسمی اس سے زیاد ہمبوط اور پاسیدار ہو سکی ہے۔ عبرت و موعظت کی خدا سے اپنے قلب کو زندہ رکھو۔ زندہ و تقویت سے اس کی حیو ایتھم کرڈا لو۔ اس میں تھیں کی قوت پیدا کر کر اور حکمت کا اور بھروسہ، موت کی کثرت یاد سے اسے تابع فرماں ہنا، پھر اس کی غفلت کا پردہ جاک کر دے تاکہ وہ مصائب والام کو دیکھے۔ وہ عبرت میں ہاگت کی نذر ہو چکی ہیں ان سکردنیاں اسخانے پڑھو۔ ان کے گھر پر جا کر ان کے آثار و نشانات دیکھو اور غور کر کر انہوں نے کتنی شاندار نعماتیں نبوایں۔ اوپر و عرشت کے لئے سماں فراہم کئے یا میں یہ سب کچھ میکار رہا۔ تھیں بتاؤ آج وہ کہاں ہیں؟۔ ہاں! اب وہ اپنے اعزاز اور ایجاد اور افراطی دولت چھوڑ کر قبر کی تہہاں نیوں میں جا چکے ہیں۔ اس علگ پڑھ لئے ہیں جہاں مال و دولت، آں اولاد کچھ ہی مفید طلب نہیں ہے سکتے۔

میرے لخت جگر اتم اپنی تھی بھر سے دھو کا نکھانا ہے موت کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ تھیں بھی لا مالہ ایک دن دہیں جانائے اس لئے آج ہی اس کی فنکر کرو اور سفر سے بے ازا اور سفر فرائیم کرو۔ دنیا پر آخرت کو ترجیح دو۔ ایسی بات ہر گز نہ کہو جو تھیں جلوں نہ ہے۔ اس رواہ پر ہر گز قدم نہ رکھو جس میں مگر اسی کا اندیشہ ہو۔ کیونکہ وادیِ ظلمات میں سرگردان چرنسے ہتھی ہے کہ اسے ترک کر دیا جائے۔ بھلانی کا حکم دو تم بھی بھلے انسان بن جاؤ گے۔ الگ مکن ہو تو میرکو

کو دینا جس طرح تو پاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کرے۔

خدا ترسی کی تلقین

اندر کے خلاف فرقہ زیننا، یونیورسٹی
میں کتابیں اس کی ناراضی سے بچنے کا طاقت
میں اور نہ تو اس کے حقوق و حرم کی حفاظت۔ باہر جا سکتے ہے مجھی کو معا
کر کے کعب افسوس نہ ملنا اور نہ کسی کمزادرے کے خوش ہونے پر اپنے
کو غصہ کی الگ کی بھی نہ بنانا کہ غصہ اپنے دامن میں کوئی بھلانی
نہیں رہتا۔

لوگوں سے یہ زینہاں میں حاکم و امر ہوں اس لئے میرے
دھکاں پر سیسم غم کرو۔ تیرے اول خراب ہو جاتے گا۔ اور حکومت
میں انتقال را پائے گا۔ اگر اختیار و اقتدار کا شرط مجھے بدست
بانے لگے۔ تیرے دل میں خود نہ کر دی بلکہ یہ بھی اٹھو۔ تو اللہ تعالیٰ
کی اعلیٰ عظم و طاقت و حکومت پر نظر ڈالنا چاہو۔ ابھی کائنات پر بھی طویل
اور جس پر مجھے ذرہ بھر اختیار نہیں ہے۔ تیری عقل و ذراست کا توانا
درست ہو جائے گا اور تیرے دل میں سکون و انکسار ہو جائے گا۔

دیکھو! اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی عظمت و شدت کا مقابلہ نہ

بنانا اور انہل اور انہلوں کے حقوق کا احترام کرنا۔ اور اپنے تم
نیعنیوں اور رشتہ داروں کو بھی اس کی تغییب دینا ورنہ تو اپنے
بڑھی طلب کرے گا اور خدا اپنے اور بھی۔ ظلم سے بڑھ کر نہ کوئی چیز
انسان کو اللہ کی رحمت سے محروم کرنی ہے اور نہ اس کے غصہ کو
ٹھیک کرنے سے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کی فسرید منتاس ہے اور غلام
کو پکڑ لیتا ہے۔

عوام اور حکومت

امورِ حملت میں انعامات قائم رکھنا، چند
لوگوں پر عوام کے اطمینان کو فرمان نہ کرنا۔
دین و حکومت کی احتیاطات عوام میں وسیع دشمن سے جنگ کرتے ہیں
اس لئے ان کے ساتھ قریبی ربط رکھ اور ان کی خوش حالی کی نکاریں
عوام کمزور یوں سے پال نہیں ہیں اس لئے حتیٰ الامکان انکی
کمزوریوں کی چھپا۔ اللہ تیری کمزوریوں کو عوام کی نظریوں سے چھپا۔ ایسا
عوام اور حکومت کے درمیان لفڑت کو پیدا نہ ہونے چاہئے۔ اور اگر
کشیدگی پیدا ہو جاتے تو ان کے اسباب کا قلع قلع کر۔ ارتقی اڑاتی
باتیں بیان کرنے والا درست کے بھیں ہیں دھوکہ باز انسان ہوتا ہے۔
مشیر | بخل سے مشورہ نہیں۔ وہ تیری فیاضی کو فحصل کر دیتا ہے۔

حدود و تہاری طرف سے ہوتی بھی رہے اگرچہ تو لوگوں کے
حقوق ادا کر دے تو اپنے حقوق کی ادا میں بھی کر سکتے ہیں۔ باہت ہی
کبھی جو جلتے ہو جائے کم ہی کیوں نہ ہو۔

دل کے لکھتے اپنے ہاتھ سے ملائی داد راستے ہیں ایک بہت
ہی دشوار اور تنگ ہے۔ ایک کاٹوں سے بھرا اور مسائب آلام
سے فری بے۔ اس میں خوشنا اور دل را اشیاء معدوم ہیں بخشیدہ
کام اہم نہیں۔ لیکن اس راه کا، اسی جست ہے کچھ کا درجہ را کی
خوبصورتی میں کیس کرے گا۔ یعنی خدا کا راستہ ہے۔

دوسرے راستے کشادہ میں سامان لفڑت سے بھرا ہو اپنے عیش
عشرت کی شیاں موجود ہیں۔ ہر طبقہ کی تینیں اور لذتیں ہیں۔ غم و لذت
کام اہم ہی نہیں۔ تکلیفوں کا تکڑہ نہیں۔ لیکن اس کا انجام چھپا۔ چھپا
ہام سے بھی راستے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ طاقت، کار استہ ہو۔
آج ہی اپنے کو ایک راستہ تھیں کرو۔ انجام کار
سچ لے۔ دریز بیرونی کو حکومت کے بعد کوئی مقدار پڑھا۔ نہیں دنیا
میں لوٹنے کی گنجائش سے گی پھر کہتے افسوس لکھا چڑھا۔ روز دنیا ۱۵

حضرت علیؑ کا فرمان

کوئی رہنا کریم رہا ہوں، جو ماضی میں
ایجھی اور بُری دفعوں طرز کی حکومتوں کا تحریر کر چکا ہے۔ عوام اسی نگاہ
بیعت سے تیرے اعمال و کرداد کا جائزہ میں لے سکتے ہیں تو اپنے
بیشروں کا جائزہ لیا کرتا تھا۔ وہ تیرے سخن و بیکی پھریں کے جو کچھ
قانون کے بائے ہیں کہا جاتا۔ فی الواقع عوام لوگوں کو اچھا کیوں
میں جو اچھے کام کرتے ہیں۔ عوام ہی تیرے اعمال کی کسوئی ہوں گے
اس لئے بچھے اچھے اعمال کے بیش بہا خرزوں کی تشنائی کی چاہیز۔ اپنی
خواہشات پر قابل کھو جانے کی تھیں صاف گفت کی اُبھی ہے۔ اس
سے باز رہ۔

اپنی حکومت میں بستے داں۔ لوگوں سے جو بت کر نہ اور اسکے
ساتھ لطف و عنایت سے پیش آتا، ان سے وحشیان سلوک نہ کرنا
اور ان کی نیکیت پر تمدن درجناء۔ حملت کے شہری دوسرے کے ہوتے
ہیں۔ ایک وہ جو تیرے دینی بھائی ہیں اور دوسرے وہ جو دونوں کے
لمااظ سے تیرے بھائی ہیں۔ ان میں کمزور یاں بھی ہیں اور دو
غلبلیوں کا اونکا بھی کریں گے۔ لیکن تو اخیں اسی طرح معاف

ہو گی۔ ارباب علم و دانش کے تحریات سے استفادہ کریں اور اُمورِ مملکت میں ان سے مشورہ کریں۔

مختلف طبقات اعوام کے مختلف طبقات ہیں۔ اندھہ فرد کی اور کوئی بھی دوسرے سے بے خواز نہیں ہو سکتا۔ ہمارے پاس وہ فتنہ ہے جو اللہ کے سپاہیوں پر ٹھیک ہے۔ ہمارے پاس خدمتِ عامت کے افراد ہیں اور ان کا عمل ہے۔ ہمارے پاس الملاک ہیں اور افسران تعلقاتِ عامر ہیں۔ خود عوام مسلموں اور ذمتوں پر مشتمل ہیں۔ ان میں تاجر ہیں، صنعتی ہیں، اداری ہر فریں۔ بس بڑھ کا اور سائکن ہیں۔ اور اللہ نے ان کے لئے جو حقوق

فتنہ القتل اور قیدِ زیرین کتاب حدیث کی ایک دارو قیدِ زیرین کتاب حکمی بارہیں ہوں گے۔ بلکہ اس کے بر مکن تیری مدد اور قوت کا باہت

فرجِ لوگوں کے لئے نہیں کیا تھا کہ اگر ابن تمریکیہ مدرس کیا ہو جائے۔ حدیث بے شہر و محقوق جناب خیر حمید اللہ نے ایڈٹ کیا ہے اور تو ہی باشرائع ہوا ہے۔ شرعاً میں ان حدیث پر لا جواب مقدمہ ہے اور صدیقوں کو روش تائیری سے چاہیکہ مقابل کے صفحوں پر ترجیح اور تصریحی نوٹ دینے گئی ہیں۔ اسی حیفہ کی وجہ سے مسلموں کی صحت کی اصداقی بیویتی ہوئی۔ صحیفہ کہاں کی کہ لا۔ ایک تفصیل ہی کتاب ہی میں دیکھئے۔ رسول اللہ کی چند مکتوب بات

مقبرہ کے فوٹو جیسی شاہی کتاب ہیں۔ کاغذِ محمدہ سفیدہ۔

پاہی و شمن کے مقابلہ میں ملاقت ورثت ہوتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خصیں

شہرِ مکران میں کیا تھا اس سے۔

پہنچنے والے آئندہ آن۔ مجلد للیعر۔

اور جبھے افلوس سے ڈرائے گا۔
میورل سے بھی مشورہ نہیں۔ وہ تجھے تیرے ہے اگر کم پھیں
لے گا۔
حریص سے بھی مشورہ نہیں۔ وہ تجھے حرص و آزار کا پہنچا۔
اور نظامِ مذاقے گا۔

بکل بزدلی اور حرصِ انسان کو اللہ کو تو کسی موجود کر دیتی ہیں
لیے لوگوں کو اپنا مشیر بنانا جو خالقِ عالم حاکموں کے مشیرہ پڑے
ہوں۔ اور ان کے جرائم میں شرکت کر چکے ہوں لیے لوگ بدترین شر
ہوتے ہیں۔ تجھے ان سے بہتر ادنی میں سستے ہیں۔ بخدا میں اور دو دانش
ہیں۔ گناہ سے پاک ہیں۔ جھوپوں نے کسی ظالم کا علم
میں شرکت نہیں کی ہے ابیے آدمی تجھ پر
کبھی بارہیں ہوں گے۔ بلکہ اس کے
بر مکن تیری مدد اور قوت کا باہت
ہوں گے۔

انہی صاحب ایسے
لوگوں کو بناؤ حق پسند اور
خدادرس ہوں اور جو خوشابدی
اور چالپوس نہ ہوں۔ خوشابد
اور جھوٹی تعریفِ انسان کو مزور
اوہ تمرد بنادی ہے۔

نیک و بد کو جیساں نہ کھانا اس
کیسے پر دلیر ہے جانتے ہے کا اور بد برائی
کیسے پر دلیر ہے کا جو جس سزا کا سبق ہے جانتے ہے جسی سزا ہے۔
حکومت اور عوام کے دریان باہمی اعتماد اور خوش خجالی صرف فیاضی
الصفات اور خدمت سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے لوگوں میں خوش
خیالی پیدا کرو۔ اگر تو ان کے ساتھ بد ملوبی کرے گا تو وہ تجھ سو نارہش
ہو جائیں گے۔

ہمارے پیش روؤں کی تمام کردہ بلند روایات کو نظر اندازہ
کرنا، نہ کوئی ایسا قدیم اٹھانا جس سے ان بلند روایات کو نقصان پہنچی
جیں۔ لوگوں نے وہ بلند روایات قائم کی تھیں، وہ تمام سے فرازے
جا چکے۔ اب اگر ان میں خطل و اقع پوچھا تو اس کی ذمہ داری تجھ سے پر

کی جائے کہ جس سے علمیات زیادہ سر زد نہ ہوتی ہوں۔ جو صراحتاً تقدیم پاسنے کے بعد اس سے محفوظ نہ ہو۔ جو خود غرض اور حریص نہ ہو۔ جو مطلع کے لیکے پہلو کی جانب پڑتال کے لیے فحصلہ نہ دے۔ جو کسی لوں کے دلائل سے متاثر نہ ہو جس کا فحصلہ غیر وابستہ ادا نہ ہو۔ جسے خواہ مگر ادا نہ کر سکے۔ دیکھو جیسے جس کے اختاب میں بخت انتباہ کی ضرورت ہے۔ پسی دہ ڈرامہ ہے جس کے حصول کی متنازع ہیں اور خود غرض لوگ کر ستے ہیں۔ اور جس سے اپنے مقاد کو قوتیت پہلیتے ہیں۔

عہدیدار در میں عہدیداروں کے اختاب میں بھی انتباہ کی ضرورت ہے کسی شخص کے مقابلے تقریبے پہلے اس کی صلاحیتوں اور اہلیتوں کا امتحان لینا چاہئے۔ ذمہداری کے مناسب پر کسی شخص کو ادا تعلقات یا اشارة سوچ کی بناء پر مقرر نہ کرنا یونکہ اس کا نجماں نام اضافیوں اور بد عنوانیوں کی محدودت میں رہنا چاہیے تو اس کے مطابق اس کے ارادے کیلئے مناسب کے لئے تجربہ کا راست ہیں اور طبق افزاد تجربہ کرنے جانے چاہیں۔ ایسے لوگ آسانی سے حرص و آذ کاش کار رہ نہ ہوں گے۔ اور اپنے فرائض عموم کی نظر و ہدایت کے لفظ نظر سے سزا نجام دیں گے۔ ان کی تجویز ہوں ہیں اضافہ کرنا تاکہ وہ اہمیت کے ساتھ زندگی سرکریوں اور اتحادوں کی آمدی پر دامت درازی نہ کریں۔

ان کی خصیٰت کو ایسے کہلئے دعا شعار اور ندائی است دار آدمی مقرر کرنا تاکہ وہ دیانت اور اخلاق کے ماتحت اپنا فرض ادا کریں لیکن جب کسی سے بد دیانتی کا ازالکاب ہو اور خفیہ گران اس تک جرم کی تصدیق کرو ہیں تو اسے سزا دے۔ سزا جسمی ہونی چاہئے اور پہلک طور پر دی جانی چاہئے تاکہ وہ دیساں کی نگاہ میں ذمیں ہو کر رہ جلتے۔

اسراف اپنے اٹاف میں لیے آدمی مقرر کرنا جکا بدار مبنی ہے اور جو قابلِ اعتماد ہوں۔ جو اپنی پورشن سے خارجہ اٹھا کر تیرے خلاف نہ ہو جائیں، جو اپنی ذمہداریوں کو حسوس کریں اور ملکت کے مقاد کو نقصان نہ پہنچائیں، کارکنوں کا تقریب اپنے اوپرین تاثر رکھنے کرنا۔ کیونکہ بہت سے بد دیانت اور جرم نائزیت یا فتح حاکموں کی ذمہ دانت کو فریب دیتے ہیں اتحاد مدت معدید تک کام لینے کے بعد ہو ناجاہیتے۔ دیکھو اپنے اٹاف کی

ہیں ہو ملکا جب تک کوئی حکم پیش نہیں امن مسلمین پڑی تسلی۔

فوجی افسروں کا تقریب افوج میں ان لوگوں کا تحسیں خیال رکھنا ہو اللہ اور اس کے رسول کے طبق اور اپنے افسروں کے قابوں میں۔ جذبات پر قابوں میں۔ اور عقول تقدیم اور اختراع و سمعت قلب کے ساتھ برداشت کریں مکاروں کی مد کریں اور طاقت ورگوں پر کریں۔

دیانت شعار بہادر پاک کردار، فیض مدن اور دعا شعار لوگوں سے گھر سے تعلقات رکھنا اور ان کی خبر لیتی اپنے بچوں کی طرح کرنا اکنہ بھی لوگ معاشرے کی جان ہوتے ہیں۔ ان کی جھوٹی سے جھوٹی ضروریوں کو پورا کرنا۔

ایسے شخص کو امیر علیہ مقرر کرنا ہو اپنے ادمیوں کی مد کرنا اپنا فرض بھے، جو ان پر در میں افسروں سے زیادہ ہو رہا ہے۔ اور جب وہ اپنے مکاروں سے دور ہوں تو ان کے مکاروں کی کھداشت کرے۔ اس پوری فوج علم و سرعت میں ایک حد در میں کی سماجی ہو۔

حکام کی حقیقی سرست و راحت اور سلامتی اس میں ہے کہ مملکت کے اندان اضاف کا دور دورہ ہو۔ عوام کے ساتھ ان کے تعلقات محبت اخلاص اور احترام پر بنی ہوں۔ در میں کوئی انسان کو ظفر اداز نہ کرنا اداکاب غلطی در میں پر نہ کرنا۔ جس شخص کا امن میں سے خالی ہو اور صرف خاندانی دفاتر جس کی بیانیت پر ہو، اسے عامہ سے زفرازنا۔ لیکن ایسے شخص چاہیے وہ اونچی حیثیت ہی کا کیوں نہ ہو، الگ ٹیکے بجھے کام کرے تو اسے مناسب اندام عطا کرنے سے باز نہ رہنا۔

خداد اور رسول کی اطاعت [الرَّبُّجَهِ كَمِيْعِ الْعَالَمِينَ] پر تو رہنمائی کے لئے خدا اور رسول کے رسول کی طرف رجوع کر۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

الْعَالَمَانِ دَلِيلُ اللَّهِ إِنَّمَا كَوَافِرُهُ عَوْلَى اور اپنے میں مدد اسی امر کی اطاعت کر دیا جیسا کہ تمہارے دیانت اخلاق پر بیسا ہو جائے تو اس کے رسول کی طرف رجوع کر دیا۔ اللہ کی طرف رجوع کرنے کا مطلب قرآن سے شورہ کرنا اور رسول کی طرف رجوع کرنے کی صحیح احادیث کی پیدا دی کرنے ہے۔

لوگوں میں کسی شخص کو حیضت جسٹس مقرر کرو وہ صلاحیت و عدالتیم [الْإِيمَانُ كَمِيْعِ الْجَاهِلَيْنَ] میں بھریں ہو۔ جسے مرغوبت

درجہ ذمہ دہی

دہوئی ۱۹۵۷ء

ڈی میر جب بستے
پڑتے اب سے بارے منہودا راست
وہ تکنیک سنتا کر رہا تھا لئے وہ بے
دریہ کو پہنچا لے رہا تھا کہاں تھا لئے
بہتھاں کر رہا تو اور کی پہنچا۔ اب آپ
سرست دش میڈیاں کاٹ کر پہنچیں
وہی جبار اکیشن کاٹ کر پہنچیں
وہی لی سواد کر پہنچا۔ وہیں صد
جتنی سوچائی اور کہتیں اسی سوچ وہ نہ
صیغہ کھٹکتے۔ تھا شایدیں تھاں ۲۶
تھیں بازار کا ہے جو ۴۰۰

آنکھوں کی روشنی کے لیے
صرف
ایک پیسے یوں سیہ کا خرچ!

براہ راست منگانے کا پتہ ————— دار الفیض رحمان دیوبندی رہنماء پر

بعض شہروں میں درجہ ذمہ دہی تاجریوں سے مل سکتا ہے

ان سے خریدنے میں آپ کو ڈاک خرچ کی کفایت ہو گی
حمد را بادکن۔ محمد علی کھنلوی تاجر عطر، متصل بھلی کمان جملی۔ اعظم گڑھ۔ حکیم مولوی بشر الدین دواجن ریونی کو پاگئے۔
دریگل دکن:- افضل استوریں کاب گھر، خذیصوم علی۔ گلکتہ:- عبدالحید صاحب عزی ۱۳۵۵ کیشہ چند رسین
اشریف۔ گلکتہ:- ٹھانے بک ڈیپو ۱۷۰۰، لودھیت پور روز۔ اعظم گڑھ۔ ابوالحسن مولوی بشر الدین صاحب
اچھی ہمسد م دا خانہ ستونا تو بھجن۔ راجستان:- محمد عاصم صاحب دا خانہ غزیز۔ نیسا کنوں یہاں یہاں نیسا۔ راچی بھار
الہامیہ الدین صاحب براٹو۔ رام پور اسٹیٹ:- بناء نیس دو لے خانہ صاحب محلہ کترہ۔ علی گڑھ۔ محمد عاصم الاسلام
قہقری دینیات مسلم یونیورسٹی۔

تھیں

ہے از خفاش کمانی

ریو دن راست طرفت میں بہت ہر زمکھاںی
 مگر اب غیر سے یہ باستہ ہے داریں سہے کام
 نہ روم من بجست آں رہ اُر قاؤ راہ مسراںی
 ملکا ذکر تو گوئی کہ تو پا کی وحشت ای
 طلب و صلیں تیری میں بتوں عشق مجسم
 یہ تھاٹے کہ جیسا تک کر سوہ دم میں مرے دم
 ہر تو میسد ذکریم کہ ہے تو حسد مسراںی
 کوئی کعبہ کا ہے مانکن تو گیا کا کوئی باشی
 ہے دے متفق اک بات پہ ہر ای مسئلہ ای
 نہ تو خیری نشینی نہ تو کاہی نہ سزا ای
 توئے اور اک سے بالا تو ہے اندر نیشنے سے فاقہ
 دہ سچے دل ہی میں پائیتے ہیں جو ہیں توے شاق
 نعمت ای نہ منازل نشینی نہ بپاٹی
 کوئی ہنسدی ہو کر شایعی ہو کر ہوتا زی
 جو ہے اس راز سے واقعہ دہی لے جائیکا بازی
 نہ تو ہے جان سے زندہ نہ تو رخساں ہے کوئی شن
 نہ تو فرزند ہے تیرے نہ کفوٹ نہ کوئی زن
 کروں ہر لحظہ شنا تیری بھی چاہتا ہے جی
 نہ یہ قدرت ہے قلم کی نہیں طاقت ہے زبان کی
 نہ تو ان شریعوں کو درشیج نہیں ای
 جو تھی ادھم و تیری دھن انھیں دلو ای تھی
 بھی فراری سمجھتے تھے بایں ایشان ایسری
 تو مس اندرا فضیلی تو سے اوار خدا ای
 دہی ہم تھے نہ سوا تیرے کمی سے بھی مددی
 تیری رحمت میں پھر اب بود کیتے لہتہ اصلی
 ممن المدد تو گوئی کہ مس ادار خدا ای
 یہ خفاشیں گھنگار کو مرشد سے کامیں
 کو کرے اے اک جنڈ اونچ جہاں کوئے طردند
 رہے ہر وقت ہیو دن پڑ بستا کر زبان پید
 لب دندان ستانی ہر تو حید تو گوئیست
 مگر از آتشیں دوزخ بودشی زند رہا ای

جناب پر حق کے موقف حمد و شکر پر کل نظر کو

اشر علاؤ الدین ندوی

یہ مضمون بر ق صاحب کے ایک مضمون سے جو اب ہیں لفھائیا ہے۔ بر ق صاحب کے اختراءات کا بھل دال خود جواب سے ظاہر ہو جاتے گا۔ لیکن حقیقت حال کو کچھ کے لئے ماضی ہو گا کہ تھوڑا استعارت جناب بر ق صاحب کا ظاہری سے کروں۔ خود ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں:-

"بروسوں سے مانیت کے تعاقب میں ہوں اور ملائیت میرا شکا کھیل رہی ہے"

ان کے نزدیک اگذشتہ تیرہ سو سالوں کے تمام ائمہ حدیث فقیہ علماء اور اولیاء الرحمہ کا مقام یہ ہے۔

"لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس! ایک مرید کی فکر کے سلسلی اور تری کا دورہ کرستہ ہو اور جب وہ تری چھوڑ کر رہا ہے تو لے رہا کافی چھوڑ دیں تو تم پر افسوس!

عام حدیث اور تری کہ نویں تو کیا بخاری وسلم بھی ان کے نزدیک جھوٹے اتنی اور دین سے بے خبر ہیں۔ معاشرے کا لئے میں ان کا خیال ہے کہ کسی بھروسے کی طرف نہیں کہو دیں وہ بر ق صاحب، اس تدریس سے سمجھنے کے بدلے
کے بعد اور دراجم ہیں جو کہ کھدیاں لیں کہ بخاری میں ہے، وہ حدیث ہیں تو اس بھی کو انھوں نے اپنے "دوا اسلام" میں ملکہ پر اس طرح پیش کیا کہ "ام بخاری کو کچھ جو لاکھ حدیث یا وھیں ان میں سے تپ نے صوت ۲۵۰۰۰ انتخاب کیں"۔ اس سے آپ نے یہ دکھلنا چاہ کہ میں حدیث کا اتنا بڑا عالم ہوں کہ بخاری کی ایک حدیث کا شمارہ رکھتا ہوں۔ حالانکہ الگی صاحب اور دراجم ہوں کی وجہ سے اصل بخاری کو ملکی تو کیا صرف ایک بڑا چاربھی دیکھ لئے تو اپنی اپنی اس تاریخی علم کے حصیں خدا تعالیٰ نظر آ جاتے۔ وہ جان پیٹھے کر بخاری نے لاکھوں حدیثوں میں کوچار ہزار حدیثیں بھی انخاب کیں۔ بلکہ ۲۵۰۰۰ کی بھی تکرارات کے لحاظ سے ہے۔ اور بعض اعلیار سے یہ نوہراں تک پہنچی ہے۔
ان کی دیانت و ایمانداری کا حال یہ ہے کہ حدیث پر اعزاز میں کرنے ہوئے ہے تو "ترجمہ مدبہ" کو دیکھتے ہیں۔ نوہراں میں حدیث تلقین کرتے ہیں۔ سب اپنے مطلب کا لکھا ایسا نہیں لیٹا رہے ہیں بلکہ اپنے ایک مضمون بھائی جس میں جملہ تھا۔

"دیکھو طلو! تم جو کچھ ہے تو یہ قبہاری بھول اور مگر ایہ ہے
اپ بر ق صاحب فرید کے متعلق کہیں گے کہ۔

"لیکن چھا بخت زید نوروزہ کو ضروری بھٹکلے ہے تریخ و قدرت کو کہ
اور دلیل میں پوری جبارت نقل کرنے پر صرف شروع اور اپنے کو دے الفاظ پھیل جاتی ہے تو ہر سے پہنچتا ہے کہ یہ بھتہ زید کا
ہمیں ملکہ کا ہے اور زید کو اس بھتہ کو گمراہی فرا رکھنے کا زمانہ ہے۔

یہ نے صوفی سی مثال دی۔ برق صاحب میر، اگر وہ اپنی تجھی کی اس کی فکاری دیانت اور شرافت دھکی ہو تو ”فتنہ انگار“ کا سطر پر نظر نہ کتاب مانظر زبانی جاتے۔

برق صاحب نے لوگوں کی نتاںیں پڑھتے ہوتے ایک کلم مسلمان پیش کیے سنا ہے کہ بخاری مسلم اور حجۃ القتب سے جو جبارتیں مصنفوں پر دعویٰ کے شوہر ہی پڑھتے کریں اور اصل اور حقیقت کلہے۔ ان ہیں کو الفاظ بالچلر چھوڑ دیا گیا ہے۔ وہ اپنے ساتھ ولائقے سے مل کر کیا فہم دیتی ہیں۔ بچاۓ کے عوام اعلیٰ۔ نے باعت پڑھنے کے خلوص کے ساتھ، ہوکر میں آجائتے ہیں۔ اور محمد شیخ دا تر سے انکی بدگایاں اس حد تک پڑھ جاتی ہیں کہ بخاری و مسلم صوری کتب کو بھی وہ صفت کی خواہش و تقدیم کے مطابق بعض ”غوریات“ پڑھنے لگتے ہیں۔

الرجو ہے علم نے ایسے دکاروں کی تحقیقت ہو ابی کتب میں خوب۔ غلبہ کھولدی ہے۔ لیکن اس کا کیا علم چھپنے کے لئے دشمن و جاسوس سے بچنے پر وہ ہر کریں وہ مسلم، بخی ہی اسکے جملے میں اور ایں علم جو ہے میں کہ ان کی بہت سے برقرار رواحیت پر توجہ دینا ترک کریں۔ اپنے آدمیوں کے ساتھ ان کی کوئی ایسی خوبی اسے جس کا تواب اسی ایں علم نے نہ دیا پڑا۔ من خیریتے احادیث کی تصریح درج پر تومُ علم مسلموں کو جان لینا چاہئے کہ اس تحریریں عز و اثر تسبیح خیانت اور عیاری سے کام لیا گیا ہے جس سے بچانے کے علم عوام نہیں پہنچ سکتے۔

ایک نکتہ ہے۔ آپ کو بتاؤں جو اپنی حضرات کی کوئی بھی تحریر پڑھنے ہوتے۔ آپ کو کام ہے کہ۔

”دعاً مسلم“ اور ”دعاً مسلم“ کتابوں سے دفعہ ہوتا ہے کہ اسلام کو ہر طبقے اکابر چینی کی تاریخ میں یہ لوگ خدا کی دشمن و شہادت کے عالمیقروں میں نہ کلتے ہے پر وہیں چنانچہ آپ۔ اور اگر تحریر میں دیکھیں گے کہ مسلم ایضاً مخفی علمیہ مخالف کو غلط اور اغوا تباہ کرنے کے لئے بخاری کو ہم اور حجۃ القتب دیکھیں کہ ما تاہل اعتماد فہول گراہ کن اور کذبے۔ واثقہ کا لذہ تراویں میں لیکن دوسرے ہی مائن میں پڑھنے والوں سے ثبوت ہیں۔ ان ہی نتاںیں اعتبار کرداں اس سے عوائدیں گے اور ان ہی کی روایتیں سے صحیح پڑھیں گے۔ گویا ان کا میعادہ ہے چونکہ حدیث کی کتابوں میں جو راویتیں ہائے خود ساختہ دعویوں اور کفر آمیز عقیدوں کی بھی بھی نوعیت سے مدد کر سکتی ہوں وہ تو بالکل درست اور واقعی۔ فیکن جو میں علم سے کسی غنیمتے کی تسلیم ہو گئے وہ اخواز گھری ہوتی۔

ایسے لوگ اگر ریاست و طلب سے ذرا بھی بڑھ رہے تو ان کا غرض ہاں اپنی بخی خوبی میں بھی موافق پر کسی بھی کتاب پر تابع باحدیث کا وارث ہوں۔ بلکہ بعض عقل اہل سنت سے کام کریں۔ کوئی بکریہ، بخاری و مسلم صوری معا پر وہیت بھی تلفظ قابل اعتبار نہیں ہے تو نہیں اور کوئی کتاب سے جو کسی بھی درصد میں قابل اقتدار پڑھ لی جو۔ کتاب تو کیا ”دعاً مسلم“ میں برق صاحب نے اپنے دالیل قرآن کا ذکر کر رہا ہے تو اسی سے باشے میں اٹھیں چاہئے کہ اس تذکرہ کو کتاب سے خاص کر دیں۔ کوئی بخاری و مسلم کی اکثریت و تشریف دیانت پر جو حقیقت سے وہ اخراج میں ذہانت ہیں اس حقیقت سے اپنی خود اپنے داند کے ہارے ہیں جو محض شکوہ ہونا چاہئے کہ وہ واقعی ان کے والد ہیں یا نہیں۔ آخر اکھوں دیکھی شہادت تو برق صاحب کے پاس موجود نہیں کہ داعیہ اُن کا دچو دنلار گھس ہی کے ھلاتے ہو اپنے۔ خصوصاً رواتا وہ جلتے ہیں ایسا کام میں ان کا کام ہے۔ روایات بخاری کا بلکہ دعیں اور صورتیں اور بھکری ہیں تو برق صاحب کے داشت داروں کی کیوں بھوٹی نہیں ہو سکتیں۔ آخر ہے داشت دار بھی تو حیثیم دید شاہنہ ہیں۔ بلکہ اُنکی اور دعیا سے کہے ہیں کہ فلؤں فلؤں آپ کا کام ہے!

برق صاحب، اور ان کے ہم پیارا لوگوں میں دراصل ہے اخلاقی حرارت تو ہے نہیں اور صراحتاً اپنی اسلام بیرونی اور احادیث حقیقت اور تذکرے پسندی کا اعلان کر رکھیں وہ ظاہر ہیں۔ نہیں آپ نور قرآن کا عالم اور رسول اللہ کا دروازہ بتاتے ہوئے۔ اس میں اُسی دین کی دعویٰ تھی تھیں جو مغرب کی دشیں ایسا جو حقیقت ارضی ہے۔ دو گوئیں کو اپنیجا ہے۔ اُن کے دل و شفیع پر بخاری و مسلم کی دو بخی چھینیاں اور اپنے کلاؤں کی چکلے دیا ہیں اور درون کی تکڑے دیا شاندزندگی اور مذہبی ترقیات کے مظاہر اسی طبق سلطنت برق صاحب کے ہیں کہ اسلام کی تمام قدریں پڑاگر کر دیتے ہیں۔ اس کو راجح کرنا چاہدے ہیں جو کاہدی ترقیت بخوبی سنبھل کر لاتے ہیں۔ قرآن کے خادم، ماشی ہوئی کادبوی کر رہے ہیں۔ وہ قرآن کے ہر اس سے کامنہ کر کر ہوئے ہیں۔ اس سے امداد اور رسانی اور تجھیت توں بخوبی ہوئے ہیں۔ اس کے نزدیک ہے۔

کا کارکن ہوں اور نہ پھر دو۔ اور اسی حضور کے ذریعہ زیرِ مذکورہ کا
وجہ کسی کی حیات کرنے ہے اور نہ طے سبب کسی پر گندگی آئیں جو اسے دیکھ
میں نے جو کچھ بھول ہے اور جو کچھ یہ رہے تو دیکھنے پڑے اسی کا انتہا کو کسے
کی کوشش کروں گا۔

اب اصل حضور کی طرف آئتی ہے۔
نا مذکور حضور نگار لفظت پر مذکور کے شفعت خام وحیدہ ہے
تھا کہ دیہہ دعیٰ فتنی ہے اور اس پر قرآن کی طریقہ ایمان اللہ عز وجلی کو
وہی کو موحّہ است دیگاری و مسلم وغیرہ، اور اس کے لئے امام الکتب کی وجہ
قطعی و تسلی ہے۔ مذکورہ بالاقتسام کا جیسا شکر تعالیٰ ہے تو قیامت ملکہ
اہل سنۃ والیماعت کا پہلے عجیٰ و حمیدہ خفا اور اس کی حدیث اسی وجہ
ستہ ہے۔ اور اس سرخواست میان شاہ ہے۔ اس کے شفعت لیکن تینیں
بلائے ہوئے ایسیں فرانز کریم میں موجود ہیں۔ چاہیز ماں ایسا۔
وَسَيَأْتُنَّ عَنِ الْخَوْرِ إِنَّ هُوَ الْكَارِثُونَ وَسَيَحْسَدُ دِينَنِي
جایا دیوبول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے کبھی نہیں فریاد
نمکروہ خدا ہی کی جو ہی وجہی و دینی ہو تو۔ ہے۔

وَسَيَقُولُونَ "امراً نے خدا بنام رسولنا عبد المکرم حضرت مسیح ایمان دیواری
کی زبان کیا کہ میسادی اور بیدب اور دیوبول قرار دیتے ہیں تو اس کا مجھ پری نظر
کی زبان اتنے "اہل سماں" کی تھیں کہ اس کا مذکور حمیدہ خفا اور دیوبول
زیر تھری و حضور میں و خواست میں دیانت داری سے نقل کئے گئے تھیں
حیثیت یہ ہے کہ جایا جو کی کتاب میں اس کا غرض مجھی نہیں ہتا۔
بیناگاڑ اور دیوبول علم چو گا۔ کاش انسان دیوبول کے من آئیتے پہلے
خواستی گریاں میں مدد اکل کر دیکھ لیا کرے۔ اور کاش نی مذکور حضور

مذاکر اکثر الشیشیوں و خداوہ و مذاکر احمد و مذکر
قائل تھوڑا دینی رسول تم کو جو دیں وہ میں سے وہ نہ کوئی کہلے
تو اس سے رُک جاؤ۔

چھڑیک ایسیت میں فسریا گیا۔
مَنْ يَطْعَمُ الْأَرْجُوْنَ فَقَدْ أَطْعَمَ اللَّهَ - دینی ہر نے
رسول کی اماعت کی اس سے الشیشی کی اطاہت کی۔
مذکورہ بالآیات میں کیٹھی نظرِ حلاجی نالیاں اور عقاۃ کا
یہ ایک سلسلہ قائمہ کیتھی ہے کہ اس حضرت علی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول
اور فعل قانونی جیشیت رکھتھی ہے۔ اور شیخہ مائی ریچ جاتا ہے۔ سچ

وَزَجْرِی بِلَادِهِ کا ز سالہ مفتخر اور چنان لا بول نظر میں سے
گزرا۔ اسی میں جایا دیکھنے علام جلالی برحق کا مذکور حضور بن عوان حدیث
کے متعلق سر ا موقف "مجھی پڑھا۔ اتفاقی کی بات ہے کہ اسی دوستان
میں راقم حضور جایا اختار احمد علیہ تصنیف "نعت" الحکار حدیث
کا مختصر پر مختصر" کا بھی مطالعہ کر رہا تھا۔ جایا اس کے مذکور حضور کو پڑھ
انہیں تھا۔ ہزار کس طرح کتاب مذکور کا اور تو اور ربان بھی اپنی
سچارتے اڑی بھتی لکھ رہا۔ یہے وہ دلائل جو اس کتاب میں جیسا ان
کے گئے ہیں تو ان کے متعلق بھی فاضل حضور بھگار کی راست اپنی تھیں
ہے۔ اور انتہا میں کے متعلق تو قریبی دیا گی اس سیان و بیان سے
ظیمہ کو کے قفل کئے گئے ہیں۔ جایا اسکی میں نے اس کتاب کو بھاہے
ہیں اسی تجھ پر سچا ہوں کہ جایا۔ مجھی سے سو وقت ایک انتہائی میڈال
کتاب خدا کے سادہ سی پیش کی ہے۔ اور وہ اس کے کہلاتی اتنی صاف بھار کی
بھی ہیں۔ جایا اس کتاب کی زبان کا شفعت ہے انتہائی صاف صادہ
اوکھی ہادر مذکور ہے۔ یہی مال اقتدار میں کا بھی ہے کہ انتہائی
دیانت داری کے ساتھ ایک اعلیٰ نظر کیا گیا ہے۔ اور اگر نی مذکور حضور نگار
وَنَعِیْتُ دِوَلَمْ "امراً نے خدا بنام رسولنا عبد المکرم حضرت مسیح ایمان دیواری
کی زبان کیا کہ میسادی اور بیدب اور دیوبول قرار دیتے ہیں تو اس کا مجھ پری نظر
اوکھا شاید جایا کو بھی ہو گا۔ نعت اکار حمیدہ خفا اور دیوبول
کی زبان اتنے "اہل سماں" کی تھیں کہ اس کا غرض مجھی نہیں ہتا۔
بیناگاڑ اور دیوبول علم چو گا۔ کاش انسان دیوبول کے من آئیتے پہلے
خواستی گریاں میں مدد اکل کر دیکھ لیا کرے۔ اور کاش نی مذکور حضور

بھی اور ادھر ہوتا تھا ان کو کھلایتا
قریش دقاکا تو نکتب مغلب شئی
سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم و سلم و سلم و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
والرسٹا خادم مسکت خالکتاب
ذلک کرت ذلک لرسول اللہ
علیہ وسلم ذاؤ ما باهی بعیض
اللّٰہ قیلہ و قال اکتب فواللہ
نفسی بیدہ و ماخروم حصہ
اللّٰہ بالحق دراری جلد اول مدد اعلیٰ فرطہ چھتے ارشاد فریا کہ حکوم
تمہرے اس ذات کی جس کے بھرپر میری جان ہے اس حق کی نکتہ ہے
عن عبد اللہ بن همار و قاتل
حضرت عبد اللہ بن همار فوٹھیں کہ
ما بر قبضی فی حیات اللّٰہ الصادقة
جیچے زندگی میں وہ بھی جیسیں
و والربط۔ فاما الصادقة
عصیفۃ کتبہ اس رسول
اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فہم فہم
عن عبد اللہ بن محمد راد ائمہ
اقی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی
و سلم فقال یا رسول اللّٰہ اینی
اس را سید ان ادھی مرتبا فیث
فاسدہ ان استھنیں ہکتاب
یدی مرتقبی ان ریلیت ذلک
فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ
و سلم ان کا ان حدیثی شہ
استعن بیدک، مع قبلک
و ایضاً ملک و ملک

و رہب جن صبغہ عن اخیہ
قال صمعت ایا صریح و فحی
منہ يقول مامن اصحاب
النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم
کہ کس کو پڑھ سکتا اے اصحاب

قرآن مجیدے انجات و کتابت امداد کرو بات و فیض
قائم ہوتے ہیں امداد بیش نہیں بلی صاحبہ القلاعہ والسلام ہے بھی
اسی طبق قائم ہوتے ہیں۔ بھی وجہ ہے کہ میں کردہ آئتوں میں نکتب
نہیں کی قانونی خیثت کو سیم کیا گیا ہے اور اسے واجب القبول فری
دیا گیا ہے۔ اسی سے مشتمل نہیں کی خیثت بھی جزو قرآن نہیں تو
کم از کم فیصلہ قرآن اور ترقی قرآن اور تشریح قرآن کی بوجاتی ہے
ذکرہ آئتوں اور ان کی طبق کی درسری آیات سے صاف طور پر حکوم
بھی جاتا ہے کہ جناب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کو
غور کرنا اور اس پر مل پہنچانا انسانی صورتی سے بتنا خود احکام
خداوندی ہے۔ اور اسوہ رسول و سیرت پاک کے جانبیکار و اور
قدیم حکایات ہیں۔

رجیو درسری شیعی قواسم کے متعلق واضح طور پر فاصیل مظہر
شکار کو لکھنا چاہئے کہ اس نے اور کب یہ کہا ہے کہ صحابہ کے مصاحع متہ اور
توظیلی پر وحدتی شیعی اور شیعی ہے۔ اور اس نے مداری ہائی کوئی کتاب
میں نکریہ احادیث کی تطبیت کے قائل ہونے کو قرار دیا ہے۔ بعض
ذمہ دار مظہر کیا ایسا وحی ہے جس کی ان کے پاس کوئی دلیل
نہیں ہے۔

جانب برلن کو حدیث "لَا تکبِرَا عَنِ شِيمَةِ الْقُرْآنِ"
و نظر آئی اور اس کو انھوں نے شیعی بھی تسلیم کی۔ اس کا یہ مطلب ہے
کہ دعا یافت ضیافت ہے۔ روایت صحیح ہے۔ لیکن یہ اس وقت اور
اس موقع پر جانب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔
جبکہ صاحبہ کرام آیات قرآنی کے ساتھ ساتھ اس نے حضرت پورنیش
بیان فریق تھے ان کو بھی کہیا کہ اسے سق۔ جانب بھی کرم طلب اصلہ
و اسلام سفاس و قوشی فرایادیا کر کر سرانہ جیسی انتہا و اختدیہ
کی کھانش پریانہ ہو سکے لیکن جانب ترقی کی دیانتداری باظہ ہے کہ
حیثیت کے باطل برکس اپنے مطلب برآوری کرنے کے لئے اس حدیث کو
قطع سخت پہنچ کر وہ اسے سلسلے میں کر دیا۔ لیکن یہ روایتیں آخر اصریر
کیوں نظر نہیں آئیں؟

من مدد اللّٰہ بن همار و قاتل
کفت اکتب کل شیعی اسمعیل
جانب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
سے جو ایسا مسنا ادھا اسین یا اکریکا

پوچھئے ہستے ہیں لئے کوئی جو اپنی
عند نافی کشاد اپنا ملأا۔ (۱۶۲) ان دو نوں روایتوں سے صراحت کے ساتھ یہ پڑھتے ہوئے
ہے کہ صحابہ کریم رضوان اللہ علیہم السلام چینیں میں کثیر تعداد اپنی تھی جو مدد
لکھا کرنی تھی۔ اس لئے کہ مذکورہ دو نوں روایتوں میں بر جملہ حق ہی کے
صیغہ مستعمال کئے گئے ہیں۔ اس کے مطابق مجع الزوائد ہی میں دو
روایتیں اپنی تھیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جانب رسول اللہ علیہ السلام
طیب وسلم نے ادھی کسی کو احادیث شخصی اجازت دی تھی۔ مخفف
روایتوں کے الفاظ میں کوئی نہیں ہے۔ البته ایک مسکن امام
حضرت ابو ہریرہ ہیں اور دوسروی کی روایت حضرت اہل رحمۃ اللہ
عہدا فرمائے ہیں۔ روایت کے الفاظ یوں ہیں:-

عن النبی قال شکار بجل ایٰ حضرت اس بذریۃ ہیں کہ ایک
النبی صلی اللہ علیہ وسلم شعر لے رسول اللہ علیہ وسلم
سوء الحفظ فقل استعن بیون شکایت دکٹر اقبال حافظہ کی
بیون شکایت دیکھا ملتہ و اکثر العمال خرابی کی شکایت کو تو اپنے ذمہ
جلد ۳۷۷ مع اتفاق داد مساعی پندرہ ہیں باقیتے خدمتیہ کی
الی الخط۔

دکٹر العمال میں اتنا اضافہ ہے وہ یہ کہ آئندے خطک جا شاہزادے (لما)
روایتوں ہم سے اس کا پتہ بھی چلا ہے کہ تورنیہ میں درصلی
صاحبہ القسطنة والسلام، میں صحابہ احادیث کا اپنیں میں مشیخ کر
ڈاکرہ بھی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت اس رحمۃ اللہ عزیز فرمادی ہے
کہ انور دام نبی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ علیہ وسلم پر
علیہ وسلم فعلی ای ان یکوں
لے ساتھ پھاکتے تھے اور کوئی
قال ستین رجلو فیصل شا
لوگوں کی تعداد سانچھ آڑیوں پنک
الحدیث شمرید خل المراجحة
ہوتی۔ پہنچاپت حدیث بیان حریفیتے
لنزاجعہ یعنی اہل اثہم معا
اہد پھر اپنی ضرورت کی بنا پر
فتوح مساعانہ اس راء فی تلویہ
گھر میں داخل ہو جائے پس اس
لواگ اپنیں احادیث کی تکلیف۔
(الیفاصا)

کرتے کبھی بیان کرتا اور کبھی وہ اور جب ہم وہاں سے اٹھتے تو ایں
معلوم ہوتا گواہ جائے دلوں میں حدیث کی قسم رینی کو زادہ بھی نہیں ہے۔
وہ مسلمین شواہد اس قدر ہیں کہ اس مفترے میں مخصوص ایں
ان کا استقصاء ناممکن ہے۔ یہ چند بطور نمونہ ہی ناظرین ہیں ملک

رسول اللہ علیہ وسلم پر بھی ہے
زیادہ کوئی حدیث بیان کرنا ممکن
قائمہ کان پیکنے والا اکتب
دیواری جلدیں، یا بکتابت علمی
ذکرہ بالادعایتوں سے یہ نہ کہو لیا جاتے کہ صحابہ میں صرف
حضرت عباد اللہ بن حمود بن العام، رضی اللہ عنہما ہی احادیث کے
کہتے ہیں، بلکہ صحابہ کی کثیر تعداد میں جو لکھا کر تھی۔ ملک خظر ہو۔
عن سلفہم بن خدیج قال رافع بن خدیج بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ علیہ وسلم باہر
شریعت لائے اور فرمایا کہ عرب یہاں
علیہ وسلم فقول تمہد اور
ولیتیقہ من کذب علی عقیدہ
من جو فہمہت یا رسول اللہ
اپنا ملکا انجام میں بدلے ہوئے
عرض کیا یا رسول اللہ کم آپ کے پھر
چیزیں شنستے ہیں تو کیا اپنیں لکھ لیں
آپ نے فرمایا الحکوم اسیں کو فرج خیر
و عن عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ
قحطی ہنر رسول اللہ علیہ
علیہ وسلم نام من عصیا
ولانا صخرۃ القوم فقل النبی
صلی اللہ علیہ وسلم
کذب علی تمہد اور
مقعدہ من لذدار مسلما
خرج القوم نلت کیفت
تخد ہون عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و قد
سچھتمہ امثال دانستہ
تنهکون فی الحسنیش عن
حضرت سے حدیث بیان کرنے میں
آپ لوگوں کی سختی تو دلگ
ہے اس لیکا اپنے کو کوئی نہیں دیا
اسے بھی آپ لوگوں نے مٹا۔ اور
حضرت سے حدیث بیان کرنے میں
آپ لوگوں کی سختی تو دلگ
ہے اس لیکا اپنے کو کوئی نہیں دیا
اکنہ فقا لوابا این اینہا
اکنہ کل شنی ما اسمعنا منه

اس روایت میں فقط "حدا" سے مزید تائید حکوم ہوئی ہے۔
فخر، ساری این عجائب عن
عمر بن الخطاب فی حدیث
السقیعه اندھے خطب پر موجوہ
محمد النبی شفیعیہ شیر
قال اما بعد فنا فی ان قول
محدث ہے کہ حضرت محمد
مقالہ قد قدم ایں ان قولها
من و صاحب اخلاق حافظها
نیز حدیث بنا حیث تذکرہ
بسیار بہتر ہے مگر اس کو
یعنی اس کی ایسا حکوم کیا اور جو
یکنہ ب علم خالی میں مذکور ہے اسکی مقدرت
یعنی اس کو بیان کرے اور جو عصی اس سے در آپ کے است غافل اور کسی کا
ہر اس کے نئے بازیں رکھنا کہ مجھ پر جھوٹ تراش۔

اگر حضرت عمر و قرآنی اللہ عنہ بقول خاص برقرار رہا۔

کو سپر ایش ہی کرتے ہے تو یہاں کو طرح فرمائے ہیں کہ تو خصلت

محفوظ کرنے کے لئے اور یاد کرنے کے لئے جیسا کچھ۔ سے اس روایت

کو بیان کرے۔ یہ بات کم از کم ہمارے ہی کم بھم کی بھروسے باہر ہے۔

کو ایک مرفت تو بلاست کے لئے تک دو اور دوسری طرف حدیث

بیان کرنے کی تائید۔ مزید و ایس طبقہ ہوں۔

عن سورۃ البعلی قال کتبہ۔ بوری علیہ این کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ

عمر تعلیموا السنۃ والقرآن نہ کہ عصیا کنم بل احادیثۃ الفتن

کہما تعلیمون القرآن بالیہ عصی اور قاعیہ بیان کا علم بھی اسی طرح

حفل کرد سطر قرآن کا علم مامل کر کر ہے۔

یعنی اسی تہذیف طور پر انہوں نے قرآن ہی کی طرح

احادیث کو بین جاہل راست کو فرمادیا۔ پھر ان کا مقولہ یعنی ہے کہ۔

ایا کہ و رالایم فار احمدیہ اب
اللی اے اب اور السنۃ (یہ ایسی) یعنی تو تمہیں مفتیز رسول کو کہا شد

اویسی بھی حضرت ناسیق اعظم رہنی اور عنہ ہی کا ارشاد

گرامی ہے۔

یہاں کن زکستان ایں پیر امراء کے مدد اتی مذکورہ روایتوں ہی تو اسی
اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

اگر، مصنفوں نگار کی پیش کردہ روایت کو فہیں کے تبلیغ
پوتے سفہوں پر بخوان کر ایسا حالت تو بھی کیا اسی اسیں تو سکتا ہے کہ
جانب رسول اللہ علیہ السلام کو سم نے پڑھے و فرمایا تا ایسا ہے۔ جو کی یہ
روایتیں ہیں۔ اور واقعہ بھجوی ہی ہے کہ جب النبي رضا خلط الفرق
کا خدشہ باقی نہ رہا تو منور اکرم صلمتے کتابت احادیث کی اجازت،
محاجبہ کرام رسوان اللہ علیہم السلام اعین کو دیدیں اگر فرم برتقی پیش
کو وہ روایت کو اپنے خود اختیار کیا پر صحیح تسلیم کر تے ہر توہ کوئی
وہ بھی جو کی بتا پڑے پڑو اس روایات کو ناقابل اعتبار اور اس کو محتر
و تواریخی ہیں کیا قرآن کریم میں ۲۱ حدیث کی توجیہ کوئی ایسیت
ہے؟ یا کہیں پر یہ فرمائی ہے کہ یہ حدیث قطبہ درست ہے۔ یا یہ سارہ
کو تساذر یعنی علم ہے جس سے انبیاء اس کی صحت کا لقین ہو گئے۔ اور
اگر وہ اسے بھی علط اور ناقابل اختیار فرمائی ہے تو پھر ایک غیر
معترض کو دیں بنکریں کر لے۔ اور اس سے اسدلال کو ہاتھ درست
اور مناسب ہو گا۔

اس کے بعد فرمایا گیا ہے کہ "بلکہ حشرت خالق عالم اور حضرت
علیہ احادیث کو ڈھونڈا صوبہ کر پر و آتش کیتے ہیجھے۔" بھی یہ تو
ہی دعویٰ ہے اور نہ اس کی کوئی دلیل بیان کی گئی۔ اور صلمت ایس
کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اور نہ کبھی طریق سے تسلیم کی کوئی گئی ہے
کہ یہ بالکل حقائق ہیں۔ بلکہ حقائق عصی ایام ہی
لکھ رہے ہو ناصل مصنفوں نے حضرات فاروق و علی رضی اللہ عنہم
پر عاون کر رہے ہیں۔ اس سے ہمذاکر قصہ بانو اہل حمد
کہنے کو بھجو رہیں۔ چنانچہ اس کے بالکل بر عکس روایتیں جو کتابوں میں کوئی
ہی ان میں سے چند بیان نقش کی جا رہی ہیں۔ طائفہ ہو۔

عن عمر بن سفیان اے
عمر بن سفیان۔ سے روایت ہے کہ۔
سمع عمر بن الخطاب يقول
دھنوں نے حضرت عز کو کہتے ہوئے سنا
قید و العلم بالكتاب داری کہ علم (حدیث) کو قید نہیں
جلد اول حصہ مطبوع مصروف۔

داری ہی کی ایک دوسری روایت میں "تیبد و دھن العلم"
کے الفاظ موجود ہیں۔ اور یہ بھی حضرت عمر بن حنفی اللہ عنہ کا ہی ایہ اثر ایسے

علیٰ بغرا احادیث کو ڈھوندھوں تو نہ کر پر جانش کرتے ہیں "سچا ہوا" کو احادیث، بھیری سے بدلنی پڑیں تو اور گیا ہے؟ کیا وہ عام صفا الاؤ کے دونوں بیس احادیث کی طرف سے بے قعی اور احتمالی کایج پڑیں ہو رہے ہیں؟ اور اس پر طرف رہے ہے کہ ان کا ذمہ بطل یہ ہے کہ میں احادیث لوٹا شاپن اور اچھیں واجب لاطاعت ہی کھٹا ہوں "اب نہ قدر عاصب ہی بتائیں کہ ان کے اس رسمیت سے ہم کیا بھیں۔ اور خداونکی خوبیوں کی سمجھی پر بھی کہی ہے؟ پھر فالصلیخون نگاہ حدیث کے ذمہ فہم قائم کر دیے ہیں۔ (۱) یہ کسی حدیث کا نسبت آنحضرت صلیعہ کی طرف صحیح ہو۔ میں ہماری ثابت کو سکیں کرنا اُن قلیں ہونا کہ: این مبارک سے رحمتی نکلا تھا۔ اُن قلیں ہیں کوئی حدیث اُنمی طور پر صحیح نہیں۔ البته ظلم غائب ہے اور بعض قوال صحیح ہیں لیے تجذب بر قوں کو الال کی نہیں بھی بعہدہ امرتیان ذریں راستے کو سکھم کے داخل ہونے چاہیں۔ پالنے و صون کی کوشی کریں یہ کہیں یہ کہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کے کوئی راستے نہیں۔ اور راستہ اور احادیث اور اچھیں درخواست اسٹوں سے نہیں اس احادیث، اسی محنت کو سلم کرنے پر بھروسے بلکہ خود قرآن کر پیچھے کر لے بھی بھی دو راستے ہیں ملحوظ کر قرآن بھی نہیں تکسی، اُن جی و استغلوں سے بھیجا ہے۔ اور تم اسکی حق اور قطعیت کے اُنمی طور پر قائل ہیں۔ اور اس کو سلم کرنے ہیں۔ یہ خود رہے کہ بنا پر باری تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ: اتنا حکم نہیں کیا تھا اُن کو خود قرآن کر پیچھے کر لے بھی بھی دو راستے ہیں ملحوظ کر قرآن بھی نہیں تکسی، اُن جی و استغلوں سے بھیجا ہے۔ اور احادیث کا تکرار کرنے پر بارہ۔ اور اچھیں چھوڑ دندکہ وہ دل دلخی سے نکل جائیں۔

سیاٹی قومی حیاد (و تکہ بشیکات) مقرر ہے۔ ملی ہی قسم بدنامیوں کی وجہ سے قرآن کل شیکھ استکے ذریعہ فان ماصھنے پر، السنن احمد بن حنبل کی بھیجیں۔ اسی احمد بن حنبل کے ذریعہ کی بھیجیں۔ اسے نہ کر فکار مسٹن پر ایسا کیا کر لے اُتھے اسے نہ کر۔

چلے حضرت علیؑ بھی تاریخی کوئی دریث کے ذریعہ آن کو تجھلکے ہے ذریعہ یہ ہے کہ جانے والا کہیا کہ سب سے زیادہ جانتے والا "مسٹردیدیا۔ پسہ نہیں حساب برقرار اُس کی کیا کیا اولیٰ فرمائی تے" تو حضرت نبیوں کی احادیث کو پڑھانے کرنا ہوا جیسے اور کی طلبہ میں پیش کیا گی۔ اب ذر حضرت علیؑ کیم اللہ وہیہ کا بھی احادیث کو بقول بزرگ بلنا دا بھکر لے گئے۔

۱) ابن بیہیہ، دجال فلان قیان عین تدقیق اکرونا محدث المحدثین علیؑ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے بیان خلاف کا ذکر کر رکب اور بھر اور اپنے ہی ملت ملتے رکب کو سے علی الگ بھیں اور کوئی نہ کرو۔

۲) ملکوبون کان بور، مفہوم محدث کان بور، عین قیال تذاوی و انتظام حضرت علیؑ سے عویس نے کہ انہوں نے فرمایا آپس ملنے کے ذریعے اور احادیث کا تکرار کرنے پر بارہ۔ اور اچھیں چھوڑ دندکہ وہ دل دلخی سے نکل جائیں۔

۳) عبد اللہ بن بیہیہ، قال عین علیؑ نے قیال تذاوی و انتظام حضرت علیؑ سے عویس نے فرمایا آپس ملنے کے ذریعے اور احادیث کا تکرار کرنے پر بارہ۔ اور اچھیں چھوڑ دندکہ وہ دل دلخی سے نکل جائیں۔

۴) عین عبد اللہ بن بیہیہ، قال قیان علیؑ و حضور قیامت عالمی عنه وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ حدیث اکرونا المحدثین فاسد کر کر دیں جس کا اپنے ہی مذکورہ کر۔ وہ لفڑیا میں کیا کیا کر دیں۔ سے ملے کر نظر تھا اسہام کو لے کر تو وہ جس جاگیر گی۔

۵) عین عبد اللہ بن بیہیہ، قال عین عبد اللہ بن بیہیہ، ذریعہ محدث اُسی دریث کے کہا کہ کرتے ہوئے تکلیفی بہر "صحیح علمی شرط ایسا بھیجیں" (لیکن) دریث کی طبقہ سو اور عمارتی کوئی شرط پر پڑھی آرسی۔ ہے، ملکوبون کی طبقہ سو اور جھوڈیہ اور حادیث کو فہیڈہ کو عویہ کر جائیں ہے تو پر بھیجیں نہیں آتا کچھ لوگوں کی احادیث بیا کریں اور مارنے کے مذکورہ شکر کی ملکھیں کچھ بھروسے اسی مجدد کا حضرت،

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فرآن کارتبہ تو ہے، ہی اور پہلے ہے اس کے ملادو جو شخص فرآن کے معارض کسی بات کو سلم کے گایا جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کیے گئے تو اس وقت تو اس کو ایمان ہی کے متعلق لفظتکو ہو گئی کہ آبادہ موسیٰ بن جعی باقی بھاجا جائے یا نہیں بتوانی کے مسئلہ اتعات تو کاش جناب مخصوص نگاری بھی بتا دیتے گے وہ مسئلہ کیوں نہ ہے۔ اور ان سے متعلق یعنی طور پر کیونکہ کہا جاسکتا ہے۔ کوچھ اور سلطنتی ہیں۔ خصوصاً جب کہ آپ احادیث ہیں کو خیر ستر قرار دیتے ہیں جن کے ہر ایک رادی کے حالت بالکل معموق ظاہر ہے۔ عام انسانخ تو یوں کے کہان کے یا ان کے کام پہنچتا ہے کہ اس انھیں کوہیان کرنے والا کون ہے اور اس کی خبر

سپتی ہے کہ اس کا کیا کہا اور اس کے ذات

حالات کیا ہے؟ پھر یہی معلوم ہو سکتا

ہے کہ یہ تاریخ یا ان کے نام کے

تے بیان کر رہا ہے۔ اور اسی

طرح اور پریک۔ کس قدر

مختکل ترین بات ہو گئی کہ جم

عووم الشہادت تاریخی و اعتمادی

کو تلقیت کا درجہ دیا گی اور

جس کے راویوں کے متعلق ہم

سب کچھ جانتے ہیں اور اسکی بڑی

فصل آئندہ کی طرح ہمارے سامنے ہے جس

میں ساری جزیروں سے متعلق ہوتی ہیں نظر

آئی ہوتی ہیں۔ جب وہ کسی بات کو بیان کرے اور سنن کے

ساتھ پھر اس سنن کے تمام روائقے کے حالات، بھی ہمارے سامنے ظاہر

ہیں تو ہم اس کی بیان کردہ روایت کو تذہیں۔ جناب مخصوص نگار خود

ہی اس پر غور فرمائیں کہ۔

بیوں کے ذکر بیدار ہو گئے ہی سیستی

اول دور و ایک دوسرے کرنے کے بعد جناب بر ق سفارتے زخم

باطل ہیں پہنچت کرنے کی کوشش کی ہے کہ احادیث باعث تجویں

قرآن نہیں ہیں۔ ساری جویں کی کوئی آنکھ نہ رہی جب ہم نے اسکو دیکھا

اور اس پر سکھنا اور لکھنا پر مجبور ہوں کہ جس کا مبلغ علم اتنا ہو کہ

پوری نہیں کی اور اسی سے لگزار گیا۔ بھی جو وہ نہیں بولا اے۔ نہ اس سے خلاف شرعاً کہیں کام کا مدد و مہم تو کیوں نہ ہم لیے آدمی کی بات مان لیں خصوصاً ببُس کہ آج ہم فتحاً غیر معتبر اسخ۔ ساری شہزادوں کو سلم کر لیتے ہیں۔ اس کے نئے ہم کسی ثبوت کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہر کس دن اس پر یہ بات اچھی طرح سی عیان اور ظاہر ہے۔ اس کے اسا خود اللہ تعالیٰ نے بھی جب دو عادل شخصوں کی گواہی کو محشر فراہدیا ہے تو انہیم کیوں نہ لست سلم کریں اور آگرہم اس کو سچ نہیں سمجھتے یعنی دو آدمیوں کی گواہی کو محشر فراہد نہیں ہے یہی تو اس کا دفعہ مطلب یہی ہو گا کہ ہم فرآن کی باتی سے ہوتے اصول سے بھی اختلاف کر رہے ہیں۔

دوسرے مفہوم یا تو تحریر فراتے ہیں کہ

ہیں کہ۔

(۱) حدیث کا مفہوم صحیح ہو۔

(۲) دینی فرآن کے خلاف نہ ہو۔

اور ان میں ہیں صحتیوں

احادیث صحیح ہیں اس صورت

میں ہیں یہ دیکھنا پڑے گا۔ کہ۔

(۳) حدیث فرآن کو نہیں بلکہ اتنی

(۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین

توہین ہوتی (۵) تعبیرات فرآن کا

ضمنکہ توہین اڑاتی (۶) تاریخ اسلام دلائی

کے خلاف توہین جاتی (۷) حقائق کو توہین جعلی

(۸) انتہ کو گرفتاری بیام توہین ساتی (۸) فرآن کی قطعیت پر

حلو توہین کرتی۔ جہاں تک اس دوسرے مفہوم کا مدعی ہے تو عملاتے

الہستہ والجماعت جس کوئی بھی اس مفہوم کا مدعی ہے توہین ہے۔ اور

فرآن کے نزدیک ایسی مواتیں تباہ ہوتی ہیں جو فرآن کے معارض

ہوں۔ یا جس سے مروک نہیں ہمیں ارشاد علیہ وسلم یا احادیث کو ام و خوان لکھ

لیں اجمیعین کی توہین ہوتی ہے۔

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ بھاہ کو عدول پستہ اور دیگری ہے۔ اور اپنے

کی قسم کا جرج و تعریف نہیں کی جاتی۔ کہ ان کی فضیلت خود غیر متعین ہو

اثبات ہے تو جب اصحاب رسول کے متعلق یہ مالم ہے اور یہ قول ہے تو

اس کو تعریف کرتا ہے تو اسے اپنی جیسا لست اور حادثت پر آشونا ہاتا چاہتے۔ یہی حال نہیں کا ہے۔ اور اسی طرح باری تعالیٰ نبھی فرمایا۔ تعلیم قرآن کے متعلق سروکوئین صلی اللہ علیہ وسلم فرما شد اور شاد فرمایا۔ انزل القرآن میں میں سبعة احکام فرمجی قرآن سات کلم قویز کیا جاتے کہ خود قرآن و مستحب چیخ ہے۔

میرا خال۔ ہے کہ اگر فاضلِ صدیون شکار کے پیش نظر صحیح و تحریف کا منزق ہوتا تو انہیں اس طرح کے اعتراضات کرنے کا ضروری ہی پیش نہیں آتی۔ اور وہ خود سمجھ جائے۔ پھر نسخ کے متعلق خود اللہ تعالیٰ

بہدہ کا در شام ہے۔
ہم کسی آیت کا حکم ہو وہ ت کریم
مَا شَكُونَ مِنْ آيَةٍ۝ اُو
نَسْخَهَا تَأْتِي بِخَيْرٍ مِّنْهَا
اُو مِثْلُهَا۔
آیت یہی کے مسئلے آتی ہے۔

اس آیت کریم کی تفسیر میں شہروفت قرآن عاظہ ابن القیم
رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد اقوال فصل کئے ہیں۔ ان یہی اقوال میں سے
حضرت قیادہ رحمۃ اللہ علیہ سے جو تفسیر مروی ہے اس کو یہاں فصل
کیا جا رہا ہے۔ فرماتے ہیں۔

حکامِ اللہ، حزادِ جل میں
ذیہیہ صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم میں
مایشاد و پیغام مایشاد
دائر پیغمبری مجدد ص ۱۵۱۔

ان بالوں کے باوجود اگر فاضلِ صدیون زگاری کی جو میت بات
نہیں آتی تو تم دعا کے ملا دہ اور ان کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔ پھر
میں کا دمی الجی اور پھر کیا جائیدادیات میں نہیں خود قرآنی مکمل پی
ست ثابت ہے اور کتابوں کے متن سے یہ بات دوڑہ سن کی طرح

اے تحریف اور نسخ کا بھی نہ مسلم ہے۔ میں کو آخر اس کا حق
کیونکہ اپنے ہے کہ وہ باد جبراً قرآن و حدیث میں نہیں اڑائے۔ اگر
کوئی شخص دین کی پاستہ آن و مستحبت کی کوئی خدمت نہیں کر سکتا۔
یا اس کے اندر صلاحیت نہیں تو زہری۔ بلکن کم از کم ان پر اس
ظلم تو زد کیا جاتے کہ خود قرآن و مستحب چیخ ہے۔

تحریف کی تعریف اصل طریق شریعت میں یہ ہے کہ کلام
خداؤندی میں کوئی انسان اپنی جانب سے تغیر و تبدل کر دے
یا اس کے اندر اپنی جانب سے کوئی جملہ وغیرہ گھٹلے یا پڑھ دے
یا کسی آیت و جملہ کے الیہ عین بیان لئے جو خدا کا مشارف نہ ہو یہ تطعا
باطل ہے۔ بلکہ نسخ تو یعنی حکمت ہے۔ اور جب تک علم و حکمت
کا پھر مجادل میں ہے گا، نسخ بھی ہوتا ہے گا۔ چنانچہ جناب باری تم
نے بھی اپنے بعض احکام میں نسخ ذرا ہے۔ حضرت ادم علیہ الصلوٰۃ
و السلام کی شریعت کریمہ گا کہ ان کی شریعت میں بھائی ہیں کے
دریں ان نکاح جوانہ تھا بلکن آج یہ حکم نہیں خود استاد یا جا چکے
حضرت اوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت میں ایک جیز ناچائز
تھی حضرت ابرہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی امت کے لئے
اس کو جائز کر دیا گی۔ حضرت رسول اللہ علیہ السلام کی امت کو ایک کام
سے روکا گیا تھا۔ بلکن بعضیہ اسی کام کی اجازت لصاری کو دی گئی
تماری کے لئے ایک ایسی بھت کہ ناجائز استاد یا جا چکا خاص جو اسلام
میں تعلیماً جوانہ ہے تو کیا اس کا طلب یہے کہ صادا اللہ ایمان
احکام خداوندی میں تحریف کرنے والے تھے۔ ہرگز نہیں۔ اور اگر
کوئی ایسا بھت ہے تو اسے اپنے ایمان کی فیضانی چاہئے۔ اس طرح
اسلام میں بھی یہاں ہے کہ ابتداء احوالات کے مطابق بعض احکام
کا نزول ہوا۔ بلکن پھر میں کوئی نہیں تراوید یا گیا۔ اور اس اس سے
کیا گیا کہ حالات اب بالکل منت ہو گئے تھے۔ اسیکی مشاں وہ کبھی
جا سکتے ہے کہ ایک حکیم یا اکثر ایک سرہنیں کے لئے اولاً نسخ تجویز کر دے
پھر پھر ہیں اور اس کے بعد تجویز کا نسخ دیجی یا حکیم اسی مریض کے لئے
تجویز کرتا ہے۔ ابتداء اس سے منفع اس لئے جو حکیم کا تماری دس لمحات
میں بھی کار کار کا داد اور خیہ نہ تھا۔ بلکن جب حالات بنتی تو اس پہلے
نسخ کی ضرورت باقی نہیں اور سہل دینا شروع گردیا پھر میں توں
کے بعد اس کی ضرورت بھی نہیں تو تجویز کا نسخ جو حکیم کیا۔ الگ کوئی

سے معاہدہ پڑھوں دکنار کا دکر ہوا کیسے خیز سلم اس کا نہیں پہل جوں نہیں لے گا۔ لکھنے کی بہت نہیں ہو سکتی تھی۔ اس اشارہ کے باوجود اگر کوئی خیز سلم وہی کچھ کچھ ہیساں کو جانب بر قرآن لے گئے ہیں تو اسے انتہا ہے۔ لیکن یہے عقل یعنی کا تصور احتمالی ٹاہو گا اس اعتراف اور اس انتہا کو زیادتی پر محدود کرے گا۔ روایت کے آخری جملہ میں تکان اصل حکمر کا رینہ "کوز را بخیر الصاف دیکھے" کے اس کے ذریعہ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا لوگوں کو تنبیہ فرمائی ہیں کہ تم ایسا نکر جیسا نہ کس اس کے جائز ہونے کا تعلق ہے اس میں کلام ہیں لیکن اس طرح کرنے میں ہو سکتا ہے کہ تمہارا قدم آگئے بڑھ جائے اور قدم گناہ کا رنگاب کر سمجھو۔ اسی سے فرایاً قدم ہر سب سے زیادہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم کو اپنے آپ پر ادا پذیر ماجھوں پر قابو ہاصل تھا۔

بناری ہی کی دوسری روایت میں حضرت عائشہ مسند تھے
فسر ماتی ہیں کہ:-

دریکاً هر میلٹ اس بسحا کسا تم میں کاون ایا ہے جیسے حضور علی پر
جیان انہی مصلی علیہ وسلم علیہ سلم کی طرف اپنے اپنے اور انہی
یعنی ادیہ، دیوار، حلق، ۱ ماجھن پر قساو
پر، سارثہ الماقن)۔
ماہول پڑا۔

الرجا:- ایک بات ہے اسی بات میں جانتے تو وہی کام کا آخری
جلد ہے اگر بغایت بیل ہو تو کوئی رہ جاتا ہے۔ اور اس صورت میں کوئی
سمیت ہی نہیں ہوں گے۔ حسن کا ارم محل اللہ علیہ وسلم بیان
فریبا کرتے تھے۔ لیکن آپ کو اپنے اور اعتماد خاکہ کوئی قدم ایسا
اٹھ سکے گا جس سے احکام خداوندی کی خدا۔ درزی ہو رہی ہو۔
اس کے علاوہ یہ کہاں کا انسان ہے کہ ایک آیت کو دوسری آیت
سے اور ایک حدیث کو دوسری حدیث سے الگ ایک کام کا مطلب
بیان کی جائے۔ اور اگر ایسا ہی کیا جائے لگا تو پھر بیان جناب بر قرآن کو
اس سے انکار ہے کہ سر اس میں کا تصریح یعنی الصلوٰۃ فرمایا گا۔ تو
یعنی خدا ٹھہرنا تو دوسری بات سے اور کے قریب بھی نہ چکو۔ شفیک
اسی طرح یہاں بھی کوئی نہیں رہا۔ جبکہ کلیم کے طور پر ایام حسین
جن ویگوں کو چیز انتہا سے رکھا جائے کا نہیں تو اس روایت اور اس کی
مشکل دوسری روایتوں میں بیان شرط۔ کہ ہی ملنا جائیا ہے، جو کہ

دالج اور صاف ہو جاتی ہے کہ بعض آیتوں کا تصریح ہو جاتا ہے۔
اس کے بعد دو حدیثیں بحوالہ بخاری شریف نقل کی گئیں
اور اس کے بعد فرمایا گیا ہے کہ اس طرح کی روایت حناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے باعث تھیں ہیں۔ اور انہیں اپنے عنوان
کا پہنچتا ہے۔ لیکن عادت کے مطابق روایت قطعہ بردیہ کے
بعدیں کی گئی ہے۔ حزیرہ برآں حوالے اس طور پر دیکھنے گئے ہیں تو
اگر کوئی اصل کتاب کی جانب رجوع کرنا چاہیے اور ان میں تلاش
کر کنٹی کو شش کمرے تو اسے ازحد شواریوں کا سامنا کرنا ہو گا۔
جناب انجار احمد بن جبی میں کی جانب توجہ بھی مبتدل کرائی تھی۔
لیکن اس کا کوئی اثر نہیں ہوا اور پوتا بھی کیوں جب کہ محل قصد
ہیں لوگوں کو کوئی اور فریب میں جنملا کرنا ہے۔ ورنہ اگر قاصد سے
حوالے نقل کر جائے گے تو بھانڈا ز پھوٹ کر رہ جائے۔

بہر حال ان کی تحریر کردہ روایتیں دیکھ دیں ہیں:-

(۱) کافی الدینی صلی اللہ علیہ وسلم قبل دیباشود ہو
صلی اللہ علیہ وسلم کافی الدینی دیباشود ہو
فیباشری دیانا حاضر۔

یہ دوں روایتیں بخاری شریف جلد اول میں موجود ہیں۔
روایت اول کے تابع الفاظ یہ ہیں:-

عن عائشہ کہماقات کافی حضرت عائشہ سے روایت ہے وہ فرمان
السبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
یقبل دیباشود ہو صائم و سلم روزہ کی حالت میں ازدواج کے
وکافی اصل حکمر لا رسیدہ ہو سے لیتے اور بیان شریف فرمائی تھی
دیباشود ایسا۔ ایسا بھائیت اور عاشرت فرمائی تھی
لصائم و قاتل والشیعی طبع فرمی۔ انسانوں سے زیادہ تدرست حامل تھی
یہاں آخر کے الفاظ کو فاعلی مضمون لگادے جذبت کر دیا ہے
جو بہت حد تک ہی نہیں بلکہ کلی طور پر ان کے شہادات کا اذکر کر سکتے
تھے۔ لیکن یہاں تو شہادات کا ظاہر ہر کوئی ہای مضمون نہیں۔ بلکہ یہ لغتہ
قصده تو صرف یہ ہے کہ کس طرح حوم کو اخذ دیشے سے برگزشت اور یعنی
لکھا جائے۔

اس کے ماءہ الْجَنَابَ بِرْ قَذْرَقَہ کوہرہ روایتیہ کے ترجیحہ ایسا
ہی پر ایک سر بری ذاتی مثال یقیناً ذکر احمد بن حنبل میں جس مساحت

چھراں کی ضرورت ہی کیا ہاتھ رہ جاتی ہے کہ اذار یا نجد حاجات۔ ایسا ہم جسیں جسے تعلق علماً عثمانی علیہ الرحمۃ العلیٰ شوکاذ کو حوالہ سے نقل کرتے ہیں۔

اما الا ذل فتحامہ بالجماع رہی پہلی صورت (عینی) مجازدا یا امام المسلمين و بنی نصر القرآن حیں ہیں، تو وہ اجماع است الفتن العزیزہ والستہ الصربیتہ اور احادیث سیڑہ وارہ کی بتایہ دو مستحدث کافر و غیر مسلیح حرام ہے۔ اور اس کو حلول بھی ولاد ان کان ناسیا اوجاصلہ کا نہیں۔ لیکن وہ است حلول نہیں بھیا بوجود الحضن اوجاصلہ لتوہیہ اور بخوبی سے بھی حکم کر جیسا کہ اور مکر ہافلا ادھم علیہ ولاد حیں (علمہ نہ ہو یا بمحابت فی ایام کفارۃ فتح الہم مدعا لہ) الحضن کی حرمت کے تعلق بھی اسے کہ سعلوم نہ ہو ایکہ یہ قوانین مذکورہ صورتوں میں نہ ہوگہ کارہ پوکا اور زندہ اسر کے اور کوئی کفارۃ واجب ہوگا۔

اضفیل کے علاوہ جناب باری تعالیٰ نہ ہے کا ارشاد ہے:-
يَا أَيُّهُ الرَّحْمَنُ سُؤْلَ بِلْتَغْ مَا أُتْزُلَ إِلَيْكُمْ مِّنْ زَيْلِكَ
وَإِنَّ الْمُنْفَعُ كُلُّ فَمَا بَلَغْتُ فِي سَأَدَّكَ۔

درود ہے رسول پیغمبر جو تمہرے رب کی طرف سے اتراء ہے۔ اور اگر ایسا نہ کیا تو نے اس کا پہنچاہ کچھ نہ پیغمبر۔

اس آیہ کریمہ ہی کی روشنی میں اگر ادنیٰ اذیرہ و قنطرے کا ایسا جلتے تو یہ بات واضح ہو جلتے گی کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم کے اوپر ہر اس پیغمبر کا لوگون شکر پیغمبارزادہ اور عجب بخواہ اللہ کی جانب سے نازل کی گئی ہو۔ اس میں یہ مسلمانوں کی عالمات بھی آہنے ہیں۔ یہو نگہنی کی ذات، حالات، ہر حرکت و مکون، جملوت و غلوت است کے نئے شعل رہا ہوتی ہے۔ اس کے ہر لفڑا در کردہ اور سوتی و عیش کی نیازوں کی تھی جاتی ہے۔ یہ تو انہوں علیہ الشرطیہ وسلم کا اہم ترین مدرس بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے زندو شور کی ان تمام پہنچیوں کو امرت کے سامنے رکھ دیا ہو۔ عام طور سے ظفرام پر نہیں لائی جاتی تاکہ امانت ایسا تامہ سائیں ایں، اتوال و اعمال پر عمل کر لی پہنچتی سعادت و نیوی و اخربی کا سلامان ہم ہو چکے۔ اور اگر الہم دیسا جاتا تو فہرین حضن نشانگی بتائیں کہ آنہ مسلمان ان باقوں کوں پوچھتے۔ ان سنیں کا حل کس کے اسے میں تلاش کرتے۔ ان حالات

جماع نہیں ہو سکتا تقبیل معانقدہ اور ملے جلنے میں کیا باہت ہے اور اگر ان کی کس ایسے ہے یہ ظاہر ہو ٹھیک ہے کہ تقبیل اور معاشرہ ملادون الفوج ہے بھی روزہ روث جاتا ہے؟ یہ کہ کوئی اچھی پیچیوں نہیں ہے کیا اس نے جناب بزرگ کی بات اسی میں جاتے گی کہ ان کی عقل اسے باگر بھی ہے۔ اگر اسی طرح ہر کس وہاں کی عقل کے سیما پر شریعت اور اس کے احکام کو درج کا اور پہاڑا نے لگ کے تو موسوف ہی بتائیں کہ یہ شریعت ہو گئی پاچوں کا کھلیں اور ٹھیک انہیں کا ملگر وہ اک جسم نے چاہا بنادیا اور جس نے چاہا اسے بگار کر رکھ دیا۔

ابد دریج فاعلین مخصوص نشانگاریکی دوسری پیش کردہ روایت تو خود اس حدیث اور دیگر روایت کو دیکھنے سے یہ چیز صاف طور پر مسلم ہو جاتی ہے کہ یہاں جماعت کے معنی سے ہی نہیں جائے سکتے ولہ دو ایک روایت پیش کی جاتی ہے اور اس کے بعد ایک ساقہ ہی ان پر قفتگو پڑگی۔ مرتضیٰ امام افک کے ہوالے سے علام عثمانی رحمة اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:-

إِنَّمَا جَلَدَ سَائِئَ الْأَيْنِيِّيِّيْنِ إِلَيْهِمْ حِسْنَتِ الرَّحْمَنِ عَلِيِّيْمْ وَسَلَّمَ نَعِلَمُ أَنَّهُمْ عَلِيِّيْمْ وَسَلَّمُ فِي قَدَّالِ سَبَدَ رَفِيقَيْهِ رَسُولِ اللَّهِ عَلِيِّيْمْ وَسَلَّمَ نَعِلَمُ لِمَنِ اصْرَأْتُمْ مِّنْ أَصْرَأْتُمْ مِّنْ زَيْلِكَ فَقَاتَهُمْ مَلَكٌ مِّنْ جَنَّاتِهِ رَبُّهُمْ مَنْ هُمْ مُنْصَدُدُونَ حَالَتْهُمْ حَالَتِيْمُ وَفَقَاتَهُمْ وَفَقَاتَهُمْ مَرْسُومُ اللَّهِ تَعَالَى حِسْنَتِيْمُ وَسَلَّمُ فَوَّلَهُمْ حَدَّرَتِيْمُ حَدَّرَتِيْمُ وَلَمْ يَرَهُمْ رَبُّهُمْ لَوْمَهُمْ كَمْ فَرَسَدَهُمْ بِرَأْيِهِمْ هَذِهِ رَوْاْيَتُمْ مِّنْ زَيْلِكَ حَتَّىٰ كَمْ كَرِهَهُمْ رَبُّهُمْ

ایک دوسری روایت میں لاک فق الدناس کے افادا دارد ہیں۔ اور ایک حدیث میں جناب رسول اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ اصنفوں کی مشائی الا الدکا (دینیہ) یا میں جسیں ہیں جماعت کے ملادوں جو چاہے کر سکتے ہیں ان روایتوں سے چشم پوچھی کر سکتے ہیں جو چشم کے مانع اختیار ہے۔

ایک دوسری روایت میں لاک فق الدناس کے افادا دارد ہیں۔ اور ایک حدیث میں جناب رسول اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ اصنفوں کی مشائی الا الدکا (دینیہ) یا میں جسیں ہیں جماعت کے ملادوں جو چاہے کر سکتے ہیں جس کے مانع اختیار ہے۔ اس کے ملادوں مخصوص نشانگار کا ایک خود مانع تھا میں کہ زمانہ زیانہ نہ کر دوست اور منا سبب ہے۔ اس کے ملادوں مخصوص ہی ہوں شیش کردہ روایت زخاری یا علیہ السلام فیصلہ باہر ہے امشارة نامائیں زین لطفہ ایڈن۔ بھی موجود ہے اور وہ اقصیٰ بھی کر رہے ہیں جس کے سچوں ہیں دھول زار بالذوق تھی تھی، اس سے بھی اشارہ اسی کی طرف ہوتا ہے کہ پیداگر مخصوص کی زبان ہے ملحوظ ٹھیکے ملادوں اور کچھ ہو جی نہیں سکتی وہ

— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح دعویٰ کیا تھا تھے
جو شخص اس طرح دعویٰ کرے تو اکثر بڑھتے اس کے تمام
اگلے پچھلے گناہ سمات ہو جاتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ
اگر کوئی شخص پچھلے شر اپنے پھر ملے بازاں کو پوچھ کر
تمام دو کاندھاروں کو متسل کر دے اسے اور اس کے بعد مجدد
ہیں چاکر بند اوزوں دراعت پڑھ دے اسے تو سب کچھ
سمات۔ (۲) حبیب نثار میں، امام "دلائل الصالین" میں
اور تقدیری آمین میں اور ان کی آمین میں ہو تو
کی آمین کے وقت سے مل جائے یعنی سب تو ہو جاتی
تو اس کے سب گناہ سمات ہو جاتے ہیں (بخاری کی
کتاب الصولاۃ)۔ مزید روايات یقین (۲) حبیب کی
شخمر و خوبیں من و صوتاً ہے تو اس کی آنکھوں کو سب
گناہ دیکھا کر خورت کو دیکھنا وہی (روایت) ساف پوچھتے ہیں
پا خود صوت سے باخوبی کے اس پا اس دھونیے پاؤں
کے گناہ سمات ہو جاتے ہیں دلملک کتاب (الظہر) ہے
کوئی ایسا گناہ جس میں پا خوبی اس اعلیٰ کی مدد میں
نہ ہے۔ زنا، چوری، بقل سب اخیں اعتماد سے سفرہ
ہوتے ہیں۔ ایک سرتیہ دعویٰ کیا اور تمام گناہ دست مدد
کے بغایر کی طرح دصل کر دیوں ہے (یقین (۲)) جو شخص
دن ہیں تکریر بسحان اللہ و بحمدہ کا دکاء کرے
اس کے تمام گناہ سمات ہو جاتیں گے۔ غرورہ سند
کے جاگ سے بھی زیادہ ہوں دعویٰ (الکتب ۳۷)
اور یہ بھی۔ — حضرت ابوذر فرماتے ہیں (۵) ایک رتبہ
یہ حضرت سلم کی خدمت میں ماضی ہوا آپ فرمایا
کہ حبیب اول شخص لا الہ الا الله ہوتا ہے اور اس کی
ذفات اسی عقیدہ پر ہو جاتی ہے تو وہ حضرت میں پڑا
جاتا ہے۔ یہ نے عرض کیا خواہ دو زانی اور حمد کیا ہو
فرازیا پھر بھی جنت میں جائے گا۔ میں نہیں ترسہ
یہی سوال پوچھا۔ حضور نصیم نے پھر ترہ یہی ۱۴ اب دیا
اور اخیری مرتبہ فرمائی گئی کہ یقیناً جنت میں جائے گا۔
خواہ ابوذر کو کتنی بھی تکلیف کیوں نہیں مجھ سلم جا گھٹے۔

میں کوئی ان کی صحیح دہنائی کرتا اور کوئی احسیں تبلتا کر رفتے کی
حابث میر تھیں ابھی عمر توں کے ساتھ سر جل جیسی آنا چاہتے ہیں اور
کسی حد تک شریعت اور نہیں کا ماحصل کرنے کی اجازت
دیتی ہے۔ پھر اسی طرح دیام جیسیں میں تمہارا ان کے ساتھ سر جل کا
سائلہ ہونا چاہتے ہیں۔ کاشش ہوسوف بھی اس نقطہ نظر کے سوچنے تو
دھی جیز ہو اخیں یہی نظر آہی ہے میں رحمت و حکمت نظر آئیں۔
ان تفاصیل کے بعد بھی اگر کسی سلم کے دل و لخا تیر کل
باتی ہی رہ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ہم اس کے لئے دعا ہی کر سکتے
ہیں۔ وہی غیر سلم دشمنیت ہیں کسی خیر سلم کی خواہیں کی بناء پر
تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اور جیسا ہے کہ ان کے اعتراض کا تعقیل ہے
تو پہلے احادیث کو سمجھنے دیا جائے۔ اور ان لوگوں ہی کے شہادت و
کئے جائیں جیسیں قرآن حکم ہی میں سوراخ نظر آتے ہیں۔ لئنی اچھی
متفق ہے کہ ایک سلم اس کا تصور نہیں کر سکتا۔ اور ایک غیر سلم
کی انتیاب کے گاہ ملدا ہوں ہونا چاہتے ہیں گویا شریعت کیسا ہوئی
ایکستہ اپن کہ شخص من مقی باقی کرنے لگے۔ ۵

جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی
جناب ترقی کو اس کا ایمان تو ہے کہ اسلام کو غیر سلوں کے
اعترافات سے بچا بایا جاتے بلاشبہ یہ کام ہونا چاہتے ہے کہ ہم اسکے
اعترافات کے چاہات دیں لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ ان
نقواد و پہل اعترافوں کی وجہ سے اسلام ہی کی رنج کی شریعت کو روی
جلاتے۔ فاصلن میں نگارنہ دو اس کو سوچیں کہ ان کے یہ تتم
العین کس سخت لئے جائے ہیں۔ ۶

جسم نہ رہی بکھر لے احرابی کھنہ مکہ تو اسری وی برکت ایمان است

اس کے بعد چند حدیثیں اور نقلی کی گئی ہیں۔ اور ان سے
یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہی روایتیں مسلمانوں کی بھی اگر ادیت اور
شریعی کا باعث نہیں ہیں۔ جیسیں ہزاروں سال سے مسلمانی کی ملکی ملتا
چلا اور ہے چنانچہ فرمائے ہیں۔

"بخاری و مسلم میں ایسی احادیث کافی تعداد میں موجود
ہیں جو حضرت دہنیوں کی حریات پر مبنی اور تیہیں مختار احادیث
ہیں۔ نہ چند دادیوں کو دھوکا طریقتہ بتا کر کہا۔"

یہ ہیں وہ احادیث جو حیر رہا تو زیادہ بس سے مگر می
شناپڑتا ہے۔

اس کے بعد پھر فرمایا ہے کہ وہ

”اضم روایتوں کی وجہ سے مسلمانوں میں تسلیمِ دینی
اور بدکاری اور وغیرہ پیدا ہوتی ہے جس کا نتیجہ ہوا کہ وہ
انہی مذہبی ذہنیت کے نتیجے میں ہے۔ اور اسکے
بعد بحث بھی ختم کر دی جاتی ہے۔“

ان روایتوں پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں ان میں سب سے
جو ایس تصریح اور اصولی طور پر یہاں دیتے جائیں ہیں۔ اور اسکے
بعد بحث بھی ختم کر دی جاتی ہے۔

سب سے پہلے سوال پیدا ہوتا ہے کہ شریاب خوری ”زنا“
سرق اور اس قسم کے دوسروں جرائم کا تعلق کس سے ہے؟ ایا ان کا
شار صنایع میں پہنچا ہے ایسا نہیں ہے جو اسکے میں جانشہروں میں
حقیقی کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو ان مگنا ہوں اور ان جسرا تم کو
صنایع میں شمار کرتا ہو۔ فاضل مخصوص نگارنے سب کو یہی حضرت
عثمان کی جو روایت نقل کی ہے وہ مسلم شریف ہے۔ اگر وہ میت
چندریشیں مزید دیکھ سکتے تو انہیں اس کا جواب میں جا کر کیا واقعی

آنکھوں سی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا دیکھ طلب ہے جسیا کو افسوس یا
یکلے ہے حضرت عثمان ہی اس روایت کے سچی راوی ہیں جس سے
مالک رجھتیں الکبائر و جنہیں کہہ گئے ہوں سے پہلے کہ تابعی
یا۔ مالم قوت الکبائر و جنہیں کہہ گئے ہوں کام مرکب ہوتا ہے
کے الفاظ بھی موجود ہیں۔ تو رسول میں اس صفاتی بھی موجود ہیں۔
اور وہی خاتمہ بھی ہوں گے۔ جب بر ق کی نقل کردہ مبارکہ میون کا
مطلوب بھی ہی ہے کہ صنایع میاف ہوں گے۔ اور صنایع کی معانی
جنابہ بھی بغرضی سے ثابت ہے۔ اور یہ بھی قاتلانی کی سے ثابت
ہے کہ لکیاں ہیں میں یعنی الشیئات دینی بھلائیں

”از الحستاکت میں یعنی الشیئات دینی بھلائیں
ہمایوں کو دھوڑا نہیں، اس آئیں ایسے کے مخت نام مفتریں۔
خیر فرماتے ہیں کہ ایک بھالا میں دوسروں پیدا ہوں اور لگا ہوں کے
لئے جیسے کفار و نجی ہیں جس کردہ لکاڑ کام مرکب نہ ہو۔ پھر وہی
جگدیوں ارشاد فرماؤ گیا۔“

ویکھری الیاذین اخْسَعُوا بِالْمُسْتَهْلِقِ الَّذِي يَنْجِيُونَ

کیا ایک الحشیر ما المُؤَاجِحُ إِذَا أَلْتَمَدَ

وَرَبِيعَهُ وَالشَّعَانِ إِعْلَانَ حَسَنَةِ كَسْنَةِ الْوَوْنِ كَوْ اَحْجَابِ لَدَنِيَّةِ كَلَّا جَوْكَ
کَنَاهِ کَبَّا تَرَادَرَ فَرَاحَ سَعَیْنَ سَعَیْنَ ہوں گے۔ تیر کے لگانہ خیرو
یعنی ایسے لگانہ جو صفاتیں سے ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں
معاف فرادری ہے۔ اسی آئیت کی تفسیر میں حضرت ابن حجر العسروۃ
رضی اللہ عنہ میں مندرجہ ذیل احوال منقول ہیں۔

عن ابن الصنفی ان ابن حسروں زاد الحنفی حضرت ابن حسروں
کوئی ہے جو اسی صفاتیں بالنظر و نہ
قال شما العیینین بالنظر و نہ
الشیخین التفیل۔ و نہ الندیں
البطش و نہ الرجلین المشی
و نہیں ق دلک الفرج و د
یکذبیہ قان تقدیر میفجعہ
حکان تہانیا والد فحول اللہ
راہ تفریغ ۲۵۱

+++

قال عبد الرحمن بن اسحاق کے بھی ایسے
سائیں ابا هریرہ عن قول
الله علیہ السلام قال القبلة
او من اجلها یکلیکی لکلیکی
والخمرۃ والملکرۃ والملکاشہ
فلذا اوصی المحتاج المحتاج
فضل و حب الفضل و حلا الشفافی
و من طبع بھی مشاء ان احادیث تجویز کا بھی ہے جس کی وجہ
برق نے نقل کیا ہے۔ اور اگر موصوف کا عائد کردہ الزام ان احادیث
تجویز پر صحیح ہو سکتا ہے تو نہ کوہ وہ نوں آئیں بھی ان کے الزام کی
زندگی سے بچ گلکیں گے۔ اس لئے کہ یہی آئیت میں الشیئات جمع کا میہد
ہے اسی طبع الحسنات بھی صحیح تجویز ہے۔ اور اس پر اللفظ لفظ
استغرق کا ہے جس کے متنے ہے کہ ہر جملانی ہر تر ای کو زانی کو

ہے۔ ایسی صورت میں تو جاب بر ق کے میان کوہ طلب کی طلاق تد
یں آئیں بھی اللہ آن میں پہنچ کے قابل نہیں ہے اور میادا باشد
یہ آئیت بھی ہر بتارہ ہی ہے کہ میان کے لگانہ کوہ ایک بھلائی کر کے
سب کو دھوڑا لو۔ پس بر ق صاحب حدیث کا لکیا انکار کر سکتے ہیں

میری ناصل ملکے میں تودہ آیات قرآنیہ پر بھی اپنا متحصّن صفات کر رہے ہیں۔ ۵۔

تکفیر اکاعمال دخیل المحمدیہ
چھڑھوئے ہو۔ ورنہ اصرار ای صورتیں
صغریہ بھی کبھی بن جاتا ہے۔ اور کبھی بھنٹے کے بعد وہ فرائض لفظ رہ
اعمال نہیں بنتے۔

اب رہ گئی آفری روایت یعنی حضرت ابوذر غفاریؓ نے فلہ
عند والی۔ اور اس پر کتنے گئے اعتراضات تو مجھے بھجوڑا گھنٹے کہے
کہ جواب برئی کے جوان کا بھی اسی سے پڑھ جانے ہے کہ وہ بظاہر
نشانہ فرمست تو بناتے ہیں احادیث کو لیکن جو نکل ابھی اسی تھت
پیدا نہیں ہوئی۔ پھر کھل کر سامنے آئیں اور قرآن پر برداشت
اعتراض کریں۔ اس لئے احادیث ہی پڑھنی تم فرمائی ہیں۔ اور
اسی سے دل کی بات بھی زیاد پر آ جاتی ہے۔ جلپیں اچکھے طور پر
ہی ہی۔ سب سے پہلی بات تو اس کے جواب میں یہ ہو کہ اس
روایت سے یہ کہیں بھی سلوک نہیں ہوتا کہ وہ مارق یا زانی لابت
میں بلا عناء بچھیلے داخلہ حاصل ہو گا۔ اور اسے اپنے گناہوں کی
سنزا بھلگتا نہ ٹپے گی۔ حقیقت تین ہے کہ الگ رخاض مخصوص ٹھکانہ
کی خرض سے اور سمجھنے کی خاطر اور دوسرا مخصوص ٹھکانہ کی خرض، اور
ایک کی دوسرا سے کڑی ٹھکانے کے بعد غور و نکرسے کام لیتے تو ان
پر یہ چیز اچھی طرح واضح اور عیاں ہو جاتی کہ موسن گناہگار کو اپنے
ٹھکانہ پر کی سزا بھلگتا پڑے گی۔ لا آنکہ وہ تائب ہو اور اشد تعالیٰ
اویں کی ذریعہ و تبیون نہ رکار اس کی بخشائش کر دیں۔ جواب برئی
روایت کا ترجیح لکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جب کوئی شخص لا الہ اللہ
کہتا ہے اور اس کی وفات اسی عقیدہ پر ہو جاتی ہے تو وہ جنت ہیں
چلا جاتا ہے۔ آخر ایسا گھوں نہیں ہو گا جب کہ آیات قرآنیہ بتلا
دیجی ہے کہ "ذمہن یعْمَلُ مِشْقَانَ ذَرَرٍ وَّ خَيْرٍ اُرْبَةَ" (المرسی جو
شخص دنیا میں ذرہ برا بری نکلی کرے گا وہ دنیا اس کو دیکھ لے گا) اور یہ
ظاہر ہے کہ کلمہ لا الہ اللہ کا اقرار کیے اس نے ظالم عظیم سے اپنی
برات کا اعلان کر دیا ہے تو پھر یہ کوئی نکر ہو سکتا ہے کہ جواب باری کم
اس کے اس عمل کا اسے بدلتے ہیں۔ اس کے ملا وہ جب کہ دوسرا
آیت میں یہ بھی فرمایا گیا۔ "إِنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ مَعْرِفَةَ مَطْلَقٍ وَّ لَا تَكْفِرُ الْكَسَادُونَ"
مَادُونَ ذَلِيقَ طَهَنْ يَشَاءُ ذَلِيقَ طَهَنْ يَعْلَمُ آنْ يُعْلَمُ طَهَنْ يَعْلَمُ
کرتے اسکے ملا وہ سب گناہوں کو جس کیلئے چاہیں معاف کر سکتے ہیں
آن تغییر کر جو بعد از کیا اشکال بالی ترجیح اتھر، و آخر دعا نا ان الحمد لله رب

تو پختہ نازکر خون دو عالم سسری گردن پر
نا خصل مخصوص ٹھکانے دوسری بات یہ فرمائی کہ اگر اسی
طریقے سے گناہ حسنات سے معاف ہو سکتے گا تو سماجی اور فرش
کا دروازہ مغلی جلتے گا۔ اگر ایک قتل کرنے والا انسان یہ سمجھے کہ
تسل کرنے کے بعد اب میرا قصور نہ کسی بھلائی سے نہ ٹھکانے کسی
تو یہ و تغیر و زاری سے۔ کیونکہ قوبہ بھی ایک نیل محل ہے اور دو نا
دھونا بھی دھون کرنا بھی اور خلاز پڑھنا بھی اگر ان سب کاموں سے
گناہ گار کے گناہ حسنات ہوں تو پھر گناہ گار یہ سمجھ کر اب تو مجھ سے گناہ
صادر ہو ہی گیا اور اب تیرے لئے سماجی کا دروازہ بند ہے اور بھی
گماہوں پر جو جی ہو جاتے گا اپس سر قہارب ایسی احادیث
کا اکھار کر کے لوگوں کو گناہ پر دلیر اور جری بنا لئے ہیں۔ وہ ان کا
تصاف نظری ہے "لَا تَقْتُلُوا مِنْ شَرْحَمَةٍ وَلَا تُحْرِمُوا أَنْفُسَ الْمُتَعَذِّرِ
اللَّهُ فَوْجٌ حَسِيبٌ"۔ (یعنی اللہ کے پیاروں میں سے نا امید نہ ہو اللہ
تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کر سکتے ہیں)

(اسی کو ایک مارپت بالش فرمائے ہیں۔)

باز، باز آہر کنہ استی باز، حُر کا ذر و بُت پرستی باز،
ایں درگہ مادر گر فرمیدی نیت صد بار الگ تو پشکتی باز،
ذکرہ تفصیل ہی کی وجہ سے علمائے اہل سنت والجماعت
پیش کر دوہ روایت اور اس کی مثل دوسری تام روایات کو معاشر پر
محول کرتے ہیں۔ چنانچہ این عظیم اس سلسلے میں دو باتیں سکتے ہیں۔
احمد حمام عن جمہور ایک ان دونوں میں سے یہ بھی ہے
اہل السنۃ ان اجتیاب الکبار شرط لتفقید هذہ
الفرا لفظ شیئا بالحكیمة میں جب کہ وہ کیا ترے مخواط ہو۔
والثانی آنہا تکمرا الصغار مطابق ایک لفظ هذہ
مطلقاً و لطفاً تکمرا الکبار و کجا ترے کے لئے لفڑا ہوتے ہیں۔
ان وجدات لکن لشوط اعلیٰ کیا ترے نہیں ہوتے۔ اور صفا
الحجوار علیہما۔ یعنی اذاصو میں ہو گا جب۔ کہ انسان ان مفتخر
علیہا صارت بکیویہ مفتخر



تو نمیکہ ہی کہہ رہا ہے مالی
ہے ترا جمن بہار دیدہ
لیکن یہ شمار تو بتا دے
ہیں کتنے شجر جمن گزیدہ؟

بکھری زیاد پیغما افساذ کب نہ صار
مگر شور جو آیا تو اس نے ہاتھ ملے
کوئی بھی عقدہ دشوار ازندگی نہ کھلا
بہت سی عمر گذاری ہر گیسوں کے ملے

کس شوق سے کہدیا تھا نئے
اپنی ہے چون کی ڈالی ڈالی
لیکن یہ طسم شوق نوٹا
گم ہو گئی جنت نیا لی



پہلے انسان کو اپنی ہی خبر ہو تو ہی
کسی صورت غم دو اس سی فسر ہو تو ہی
جیخوڑو ق طلب غم سفرا ہو تو ہی
ہاس ذرا تذکیرے قلب و نظر ہو تو ہی
کوئی شائستہ صہبائے منظر ہو تو ہی
قلب انسان میں اللہ کا ذرہ ہو تو ہی
شوچ کو دخوت ششیر د تبر ہو تو ہی
آدمی تین بکف سینہ پسرا ہو تو ہی
تیرے قابل دری محبوب یہ سر ہو تو ہی
اہل مضر ب سا کوئی شعبدہ گھر ہو تو ہی
آن بھی ہے دری محبوب پر بچھے عامر

آسمانوں کی بندی پر گذر ہو تو ہی
دہ بصد جو ہی مائل ہو سکر ہو تو ہی
راستے ظلمت صحرائیں بھی مل سکتیں
ذراہ ذراہ سے عیاں آج بھی ہر جلوہ دست
آن بھی ہر مکے ساقی کی نظر بادہ فرش
ازندگی ایک نیا روپ بدل سکتی ہے
عشق نالہ ہی نہیں نعمتہ مگبیر بھی ہے
فوج آلام دخادرث کو پلت سکتا ہے
ہم بھی آئیں گے تڑپتے تو بھے بھے نیکر
برق داہن کے اجاہوں کو سحر منوایا

کو دنما دار کوہن بہن دار ہو تو ہی
(معترضان)

قیاس کرنے کے نکشان میں ہی اصرار

دریٹر تھلیٰ کے نام ایک خط بلا بصیرہ

طریقہ استحکام کو مطابقت آنے چہ تو ہم ہمیں جانتے ہیں کہ پاس کیا
دلائیں ہیں اور کیسے وہ اس کی جگہ کر دیں ہیں۔ میں آج کی
اطلاع کے طبق عرض کردیں کہ مولانا مودودی نے استحکام کی نسبت
ہمیں کچھ ہمیں لکھا ہے۔ میں نے ان کی سلطنت پر ہی ہے۔ اور میں
بتائیا ہوں کہ انہوں نے کسی سلسلے میں متعلق کیا ایک اور کہاں لکھا ہو
یکوں نکہ ترجمان القرآن کی تاریخ اشاعت سے آج تک کے پڑے
فائل میں پاس ہو ہو ہیں۔ ترجمان میں آج سے دس سال پہلے
استحکام سے متعلق ایک تحریر چھپی ہے جو مولانا مودودی ہمیں۔ بلکہ
مولانا میں اسی صاحب اصلیٰ کے قلم سے ہے اور ایک کوال کے
جواب ہیں ہے۔ کسی صاحب نے تسلیع تحریر کی بعینی مولانا مودودی ایسا جھٹا
مردھم کی تحریر کے بعض کا رکنوں کا خواہ دیتی ہے جوئے لکھا تھا کہ۔

”آن بزرگوں کا استحکام کے متعلق یہ نظریہ ہے کہ ہر صاحبیں
استحکام کیا جانا چاہئے۔ چالیس کوئی مستقل علماء فہرست کے جملے
کے قابل ہو جائے ہو۔ چالیس کوئی بھی فوٹشت کی ذکری اور
پہلی بیوٹ تو کوئی میں سے کوئی ایک کو اختاب کیا کرے
استحکام کا شرور دیا گیا تھا۔ حالانکہ ان اخکام شرعاً کے
تحت ایک خصوصی پر ہیچ چکا تھا۔ اخراستحکام کا صحیح اور جائز
کھصوف کیا ہے۔“
اس کوال کی نوہیت کو نکالہ ہیں سکتے اور پھر مولانا مصلحی
کے قلم سے اس کا جواب دیکھئے۔

”استحکام کا تعین ان امور سے ہیں ہے جن کے باعث میں
اللہ تعالیٰ کی شریعت کے قلمی فیصلے ہو ہو ہیں۔ حنفی اور
رسول کی فرمائی ہوئی باتوں کے کیسے اور ان کی کیسے کردیں

مورخ ۲۲ جولائی ۱۹۷۴ء۔

حسب تحریر زید محمد کی اسلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

”توہینات تک تاہم سے ایک تحریر جو ایک تفصیل خود روانہ
خدمت کی جا چکی ہے۔ اسی سے کہ وہ ملقوط ملا ہو گا۔ جو لالی کا کلی
جگ کی تابع تھک نہیں ہا۔ دوسرے ہوئے ایک صاحب نے یہ پڑھ
لادیا، معلوم ہوا کہ الحضیر میں بہت عرصہ چوگیا ہمیں معلوم میسا
ہو سوہ پر پہ کلی گز شدہ بیہقی سے کیوں غائب ہو رہے ہیں؟ اس پر پڑھ
کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ الحست کا جعلی شائع نہ ہو گا۔ میری خواہش
ہے کہ ”توہینات“ والی تحریر اور میر اساقہ مخصوص حضرت سیدنا
شوریٰ ”دو نوں“ اکٹھے اس دو ماہی نمبر میں آپ شائع فہرست دیں تو
مناسب ہو گا۔

تمہارہ پر پڑھ دیا جائی، میں سوال ہے کہ جز نہ ہو جو کہ ”عرصہ
ہوائیں نے اخبار کوثر اور ترجمان القرآن (دہماں ہام) ایڈٹریٹر الاعلانی
مودودی میں پڑھا تھا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ استحکام کی کوئی حقیقت
نہیں بلکہ شیطان کی جانب سے ہے افسوس ہے۔“ افسوس ہے کہ مسلمان
بھائی نہایت خیریت دار اور طریق پر کوئی بات کا دکر کر دیتے ہیں۔
سائل نے دی ہے جیسا کہ استحکام کے کوئی حقیقت اور شیطان کی جانب
سے ہے موسیٰ کتنے قرار دیا ہے۔ اور نہ وہ حیارت خلق کی جس سے اس
نے یہ مضمون افذا کیا ہے۔ اگرچہ آپ نے جواب میں صحیح لکھا ہے کہ۔

”استحکام کے باعث میں مولانا مودودی تک ملکہ اس کی لفظاً لفظ
نفر چب تک آپ پیش نہ کریں کوئی جریح ہمیں کی جا سکتی۔“ مگر
باں ہر استحکام کی تفصیل لکھ کر آپ نے یہ تحریر کر دیا ہے کہ۔
”مولانا مودودی یا کوئی اور عالم الہمد و مدح میں وارد شدہ اس

شرخاً و غلماً کسی فصل ان تجویہ پر نہیں ملک۔ ایسا ہمیں
بڑھنے پتے تذبذب و ترقی کے از اسکے لئے اللہ تعالیٰ سے
مسنون طریقہ برائی کا چالیستہ نہ کان معاملات
میں جس کے باشہ میں اللہ اور رسول کے صریح احکام
 موجود ہیں ٹاریخ مسلمانوں باہر نہیں (جیو ۲۰۱۳)
ایمید ہے کہ آپ اگتندہ ملکیتیوں کی میں سو الائچے متصدی
کے فیروزہ دار افراد کو ریا ہے نے زیادہ ٹھوڑا رکھیں گے۔
آپ کا مخلص، شیخ احمد رفائل، دیکھو صفحہ نامہ پر دکن۔

باتوں کے نہ کرنے کے سچے متعلق (جیو ۲۰۱۳)۔ کاروبار اسے ہے وہ حق
ہے اور الگ آپ کو صحیح تراجمۃ میں پہنچنی اچا رہتے ہیں تو
جس بڑھنے کیا کر دے ایس سے خالی بھی ہے کیونکہ
وہ دراصل اصل اصل دوسرے کا پیر و نیس۔ بلکہ اپنے خوبیوں
اوہ تو چاہتے کا پیر ہے۔ اور اس کے خود کے خوبیوں اور
صلک احکام سرو تھیں اس وخت تک۔ تاں توں ہیں
ہیں جس کے کس کا خواب اپنی تائید نہیں۔ اس
بستاءہ کو تعلق نہیں، ان امور سے ہے جو ہیں اللہ

لا جواہ اردو عربی طکشی

مصباح اللغات عصیٰ حقوی عالمِ دکشنی کے مؤلف جناب ابو الفضل عبد الحفظ صاحب مدظلہ کی ذات گرامی محترم تعارف
ہمیں۔ آپ نے ترجیہ کرنے والوں اور دیگر شالقین کی آسانی
کے لئے اب ایک ایسیٰ دکشنی تیار کر کے شائع کی ہے جس میں کمی بھی اور و لفظ کا عربی ترجمہ نہیں اسی سے دیکھو
جاسکتا ہے۔ اس طرح کی دکشنی فی زمانہ کم و بہیں نایاب تھی اور حقیقت یہ ہے کہ فاضل تولف نے ایک زبردست کی
کوہ ردقت پورا کیا ہے۔ دصری زبانیوں کے جو الفاظ اردو میں مستعمل ہیں۔ مثلاً مکہری سیمھٹ۔ ریل وغیرہ
ان کو بھی خصوصیت اور توجہ سے شامل کیا ہے۔ لکھائی چھپائی پاکیسٹہ۔
مکہرہ سیمھٹی دیوبندی (جیو ۲۰۱۳)

محض اقبال نبوی

صحابت کی مشہور کتاب "ترہی" کے مصنف امام روزی کی
بہترین کتاب "شامل ترمذی" کا اور دو ترجیہ و در شرح جمیں سوال اللہ
کی اشکال و صورت اسیرت و مدادات، الباس طهاب اور زندگی کی
پچھوئی سے چھوٹی یا تیس اور تیلیقات ہبایت جو اور سند طریقہ
سے مذکور ہیں۔ اخلاق و حیثیات اور عادات شریفہ کے شید ایشور، کیلئے
تحفہ خاص ہے۔ ترمذی سیانہ احمد ریشمیں اور اب شاعر کتاب میں
لکھائی چھپائی ہے اور قرآن کا عندیجہاری، ہر یہ بجا را اٹھوڑو پے
بلوں المرام (از علامہ حافظ ابن حجر)۔ جائز آٹھوڑو پے

حضرت شاہ ولی اللہ کی مشہور کتابیں اردو لباس میں
نیز کشیر

دینی نکات و لطائف اور اسرار و حکم پر مشتمل یہ
کتاب دو مجموعات سے بحث کرتی ہے قسم مجلدیں ہیں اٹھائے
فیوض الحسر میں

شاہ صاحبؒ کے زیارت وحی کے مشاہدات اُن کے
خاص رنگ میں۔ تیمت مجدد ایک روز پر بارہ اُنے ہمہ

منہ مکہرہ سیمھٹی دیوبندی دوپی

سنن رسول (عربی سے ترجمہ)، جلد دوپی پے چار آنہ ہے

لِکْھنؤت

از: ابوالمنظور شیخ احمد ناندیر (دکن)

شدت سے جو قیمتی چھوڑ دی تھی بچنا پڑے پہچاگیا تو انہوں نے
جو اب دیا کہ "جب بارشا ہوں کے بارشاہ اور شہنشاہوں کے
شہنشاہ مسٹر زین کو چارے سے لئے فرش بنایا ہے تو پھر ایسے
قیمتی فرش پر جو تیار پہنچ رہا ہے کیسے پسداشتے گا؟"

اگر کسی کو یہ روایت مفہوم نظر آئی ہے تو اس کو دو باتیں
ذہن میں رکھنی پڑتی ہیں، ایک یہ کہ "چیزِ مشابہ حق کے طبقہ کی
شدت" کا مطلب ہے جو لائق تقدیر و پیرروی نہیں پہچاتی فخرت
یا شرمندی زین کے متعلق ہے فرمایا کہ وہ ہمارے سے لئے فرش بنائی
گئی ہے لیکن اپنی بہنہ پاٹی کے متعلق فرمایا کہ ایسے قیمتی فرش پر
جو تیار پہنچ رہا ہے کیسے پسداشتے گا، مطلب یہ ہے کہ زین
کو بھی کیسے قیمتی فرش ہے، حضرت بشیر کے لئے کمی اور ملکہ
السا توں کے لئے بھی جیسا کہ ارشاد باری سے ظاہر ہو گئے الذاہی
جھوک اکتم الاصغر فضل شما، لیکن برہمن پاٹی فخرت بشرط
کا حصہ نہیں ذاتی فعل ہے۔ اگر وہ درودوں کے لئے بھی یہ فعل
ضروری سمجھتے تو کہنے کا تم سب کو بھی بھی کرنا چاہیے، اگر تو ہی
نہیں کہہ سکتے قیمتی کو تکمیل مٹا بدھ حق کے قلید کی شدت کے
اقوال و امثال تعلیم و تلقین اور رعوت و تنبیح کے لائق نہیں ہو، اُر
اور یا لکھ فیرا مختیاری پرستے ہیں، تاہم اگر وہ کبھی ایسا کہہ بھی
چلتے تو ان کی بات لالیں اعتناء نہ ہوتی، کیونکہ حضور مسیح اب
صلی اللہ علیہ وسلم پر ان سے زیادہ مشاہدہ حق کے غایب کی مشدت
طواری نہ ہوتی تھی۔ اس کے باوجود حضور نبی خود جو تیار پہنچ کے

بیرون مضمون "حضرت بشیر حنفی رحمۃ اللہ علیہ" (مشاع
شده تحریکی بارت ہوں لٹھے) پر تحقیق کے مدارک شہریت بدین
الاتفاقی تصریحات توڑ دیا ہے:-

"کاش ہمارے مضمون بھاگر خیال فرمائے کہ
اس مضمون کی بعض روایات حذف کر دیں
کیونکہ جو روایات خلاف درایات ہوں ان کے
اثبات کے لیے مدد درجہ ضبط اور ثقہ شاہد تو کوئی
ضرور است ہے، بلاشبہ ان کا بیان کرنا سمجھدی
نہیں بھی جامیکتی ہے۔"

کاش ہمارے مدارک شریح اور روایات کا تعین فرمایا جو
ہوان کے خیال میں قابل حذف تھیں اور جھیں بیان کرنا ائمہ
از ریکہ سمجھدی کے خلاف ہے، اس صورت میں بھی میں تذہی
حاصل ہوتا اور عام ناظرین بھی اس سے استفادہ کر سکتے، مگر
انہوں نے ایک بھل اور فیضتین بات کہہ کر پورے مضمون کی
اندازت کو فوجرا ج اور اس کے قابل اعتماد و بصیرت پہلوہ و نکو
محی و دو مشتبہ کر دیا ہے، ان کے اس نوٹ کی بیان اور پڑیں نے
پھر مضمون کو شریح اور اس کے آخر تک پڑھا اور مسوس کیا کہ بعض
باقیں تو صحیح طلب کر رہے ہیں لیکن کوئی بات خلاف درایت
صحیح نہیں آئی جسے بیان کرنا سمجھدی کے خلاف قرار دیا گی
۔۔۔۔۔ لہذا میں اذخراں یا قول کی صحیحیت کی درتائی ہوں جو باقل
نظر قابل کو شرع نظر آئی ہیں۔

حضرت بشیر حنفی بھی برہمن پاٹی کے مسلمان میں سنائیک
درایت یا نقش کی پیسے کر انہوں نے مشاہدہ حق کے طبقہ کی

ہے، اسی دلیل لائیں تقدیم قابل عرض ہے۔

میں نے اسی خصوصی میں، ایک اور دو ایت نقش کی ہے کہ حضرت پیر شرائیک مرتبہ قبیرستان کی طرف سے گذرے تو وہ بھا کو مرے تبروں پر پڑھتے ہام جگہ رہے ایں، مولیٰ صدوق ہو گئنا۔ کسی پیزی کی قسم پر جگڑ رہے ہیں، حضرت پیر نے خدا کے دعا کی کہ حقیقت حال سے آگاہ فرمایا، نہ آئی اگر خود اپنیں سے جاوہ پر جچو تو حضرت پیر نے پوچھا تو انھوں نے جواب دیا کہ ایک رخصت ہوتا ہے ایک دین اور اُنھوں ہماری طرف سے گذرا اور اس نے تین مرتبہ سورہ اخلاق میں پڑھکر اس کا ثواب سیدھیں جلتے، اس روز سے اس کو اپنے کو تم اپنے بیٹے کر رہے ہیں اور اپنے تک شہر کر رہے ہیں۔

اگر کسی صاحب کو یہ روایت خلاف روایت تنقیحی ہے توہ بھی صحیح ہیں، یہ واقعہ منشاء کشل سے تعلق رکھتا ہے جس کا اشتافت مستلزم وحدیت و دو قول سے ہوتا ہے اور اس میں کسی قسم کا استبعاد عقل ہیں ہے۔

ستان میں حضرت مریم علیہ السلام کے ذکر میں آتا ہے کہ فاتحہ دشمن من دو نہم جہاں اف ارسلن الیسا رس و حن اف مثل دعا باشد سو ویا رجب اخون نے لوگوں سے آگر کی توہم نے ان کی طرف اپنی روحی بینی ہاما مقرر کر دے ایک فرشتہ پھیلا اور دوہ ان کے سامنے پڑ رہے انسان کی جیشیت سے نتشہ ہو گیا، حضرت مریم اس انسانی تخلیک کے فرشتہ کو دی پھیان میں اور بدل اپنیں

ای اعوذ بالرحمن منک ان کی دنست تقدیم اپنیں نہیں ہے۔ خدا کی پتہ اسی مگرتوں اور اگر پر پیشہ کار ہے فرشتہ سے کھا اندھا اس سوویں سو بہاش (میں تو اپنے کے دب کا اصادیوں) ظاہر ہے کہ حضرت مریم نبی نہیں، وہی قبیل اور بیٹے دو جس کی دلیت تھیں، حضرت ابراہیم اور حضرت لوٹیلیم اس کے سامنے فرشتوں کی انسانی شخصیت میں نا اور پیغمبروں کا اپنیں دیکھیا جائے پھر خدا کے بتانے پر حقیقت جمال کا علم ہونا قرآن میں ایسی جگہ مذکور ہے، احادیث نبوی میں بھی میںیوں مرتبہ فرشتوں، اور دوسری غیر مرتبی فرشتوں کا حصہ یہ کو رکھا ہے دینا اور جنود و رسانہ تباہ کا اعلیٰہار حقیقت پر اس کا علم ہونا مذکور ہے، اگر کوئی صاحب یہ فرمائیں کہ ان روایات واقعات سے فرشتوں و خیریت کا

(ان کا بیان کرنے سمجھی گئی خوبی محسوسی) تو یہ درست ہمیں کرو جی بھر عالیٰ ہے اور دل بھر عالیٰ ہے مگر فرق مرمت کیجئے ہے پھر تو
ایک دوسرے درست حقیقت ہے، لیکن کسی بھاجا اس فہم کی روایات کے نقش و بیان سے نہ صرف اولیٰ اللہ کی تقدیم کا اعلیٰہار مقصود رہتا ہے بلکہ دوسروں سے اندر غلبہ علیٰ کا جذبہ پیدا کرنا اور اپنیں ہے بتانا ہمیں مقصود بر تکمیل کر جائے کہ جس کے اتباع اور اس کے مشاہد کے غلبہ کی شدت سے لوگ بہتر نہیں کر سکتے لیکن یہیں اور یہ اعلیٰہار بیان خود درست میں یعنی استوار کیا گیا ہے، مثلاً ابوداؤ شریف میں حضرت عسمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی میا اور نبی ایمان من عباد اللہ لہا اسماً ہمہ ملیٹیا و کاششہ اور یغبیطہم الانبیاء عواد الشصل اور یوم القیامۃ لکانہم من القار تعالیٰ۔

واللہ کے نندوں میں اپنے بھی لوگ ہیں جو دین پڑھیں اور رشید ہیں اور شہزاداء تک تیامت کے روڈاپنہر تک کریں گے، حضیر ان کے ایک خاص مرتبہ کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ کے تذکرے ان کو حاصل ہو گا)

اسی سلسلہ روایت میں آتا ہے کہ لوگوں کے استفادا پر کوئہ کون لوگ ہیں "حضرت" سے ان کی صفات بیان کیں اور آیت کریمہ الائی اولیا علیہ السلام کا حکوف ھیضم دکا بعدم بخوبی نہیں کوادت فرمائی۔

کیا اس حدیث سے انبیاء پر اولیا کی تقدیم کا اشتافت ہوتا ہے؟ ظاہر ہے کہ ظاہر الفاظ کے باوجود دینیں ہوتا اور پھر گوئیں ہوتا، بالکل اسی طرح اگر شاذ و نادر اولیا علیہ السلام کے غلبہ عالات کا ذکر کر دیا جائے تو اس سے بھی تفہیم ملیں لانگیاں کا شہر نہیں کیا جائیں گے۔

دوسری یا سی جو روایت مذکورہ کے سلسلہ میں ایک تذکرہ ہے اسے ذہن میں کھیچا جائے ہے جبکہ کہیں اس روایت کے در دروازہ، روایات کا ذکر کیا ہے میں سے حضرت پیر حافظی کے اعلیٰ روحیہ تقویت کا اعلیٰہار ہوتا ہے، ایک سی دا تقریب کے سلسلہ میں چند تلفظ روایتوں کو صحیح کر دینا کوئی لگنا نہیں ہے جس کے نتیجے خیریت کی انتظام نکال دیا جائے، ان میں یہ جو اقرب الصلوٰات

کر حضور کو کپڑوں سمجھتے غسل دد، اس سسٹہ بیان ہیں کا یہ مسودہ من ہوس کے المذاہ آئے ہیں، جنی کی کو صلحہ نہ تھا کہ وہ کون تھا ہی کلام بالتفہ سب جس کا تقلیل کرنا خلاف درایت ہے جس کا بیان کرنا خلاف سمجھی گی۔

درالصلحت فرست اپنے کے حالات میں اس روایت کے تقلیل کا مشاہدہ کیا تو اب اور دوسرے قیری اہمیت کو ظاہر کرنا ہے اور اس بھی ذکر کیسی دیندار شخص سے ایسا کیا تواب دفعے تحریر ہے اور اس کا تحریک میں کوئی ولی و نبی نہیں ہوئے۔

پھر تن ذکر کی وفات میں نے یہ روایت تقلیل کی پہنچ جبکہ حضرت بشرؓ بندیوں زندہ ہے، آپ کی حوصلہ کے لحاظ سے کسی جو پاریہ نے شہر کے لگی کوچوں میں لیدنے کی تکمیل حسی راست آپ سے انتقال فریبا کیجا پارا یا نے لید کی، اس پر اس کا بالکل صحیح اخراج کا مسئلہ اعتماد ایسا برداشت کے بشرخونی وفات پائے گئے، چنانچہ بعد میں جوں ہو اکام کا اندر یہ صحیح تھا۔

اس روایت میں بھی کوئی بات خلافی درایت نہیں ہے یہ اللہ کی رین ہے جسے چاہئے دے۔ جب خود حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں جن کے مرتبہ و مقام کو دیکھ کر قیامت کے درانہ بیان درست کریں گے تو آخر اس روایت کے ماءتہ اور بیان کرنے میں کوئی فخر نہیں ہوں گے کہ حضرت بشرؓ بین پائی کو انشتعالیت تجویز کرے اسی حقیقت میں وہ مرتبت کا شرف پختہ تھا، رہانظیل ای انہیں کاشہر تو وہ بھی کسی طرح پیدا نہیں ہو سکتے، بھی بھی ہی ہے، اگر اس کے مقابلہ میں اولین مرثی کی نندگیوں میں اونچی سے اونچی چیزوں کی نظراتی ہوں تب بھی یہی میتھیت بھوگی وہی کے مقام سے فرد تریکی رہے گے اس سے دوسرے پہنچانے والے ایک طرف بھی کے بارہ بھی نہیں ہو سکتے اور جو نہیں ہو سکتے، شہداء اور کیفیت قرآن کریم میں صراحت المذاہ جو اس جادید کی بشارت ہی گئی ہے اور شہید کی تصریف میں کب کچھ ہے کہ وہ وہ اللہ کی ہوں گے اس قتل کیا جائے، اخضرت ملی اللہ علیہ وسلم کسی کے ماقبل سے قتل نہیں ہو سکتے بلکہ طبع موت سے آپ کی وفات میں ہیں ای تھی، اس کے باوجود کسی مدد اور بھی خیال نکل میں بیانات نہیں آسکتی کہ نعمۃ اللہ شہداء کے مرتبہ سے بھی کرمؑ کا مرتبہ کتر ہے

مشقی ہونا ثابت ہے۔ بعد انتقال رسول کے عشق ہوئے کا ثبوت دو کاری ہے، قوم اخیر میں نے شریف کے واقعات کی طرف تو بہر لا جیس گے۔

صحیح احادیث میں ان داعیات کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے ان میں ڈکر بھی سہی ہے کہ حضور سماں نے بیت المقدس میں تمام انبیاء و کام کو نماز پڑھائی تھی، اور ہر انسان پر نبیا و کرامہ نہ تھا ایسیں کیس اور گلگتو فرمائے رہے، نہیں ہے کہ نبیا و کام کے اجس اہم کارک دیں میں دفن ہیں، پھر انہوں نے حضور کی اقدامات کی وجہ پر جو اور آسمانیوں پر حضور سے نماقات اور گلگتو کی کیا صورت تھی؟

گرانبیا اس کے چیزات میں ادا خاک انشیعہ ہیں تو اولادی اسی کی امامت میں اس کے استعداد کی کہا جو ہے؟ پھر حضور الوداع نے صراحی ہی میں ہیں دوسرے موصوموں پر بھی اور وارج اپنے ایسا کو مشق دیکھا ہے، مثلاً مسلم شریف میں ابن عباس سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملک اور مدد رہنے کے دریمان جانجو تھے۔ جسماں ایک دادی سے گزرے تو آپ نے فرمایا کہ ولی وادی سے ہے، لوگوں نے عرض کیا کہ دادی اپنی سے اپنے فرمایا میں تو ایاموں علیہ السلام کو دیکھ رہے ہیں، پھر اپنے ان کے گلگٹ بالوں کی کچھ کیفیت بیان فرمائی اور بھی فرمایا کہ ان کی حالت یہ ہے کہ انہی اکھلیاں کا نوں میں دیکھے ہوئے ہیں، اور لبیک۔ سے اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہوئے اس دادی سے گزرے ہیں۔

ابن عباس کہتے ہیں پھر اسی ایگے پلے بہا اسک کہ ایک گھانی پر پہنچے۔ آپ نے پوچھا ہے کوئی چھانی ہے؟ لوگوں نے وہنی کیا تھی۔ ہے یا سفت ہے، حضور نے فرمایا کہ میں گویا یہ اس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں، ایک صرف اونچی پر سوار ہیں صوف کا کرتہ ہے ہوئے ہیں، اونچی کیلیں پوست خیاکی ہے اور اس دادی سے گزر رہے ہیں۔ رہانما فرمی کامعت ملک تو اکھلی جو کوئی استبعاد اعلیٰ یا تقلیل نہیں ہے، مثال کے طور پر اس دادی کے مخضز کر لینا چاہیے جو حضور نبیؐ کی وفات کے بعد پیش آیا تھا کہ صاحبہ میتھیت بھوی کو سن پڑوں کے غسل دیتے تو رسیتے کے لئے میں فتنہ الخیال ہو رہے تھے، بہا اسک کہ انشتعالی سے ان پر نیند فالم کی اور پھر ایک کرامہ کر بھوا ہے تھے کسی گوشہ سے کلام کیا

نمازیں نہیں ہے، اس مشابہہ حق کا مخصوص میرے ترکیب ضرع بحث ہے ذمہ کردہ تھیں میں مجھے کچھ کلام ہے، ذمہ دار دوایت دلایت کے ممتاز دلایات یہ میرا تازی ہے۔ تکمیل مطلب صرف ممتاز تھا کہ اسی قوق العادات اور فیض معلوم و اقوات اور کشف دلایت وغیرہ کے بیان میں ان لوگوں کا مصیبہ رہ فتنی روایت و حدیث کی تینگی آگاہ ہیں، فیض مند میلان دلی کی کتابوں اور فیض تاریخی ناولوں کے معيار سے جدال کرنے والے تاچنگی ہے، زیر تذکرہ مضمون میں فاضل درست نے کسی جگہ نہیں بتایا کہ جو روایات اور سوراخ مصنف تاریخ کی چیزیں بیان کر رہے ہیں ان کا ماغہ اور ذریعہ مسلم کیا ہے، آخر تاریخی یہ کس بیان دیتا ہے کہ بن احوال و اتفاقات کا بیان کیا گیا ہے وہ عقیدہ آئندہ دلایات اور ارادت ممتاز تھا شیش آمالی کی بجائے حقیقت بر مبنی ہیں۔

میرے درست برداشت میں، کشف و کرامت کا لکھاری اعلیٰ افز دلایت کی تخلیق مقصود نہیں بلکہ کہنا ہے کہ اپنے بزرگوں اور دلیلوں کے سوانح میں عجیب و غریب کرشوں اور کرکٹوں کا ذکر کو ہرگز دلایت کرتا رہا ہے اور کرتا رہا گا، اسی تاریخ لکھاری جس کی بیان و فتنی مضمون کے مخصوص عقیدت دلایات اور فیض معلوم نہیں مددی ہے، علم و انساف کی بارگاہ میں کی جیشیت بھی ہے، اس کا اعلانہ ہر صورت میں کر سکتا ہے۔

جو احوال زیر تذکرہ مضمون میں بیان کیے گئے ہیں ان کے معقول نہیں معمول ہونے کا سوال نہیں ہے بلکہ دلایت کی برتری اور کشف و کرامت کی حقیقت کو لیے گئے ہوئے ہیں اور بیان کردہ احوال کو کم الواقع مانتے ہوئے بھی صرف اس تذکرہ کیانے کیانے کے خواص کی کچھ تکمیل شہادت ضرور ہوئی چاہیے، میں جیسیں کہتا کر رہا ہوں نے کسی بھی حال و مقام کے بیان کی شرط ہے وہ فتنی چیزیں کہ دلایت کے محدود میں کو الازم اساتھ پہنچائے بلکہ بیان کی ذکر اس کی ذکر اسی اور اس وقت حاصل ہے کہ فتنی طرف کی جائے یا کسی باوقت العادت اور خلاف فطرت ماقبل کو لیت کسی مقدس دلی کو دلایا جائے تو کم سے کم اتنا فردو اوضاع کو دلایا جائیجی کہ اخراج اخذ اور ذریعہ علم کیا ہے؟ کیونکہ بیان کردہ کرامت یاد و قوت عجیب یعنی ذریعہ دلی کو دلایا جائے تو اسے کوئی کتاب گراہن خاند ہے تو۔

اولاً اپنے کو حیاتِ جادو دار حاصل نہیں، بیکونکہ وہ نبی تھے اور نبی کا فخر بھی ہونا ہی تمام فلسفات پر اتفاقیت کیتھی گا اسی ہے۔ میں نے اپنی چند تقلیل کردہ روایات کی عجمسری تو ضمیح کر دی ہے، اسی طرح ناظرین ہر ہفت کو حکمران خود و تھیقیت کے ساتھ جو پڑیں اور حکمراں میں مذاکوہ پاسے کی کوشش کریں، اور علمی دلیل فائدہ اٹھانیں خصوصاً بزرگان دین کے مفہومات و کلمات پر زیادہ توجہ دیں کہ وہ بناہ پرست سادہ، عجمسری و سیم تھراستے ہیں، اتنے ہی بخش و جواب اور حکماہ تھکات سے پڑے ہوئے ہیں، اولیاء و صلحاء کی سیرت سے متعلق میرا منتقل مسلک یہ ہے۔ اور ہے میں نے اپنے چھوٹے سے رسائلے "تذکرہ نفس" میں واضح کر دیا ہے۔

"بزرگان ملک کے مختلف طبقات کی سیرتوں کو اس نظر سے پڑھئے کہ کتاب دستت کی طبعہ کا اثر کہاں کہاں کس شکل میں ہو داہیو اور کہاں اس پہنچ سے خانو رہ گئی، جہانگیر خان میوں اور غلطیوں کا تعلق ہے ان کی تاویل اس حد تک کی جائے جس حد تک کتاب دستت کی طبعہ جائز ہوئی، میراث کا تفاہ کر چھوڑ دیا جائے، اور دشیں پہلوؤں سے اخنوں لور کرنے کی گوشش کی جائے"۔

الیضاح التوضیح

(عاصمہ عثمانی)

میرے فخر توڑت پر فرم، درست کو جو ناگواری ہوئی ہے وہ بھاہے اور اس اس کے لئے دلی نہادت کے ساتھ معاشری خواہ ہوں، اصل ہے کہ میں کتابت سے قبل مضمون کو نہ پڑھ سکا بلکہ بعد کتابت اس کی ذکر اسی اور اس وقت حاصل ہے کہ فخر توڑت سے زیادہ مخفی ایش زخمی، میرے اضطراری اخشاری بھی کا نتیجہ ہے کہ میرے درست کو گرافی بھی ہوئی اور "کوچیحات" کی بھی رخصت اہمیت پڑی، کوچیحات ہیں اپنے جن بعض جیزروں کی تشریع و توضیح اور تاویل، تصویریں کیا ہے، حقیقت میں مجھے ان سے کچھ

مدد اپرائے

از جناب قدر پر احمد

ائینہ ہے۔

واد فوال سے ممن المشکلین نکل۔

(جعہ - ۱۱) ایم سے اپنے باب اور سے کہا کہ

تم سے ان بتوں کو اپنے معبد بنالیا ہے (وہیں کسی نہیں سکتے) میر بنسکو اور تپاری قوم کو (اسی وجہ سے) بکھلی بھلی بگراہی میں جلا بکھتا ہوں، لیکن تکریم نے (اللہ تعالیٰ) اس سسلیں براہی کو زیست اور آسمانوں پر بھلی بھلی بھتی تھی بارشاہت کو دکھانا تھا تاکہ (دھماڑی دمعت قدرت پر) یقین نامنے والوں میں شامل ہو جائے، چنانچہ حب وہ (صاحبہ شور ہو) ایک روز خور و گلور کر کے دریان جیکی رات سے اس کو دھاکہ دیا تھا، اس نے اس تارے کو دیکھا (جس کی پرستش ہوا تھی) اور کہا کہ یہ میرا بس ہے اور ایک حقیقت پر خود کو تباہی کر دیجی دے تو دب ہو گیا (و زیاد اسی طرح کو تباہی کر کے) اس کو کسی کا کالغ قرمان تکمیل ہو جو ہو اور کہا میں اس طبع خوب نہ ہو اول کو عبور نہیں رکھتا۔

بھر ان کی نظر اپنے دوسروں (ا) تری پری اور کہا بیرون دس سے پہلے اس پر خود کرنے کے بعد، حب وہ خوب ہو گیا تو (یہ کہنے پر بھروسہ کو) اسے میرے حقیقی رب (خالیہ وقت) تھیں نہ ہو سکتا تھا، اور (اگر تمیری صبح دیری نہ کرے تو فردوں میگر اس کو دیکھا، بھر اس کے بعد اس کی نظر دشمن سورج پر پڑی (جو اللہ کہلنا تھا) تو کہنے دکا، میرا بس ہے جو بہت بڑا ہے، پھر حب وہ بھی خوب ہو گیا تو اس نیزی بھی بھی کرداری پا کر کہ کہنے دکا اسے میری قوم (و سب یونیورسے الایں کسی کے تابع نہ رہا) میں

سے ناکام آئی، ملیلہ سوچ سے دین حق کو منصب کرنے کی وجہ پر ملکی سے کہ اب یا ملیلہ اسلام میں استثنائے حضور اپنے کو نکل دیں دیگری تھا، یہ بھتی سے کہ باشدگانِ رب کو استثناء مفصول تھا کہ یہ کوئی نیا دین نہیں سکتے (وہیں بھی اپنے کو نہیں سمجھتا) طرف نہیں دعوت دی جاوہی سے بہت نہ ہو، مولہ اپنے کو نہیں سمجھتا، موسیٰ مصطفیٰ ملکیہ میں سے کوئی پر تعلق نہیں ہے، ملک نہ ہے اس کی اور کوئی وجہ بھی ہو۔ دراصل یہ ہمارا موضوع نہیں ہے کہ ام اس حقیقت کی پہاڑی میں کر کے بتائیں کہ اس نسبت کی اصل وجہ کیا۔ چہ، ام اصراف یہ بتانیا پڑتے ہیں، دین ابریشم کی اتفاق اور کیا نہیں تھا، الجھ اس سسلیں اس حقیقت کے اختبار کی بھاڑی خود روت سے کہ دین اکلام ایک سے مراد کو نہ دین ہے، جو نکر کسی دین کو اختیار کرنے کی جگہ تو اکید کی جسی ہے، یہ دین تو فرداں، مسوسہ اور ایک کو تفصیل سے بتان کرتا ہے جس کو اکر جمع کیا جائے تو ایک کتابی شکل اختیار کرے، ہمیں تو اصراف ایک فقرس سامنے گذاشت اور یہ بتانیا ہے کہ دین ابریشم کی میاد کیا ہے۔

تسانیٰ ظہیر کی تادوت سے پر تعلق ہے کہ بزماء بخشت سیدنا اکلام ملیلہ اسلام است پرستی، مستاذہ پرستی، شاعر پرستی بحثی، بحوث، ارشاد و رسالت مآسی مصلی اللہ علیہ وسلم جو نکر نہیں بھل مادر میں بھی ہوتا ہے، آپ فطرتائیں، ماطل میں ایضاً کرنے کی صلاحیت لیکر بپیدا ہوئے۔ تھے اور جو اس آپ کی عمر پر صلی بھی اور شعور پیدا ہوتا گی اس کی اسکر دلائل بھی بتند تجیدی ایسی اور انقلاب آتا گی، چنانچہ ذیل کا دعا قرآن حقیقت کا نکد بکھانا ہوا

کا ذمہ نادار ہے۔
(ب) یقین کے مکھلاتے پلاسٹے کا ذمہ نادار ہے۔

(ج) یقین کے خدا، ہر امراض والے تلاشیں شفاریتیں اور محنت عطا کرنے کا ذمہ نادار ہے۔

(د) یقین کے اللہ ہی ہوت دینے یا زندگی بخشے کا ذمہ نادار ہے۔

(۵) یقین کے اللہ ایک مقررہ دن یعنی روز قیامت پر انسان کو پھر سے زندہ کر کے حساب کرے گا۔

(ی) یقین کو بخشش کا: خیر ایسا کام کا دریں، استثمار کے صرف الشری کو حاصل ہے۔

ف) اس سلسلیں انگریز باطل الوہیتوں کی مزید آشیخ کو دین تو کافی ہر جن درج ہو گا، بلکہ اس سے ہو گا کہ اس کے بھرم گوشے پر بھر کر خالیاں ہو جائیں گے۔ ملاحظہ ہے۔

الف) اللہ اور جناب اللہ عزیز سے اتفاق ہے۔

متوجهہ:- اللہ تعالیٰ ہمتوں کا سرپرست ہے، جو اپنی کفر و شرک، کی انہیں ایسا کمال کے درجات کے درکار ہے اور اپنے طبق ایسا کرے۔ جو لوگ کفر کرنے والے ہیں ان کے سرپرست طاغوت ہیں جو (پیدائش کے) نور سے نکال کر دلکرو قبرکی، انہیں ایسا کی طرف بیجاں گے، یہ لوگ اصحاب ناریں جنہیں دعا کرنے ہیں۔ گے (اسے خاطب، کیا تیری نظر اس (طاہریت) کی طرف ہیں کی جس نے ابراہیم سے اس کے رب کے بارے میں خارہ کیا تھا (اس برستے پر)، اللہ نے اس کو ملک دیا تھا جبکہ ابراہیم نے کہا میرا بب دندگی بخشے اور ہوت دینے کا اختیار رکھتا ہے، تو اس (طاہریت) نے کہا جسی ہی زندگی بخشے اور ہوت دینے کا اختیار رکھتا ہے کہا ایک نئے کھا ملا کو شک شکی میرا بب مشرق سے سورج کو لاتا ہے، پس تو مغرب کی طرف سے لا۔ تو وہ (طاہریت) جس نے الکار کیا تھا بیہوت ہو گیا اور کافی ہو اب تھے سکا، دراصل فلکِ فرموم کو اللہ تعالیٰ ہے ایسا نہیں دیکھ دیکھ رکھی (۲۰)۔

ف) بس اسی نساس پر اپنی رہوت کا خاندار محل تیار ہوا الجستہ اپ کو اس سلسلہ میں مختلف مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا اما خوب و لائق اتفاقاً۔ اکھسراں نک

بس جس تھاہی شرک انگریزوں سے رہی ہوں، اپس ہیں متوجہ ہوتا ہوں یکسوئی کے ساتھ اس کی طرف جس نے دین اور انسانوں کو پیدا کیا ہے اور شرک کوں جس سے ابھیں ہوں والا نعم کو کوہا (۱۵)۔

۳۔ مندرجہ صدر حقیقت جس کو منتہ اعلیٰ علم نے بیان کیا ہے، بتاری سبھے کو رسید تا اب ایک علیل اسلام کا شعبہ، بدعت بھی یہ از ہوتا ہے، اور یکے بعد دیگرے ساری باطن الوہیتوں کا الکار کر کر نہیں ہے حق کی اپنے رہت و احمدی کو اپنا حقیقی و تسلیم کر لیا، اور منصبِ رہالت سے فواز سے گئے اور اپنے اسی بنابر پر دعویٰ کام کا بھی آئنے کر دیا، اپنے کا دعویٰ کام کن خلدو طبیوری ہو، اور اس کے خدو خال کیا تھے، دین کے ولائیں سے اپنے داعی ہو گاؤ اسی تسلی سے قائم الدین ہے۔

ترجمہ:- (اسے خاطب) ان سے اب رسم کا اقرار بیان کر جیکے انہوں نے اپنے باب اور قوم سے کہا تھا کہ تم کس کی محدودیت کو نہ تھے ہو تو انہوں نے کہا کہ ہم نے تو انہوں کی حدیت کو قبول کر لیا ہے اور انہیں کے مستقد ہیں تو (ابراہیم نے کہا) کیا وہ سن سے ہیں جبکہ انہیں پکارتے ہو، اور کیا وہ انہیں نفع یا ضرر پہنچا سکتے ہیں تو (کہا ہے) اپنے باب اور کاوسی طرح کر سکتے ہمایا ہے (اس نے بھی کہا) تو اور کام نے کہا اور بھجو گی اور بھوار سے آیا ہے جن سبود دوں کو ماں یا بھوٹے حقیقی رب کے صب میرے دشمن ہیں، وہ رب جس نے مجھے پیدا کیا اور میسری میں بھی دیری فرمائی اور وہ جبھے کھلانا پلا تھا اور دو جبھے دو جبھے ہیں، بخارہ تاہوں تو شفاء عطا کرتا ہے اور وہ جو مجھے ہوت دے گا اور پھر (بروز قیامت) مجھے زندگی کرے گا، اور وہ جس مجھے بروز قیامت بخشش کی امید ہے (الشعراء کوڑھ ۱۵)

۴۔ مندرجہ صدر مکالمہ ابراہیم سے حسب ذیل ہو رہا تھا متنبہ ہوتے ہیں۔

(۱) انہی تقیید اپنی سے الکار جس کی کوئی جینا نہ ہو۔

(۲) سامنے رب العالمین کی الہیت کے خاتم بالطلی الوہیتوں کے الکار جس کے ملے جاتے ہوں

(۳) الکار جس کے شریک نہیں جاتے ہوں

(الف) یقین کے اللہ ہی پیدا کرے اور صحیح و بہری فرمائے

کہ اللہ کو بھجوڑ کر ایسے مجبودیں کی پرستش کرتے ہو کیا تم (ابن علی) عقل سے کام نہیں کے لیے تیار نہیں ہو، تو (اکابرین) قوم نے بھائی اس کے کلاس پر غور کرتے، وینی قوم سے کہا، اگر تم اپنے مجبود رہنی مدد کرنا چاہتے تو تو خود اس (لاما) کو مہال ڈالو (جنما) کہ ایکدرا مشتعل الاد دنیا رکیا چاہ کر اپ کو اس میں کسی خاص ذریعہ سے بھی نہیں آتی، جوں ہی اگر میں وہ گرسے، اکم نے دینی اللہ فرماتے ہیں، کہا کہ اسے اگر تو محنتی ہو کر اس کو ہم کی سلامتی کی ذمہ دار ہو جا، اخونے ہندیزیں کی تعلیم، اس (ایمان، ایم) کے ساتھ، گھبھ نے انہیں کہ خسارے میں ڈال دیا (اوہ ایکم کو اگل سے بھالیا)، پھر اس کو اور ہٹکو (حوالپ کے سمجھے تھے) ایک ایسی زمین کی طرف لے گئے تھام دین کے لئے مبارک بنادی گئی تھی (الانبیاء، رکھنہ)

فَتَ: - یوں تو آپ کی دعوت و تسلیخ کے راستے میں چھوٹی مولی بے شمار رکاویں پیچا ہوئی ہوں گی تو مندرجہ صدر بیان کے دیکھنے سے ظاہر ہو رہا ہے کہ یادی تعالیٰ نے صرف لیکی ہی واقعہ کو نقل کر کے ہو ساختہ علم کی حیثیت رکھتا ہے اس س حقیقت کو داشکاف فرمایا ہے کہ داعیِ حق کو ایسے چانکا ہادتاً سمجھی ضرور سایقروں سے کامیبا کہ المعلوم (یحکا) ایسے ہر رہنی کو ڈالنیں کی طرف سے پہلے قولیج دیکھ دئے کی کوئی کوشش کی جائی ہے، جب اس تدبیریں کامیبا کی محدودت انقدر آئئے تو بھی ان دی جملے مگر ہیں، اور جب دیکھاں ہیں، ورنے میں ناکام ہوں تو یہ دیکھاں حقیقت بلکہ سامنے آئے تھیں، گھبھ ایک سخت اجتماعی دور بھوٹا ہے جس سے ایک شخص راجی کو گذرنہ رہتا ہے اگر راجی لایخ کا شکار بجائے یا دیکھیوں میں آجائے تو ادا نہ ہوئی کام جیسا کا تھاں رہ بھیا، دراصل یہ ایمان کی کمزوری کی خلاف ہے جس سے انبیاء علیہ السلام مستثنی ہیں، پس ہی کیا اس کے اجتماعی دور بھوٹے درست کے لحاظ سے سیدنا ابیم علیہ السلام پر بھی آیا، اور گز گیا، اس کے بعد آپ کو اس سے زیادہ سخت از ماشی درست سے گزرتا ہوا، جو آپ کی فطری صلاحیت اطاعت اور جذب قریانی سے سختن ہے ملاحظہ ہے۔

ترجمہ:- اور ایکم نے کہا غفریب میں جانے والا ہوں

ترجمہ:- بلاشبہ اس سے پہلے ایکم کو دامتہ شعور دیا تھا اور اس کی دعوت کو بھی (جانتے ہیں جیسا کہ اس نے اپنے ہاپ اور قوم سے کہا تھا) کوئی موہریں اس کیا حقیقت رکھتی ہیں جیسا کہ تم اس کے معقول ہو تو جو اب مذاہکر اس (اس کی حقیقت اس سے) سے کہا ہے اپنے ہاپ داد اکوان کی عبادت میں صرف پایا ہو تو (ایمان، ایم) نے کہا تھا کہ تم مُراہہ ہو اسے اباد بھی مگری میں سنتے، تو قوم نے کہا کیا ایکم سے مذاق کہہتا ہے یا کہ تو پہنچنے ساتھ کوئی حق بھی لا یا سے تو ایکم نے کہا ہاں تمہاں حقیقی رب وہ۔ ہے ہوڑیں اور سماوں کا پیدا کر غیر الائے، اور اس حقیقت کی شہادت دینے والوں میں پیر شماری ہے (پھر اپنے اپنے دل ہی کہا، اللہ کی قسم ہیں تمہاری فیض موجود گی میں ضرور مانا جاؤ گے تو ایکم کی تدبیر کروں گا، پھر اپنے صرف ایک بڑے بت کو چھوڑ کر سب بتوں کو تو زیاد اور یہ تدبیر اپنے اس نے اختیار کی کہ اس (بت) کی طرف رجوع کرے، قوم نے دیکھ اپنے بتوں کا بحال دیکھا، تو کہنے لگی ہمارے مجبودوں کے ساتھ جس سے ایسی حرکت کی ہے وہ ضرور ظالم ہو تو حافظہ میں سے باعثوں نے کہا، ہم نے ایک جوان کو جس کو ایمان، ایم کیا تھا اسے ان بتوں کا نہ کرہ کرتے سنا تھا تو (اکابرین، ایم) نے کہا اس کو خواہ کے سامنے سے اڈا کر اس کی گواہی دے سکیں (پس آپ لا شکنے لگے) قوم نے آپ سے دریافت کیا اور کہا کہ اسے ایک ایکم کیا تھم نے ہمارے مجبودوں کے ساتھ ایسا کیا ہے تو آپ نے فرمایا بلکہ اس بڑے بت سے کہا ہے اگر یہ بتات کرئے کی مظاہیرت رکھتے ہوں تو ان سے پچھوڑ دراصل ان سے بس بتوں کی حقیقت کرتا نا آپ کا مقصد متعال ہیں (آپ کے اس جواب سے) وہ اپنے بخوبیوں کی طرف متوجہ ہو کر دیکھنے والوں میں کہنے لگے (یہ انکھی قلم ظالم ہیں (جوان) ایس بتوں کی بیچش کرتے ہیں) مگر دشیطان نے پھر بھیکایا اور انکو سروں سکے بیل لوتایا، انہوں نے ایکم سے کہا تو جانشی کے برتات مات نہیں کر سکتے، تو آپ نے فرمایا ایکم کوں اپنے حقیقی رب کو پچھوڑ کر ایسے مجبودوں کی پرستش کرتے ہو جو فی الحقیقت ہم کو نفع باخوبی پہنچانے کی صلاحیت نہیں رکھتے، تھفے نہیں

جا کرہ میں تو اپنے پر وحقیقت کھل جائے گی کہ اس دین کا انتساب کرنے والے کہاں سے کہاں بنتی گئے ہیں، مالاکر انھیں حکم دیا گی تھا کہ ملت اور آسم کا پورا پورا انتساب کریں۔ بلا خطر برو راذقال سے العلمین بن گکے۔

ترجمہ:- اور کون سے جو دین ایسا ہم سے روگرداشی کرے سوائے اس کے کہ اس کا نفس بیو تو فرم بیو ہو، بلاشبہ ہم نے اس کو دنیا میں پست کر لیا تھا، اور آخرت میں بھی وہ صافین ہیں سے ہو گا، جبکہ اس کے رب نے اس کو حکم دیا کہ اطاعت کرو۔ اس نے بلا تسلی کہا کہ میں رب العالمین کی اطاعت کرتا ہوں۔

(الخیر کوچ ۲۲)

وجا یہ دُو سے التصیونک

ترجمہ:- (اسے ایمان والی الشرکے محاصلہ برئت کو شش کرو اس نے تم لوگوں کو تحفہ کر دیا ہے، تمہارے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی گئی ہے، یہ دین تمہارے ہاتھ ایسا ہم کا ہے اسی نے تمہارا نامہ مسلمان رکھا ہے، زمان، قمل میں بھی ادائیج بھی تاکہ تمہارے رسول تپر گواہ رہیں اور تم، فضیلت پر گواہ کی حیثیت سے قادم رہو وہ تمہارا اتفاق ہے اور یہ ترا فتا اور دیرستہ سندہ رگار (الخیر کوچ ۲۳)

من درجہ صد آیات کی تلاوت سے حسب ذیل امور مستحب ہوتے ہیں۔

(۱) دین اور آسم کیسوئی کے ساتھ غیر مشروط بلا تسلی خدا کی اطاعت کا نامہ ہے اور اسی دین کا دروس رہنا اسلام ہے۔

(۲) دین مذکور سے روگرداشی کی علاست ہے۔ (۳) اس دین کی سرشناسی کے نتیجے فلحاں اور حسن جدو جہد کرنا اور حق کی شہادت دینا منیع دین مذکور کا نصبہ العین ہے۔ (۴) اس دین کا انتساب کرنے والے کا اعتقاد اور ایات اور اس اس کی کار سازی و دشیگری پر زنجوگا بلکہ خدا کی سریعی اور اسکی امداد پر وہ سکھ بھروسہ کرے گا اس کے برعکس اور گزندزوں گے کہ نادیات سے کوئی تعلق درجہ کا بلکہ صفت رسول اس کے اسے رہے گی۔

ف۹۔ یہی درجہ دین اور ایک حقیقی اسلام ہے اچنا پہ آپ

(ویحہت کر کے) اپنے رب کی طرف اس مسلمانین اللہ ہمیسری دیری کرے گا (اور یہ کہا کر) مجھے دلوں، صارخ عطا فرمایا جائے، (وہم نے اس کی عرض تسبیل کی) ایک صلح (لما ہوئے کی بشارت دی (یہاں بچہ وہ لڑکا ہوا) اور حب لرا کا بڑا ہو کر اس قابل ہوا اسکے ساتھ دو گھنے کو اس (ایسا ہم) نے (اپنے بیٹے سے) کہا اسے پیشہ ہے اپنے خواہیں و رکھا کر (کہ مجھے اللہ کی راہ میں) ذرع کردہ ہوں، (لیں ہیں ایسا کہ تاچاہتا ہوں) تیری کی رسلت ہے، تو بیٹے کے سچا اسے باپ جیسا کہ مجھے حلم رہا یہ ہے کہے انشا اللہ تو مجھے صبر کرخو اور میں پائے گا۔

جب وہ بینا طبع ہو گیا اور باپ نے پیشانی کے بل (بغرض ذرع یہ بچا اور ما کوہ نے اس کو پکارا کہ اسے ابرا، ایسیم تو سو ۲ اپنے خواہ کو بچا کر دکھایا۔ ہم بھی اپنے طفل بندوں کو ایسی ہی جزادیں گے (جیسا کہ اس کا عمل رہا ہے) بے فکر ایک کھلی دوئی آزمائیں تھی (جس میں وہ کامیاب ہو گیا) ہم نے (اساں میں کوچا لیا) اور اس کے عوض ایک بڑی فتہ یعنی عطا کی، اس اس کے اس خل کی یادگار کو بچپنوں میں قائم کر کے چاری بکریوں رہا گیا، سلامتی پورا، اسی پر وہم اپنے طفل کو ایسا ہی بدل دیتے ہیں میں میں میں بھارے مومن بندوں میں تھا (صفات رکھ ۱۳)

اس کے بعد اس مسلمانیں ایک اخیری بات وہ جمالی ہے جس کا بطور خاص آپ سے تعلق ہے۔ یعنی کعب کی تعمیر یا تیغاتی سے آیکی دعا اور باری تعالیٰ کا چاحا اپنے عالم احتظاہ ہے۔

قراءہ بُنْلی سے ظالمین نکلے۔

ترجمہ:- اور حب ایسا ہم کو اس کے رب نے چند کھنوں کے ذریعہ آمدیا اور وہ اس آزمائیں میں کامیاب ہو گیا تو باری تعالیٰ سے فرمایا (اسے ابرا، ایسیم) جس تھے انسانیت کا امام ہنا نہیں والا نہوں (لما آسم نے عرض کیا) اور دیری ذریعات کو دھنی یہ مرتبا دیا جائے گا) ارشاد ہوا تمہارے اولاد میں جو قائم کوئی اس کے یہی راد مددہ نہیں ہے (البقر کوچ ۱۵)

ف۷۔ یہی حقیقت دین ایسا ہم کی جس کا انتساب کرنے والے بعض نادیات کی رو سے دینا میں (۲۰۰)، کر وہ بیٹے ہیں، الگا اپ اس میمار کو سامنے رکھ کر دوڑ دہ اسلامی برادری کے اعمال کا

کر دیا تھا مدینی دہن کو چھوڑنا، جان کو خطرہ میں گالدیا، بیٹے گوا شرکی ناہ میں ذبح کیا، گھریم میں کراشکی راہ میں ایک خاہش نفس کو لئے بان کرنے کے لیے تیار رہیں، ہاں مقادرات کے تحت یا خود ساختہ الہیت کے باہ میں دل کھول کر خوش کرتے ہیں اور طوفان کو دھوت کھلانے میں بہت بھی غیر ممتاز تھے ہیں، اسکے ماشاء اللہ۔ بھی وحی سے کہ کیا ان عقائدی الطالبین کے ہم معاشر میں گئے، تکبیت میں ہیں گھیر لیا، افلوس کے ذرا وی سالیوں نے ہم کو اپنے انخویں میں سے دیا۔ گھرم ہیں کہ اب کی شیطان کے فرب سے مکان کے لیے تیار رہیں، مشتنا کے خوفناک اثر ہے نہیں اپنا القربانا یا ہے، جس کا ہملاک نہر لگکر ہاں میں پھر اپنا کام کر رہا ہے، اگر کوئی بھر آپ کھو دے میں سمجھ رہا ہے۔

اشرف الموات

حکم الامت مولا ناظر فی تھانی کے بیان افسوس
مواعظ عرصہ سے تایا بستے انہیں پھر سسلہ و ارجمند پا جا رہا ہے۔
کارہ ایڈریشن، چڑھتوں کا کیجا تی ست، جلد و درد پے۔

اکسیری کشمہ جات

جس میں بصر کے کشمہ جات۔ خصوصاً سونا چاندی
فولاد، نسلی، جست، سیسہ، پتھریاں، بشکراف، سکھیا، ایک
پارہ اور جواہرات حجریات وغیرہ کی سیکڑوں نادر اور آنکھوں
ترکیں۔ اور دھاتوں کی صفائی کے طریقے اور کشمہ جات کے
متعلق خاص پدایات و قواعد اور کیب استعمال و ہواک اور
نوافض درج ہیں۔ میر۔

لکھتے ہیں دیوبندی فضل سہا پوچھی

جانستہ ہیں کہ سیدنا امام شمس۔ سرکمال یکسوئی اللہ کی الہیت کے آنکھ سراہ اعوٰت ہم کیا تھا، دین کی سرہندی سکھیے اپنی ہر جان کی پروانگی، آپ نے تائی حق بیکاری میں ایسا عزیز وطن پھوڑ دیا، اور بلا خاتا فصلہ لاہم حق پا بیقاوم اپنے ختمی باب پھر برداشت فرم پھر، بث و وقت (طاغوٰت) کو دیا اور نقصان کی کوئی روانہ کی، ارض پری دین ابریشم کے مطالبات ہیں یا اختصار میں کے متعال اسلام کے اعمال پر اگر اپنے اپنے نظر ہیں ڈال لیں تو آپ پر ظاہر ہو گا کہ دراصل یہ حقیقت انسان کا رنگ اختیار کر چکی ہے، ان کے ذہنوں پر حقیقت چھاگلی ہے، ترانی نے دلخیر سلطان کو بیاہی، ہولے نفس کے تنہ چوچے ہیں۔

فی، سیدنا امام شمس نے یا حل الہیتوں سے انکار کر کے ان کو اپنا دشمن قرار دیا تھا لیکن اُن ہم ہیں کہ ان سے محنت کرتے ہیں جوں کی جگہ مزاروں کو اپنا کارہ صاف تھوڑا کرتے ہیں، ان کو دھائیں مانگنے پر جراحت جلاستے، خلاف چیز ہماتے، عطیتے ہیں، حور و گھلاتے ہیں، سجدت کرتے ہیں۔

سیدنا ابریشم نے اپنی زندگی کے ہر گوشہ کو بیش کر کے فسہ مایا تھا کہ میری زندگی کا ہر گوشہ اسی کی احانت کا محتاج ہے اس کے سوا کسی میں ایسی صلاحیت نہیں کہ کو وہ اس طرح احانت کر سکے، اور اس کا کام یقین تھا کہ جس طرح باری تعالیٰ میں خالقیت ہائی جاتی ہے اسی طرح مجھ رہبری کی وقت بھی اسی میں ہے۔ گھرم اس کے خلاف یہ اعلان کرتے پھر ہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بزرگان دین کو اس اختیار بخش ہے کہ وہ ہر طرح کا فقہ و ضریح پختے ہیں، دعائیں سستے ہیں، مداری قبول کرتے ہیں، رین داری پختہ بصریت پری حاصل نہیں ہو سکی۔

دین ابریشم ملاحظہ فصلہ لاہم دھوکی کام کے، خاص دھی کا طالب ہے، سیدنا ابریشم علیہ السلام نے خویش اقریباً سے قطع تھا کریں، اور داران قوم دبادشا و وقت سے خالق نہیں ہوں گے، گھرم ہیں کہ شریح صدر مسکے ساتھ طاغوت کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں یاد یا کی اندھی محبت سے ہمیں گمراہ کر دیا ہے۔

سیدنا ابریشم نے اپنی ہر مارع عزیز کو اللہ کی راہ میں قربان

قصص قرآن

از محمد عبد المفیض نصف (عثمانیہ)

قلم: گولانڈہ حب ر آزاد کن

تاریخ انسانیت قاصہر ہے، لیکن قرآن کے نازل ہونے کے بعد ان میں جان فنا صافت کی مغلقوں میں ہوت کی جی خاموشی پھوپھی دنیا کو گولہ لگا بھخت و لئے خود اس کے ساتھ گوٹے چور کر دے۔ گے فنا صافت قرآنی کے مقابلہ میں ان کی ایک بھی سچل سکی ادا و تھبڑی دیری شافی کے عالم میں الگشت ہند اس تھلاستے گئے، جس کی صدماں شالیں تاریخ اسلام کے مخفیت میں غاؤتیں، جس کیجی ان میں ان فنا صافت کے کافوں میں استران کریم کی کوئی کامت پڑھاتی قوان کے ہوشی خواں ارجاستے، دل کی دھڑکنیں تیز و ہاتھیں، جیز ان وشدہ ہو کر رہ جلتے، اہ بیض وقت تو غالباً بے پیخودی میں تسلیم آن کی فنا صافت و لاغفت کی خوب حقیقت پیش کر کے اپنا پھر نسلیم کر دیتے تھے قرآن سے چیلچیل کیا، پادرا کیا اور ان ہی طور پر عرب یوں کو خاطب کر کے کیا کہ تم سب مکر بلکہ زنات کی ساری طقوتوں کو سمجھ کر کے اس سیسی ایک ایٹ بنا لاؤ؟ لیکن عرب یوں بھی بے خدا و خداور ہوشی قوم میں سے کوئی بھی اسی مچھلی کو ہیوں کرنیکی بہت کو رکھتا اس چیلچیل کے بعد تدقیق طور پر عرب یوں میں ایک کھلبی سی تھی گئی، بیتیری سی کی اسلام کی راہ میں روزے رہ کاٹنے کی ہر طرح کا کششیں کیں لیکن کامی رہے۔

اس زمانہ میں عرب یوں یہ قاعدہ تھا کہ وصالیوں کے مشل سمجھ جنتے وہ در کعبہ پر آدمیاں کر رہے تھے جاتے اور اس کے بازو دوسری جانب نومن شہزادے کلام اصلیح کے چھپائی کر رہے تھے جاتے، ملی اللصح اساتذہ ان اشعار کی تفعیل کر جستے اس زمانہ میں اسرار القیس ایک بہت ہی روشن اشعار و خطیب تھا، اس سے ایسی

پروردگار عالم کی یہ ایک اولیٰ صفت ہے جو مطابق نظرت بھی ہے کہ وہ اپنے میغروں کو اپنے بھرپر عطا فرماتا ہے کہ جو اس زمانے کے لفڑ کو آؤتے کیے اکبر ہو اکرم نے سچے جیسے صرف میں حسن پرستی کا چرچا تھا تو حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن سیرت کے ساتھ ساتھ حسن صورت بھی عطا کیا گی، اور آج حسن یوسف ضرب المثل ہے ایسے ہی جب حادثہ گری اپنے شباب پر تھی تو حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو یہ بھی اور عطا موسیٰ عطا کیا گی اللہ جب طب و مکبت کا نہ دراپنے پورے عدوخ پر تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دم میسا عطا فرمایا کہ مسحائی کی طاقت عطا کی گئی اور بالکل ایمان طبع جب آج سے چوڑہ موسال پہلے سرزین عرب کے ذرہ ذرہ سے فنا صافت و بلا غلط۔ کچھے اہل رہیتے تھے اور اہل عربہ غیرہ زبان والی کے نکھ میں چور اور دن دن الکھاٹی کے بے پناہ جذبہ سے سرشار اپنے سواتام دنیا کو فرمائی گو ہم کہنے لگے کچھے احسانی نظرت نے حسن حسنی کے لفڑ پر فنا صافت قرآنی کی کھل میں دہ مہرہ پتھم نازل فرمایا کہ حسن نے عربوں کے زخم بھاٹس کو اخشدہ خون کر کے رکھ دیا۔

عربوں کو اپنی فتحی ایسا تھا اور صحت زبان پر تھا اور بجا نازدھا، عربوں اور رکیاں تک بھی اپنے لطفیں مدد بات کی تھیں اسی کے بیچے شعر دشا عربی کا ہی سہارہ لیتی تھیں، عرب میں علم نہ تھا، تسلیم نہ تھی لیکن قوت پیانی اور صحت زبان میں اہل عرب کو وہ ملک حاصل تھا کہ جس کی نظر میشیں کرنے سے پوری

صد بادا و قوات عالم وجود میں آتھے ہیں جس میں حضرت ملٹری کے ایمان لائے کا مشپور و معروف و معرفت و اقدیمی شامل ہے (جسیں توفی نبیر دی ہوئی وہ حلقوگوش اسلام) ہوئے اور باقی کفس پر قائم رہے)

ان حالات کے فائزہ مطابق کے بعد کفار میں عرب کے پاس سمائے ذیست تکن اور جو اس سو زمانہ کے اندکھا تی دھماں قرآن کے مقابلہ میں وہ اپنی کتری تعلیم کرچکتے، اس کے مقابلہ کا ان میں بالآخر مغل، پرانہ سرخ راست کی تسلیم میں اضافہ کو دیکھ کر اپنے انہوں نے لوگوں میں پیشوں کرنا شروع کر دیا کہ انہوں نے اپنے اپنے طرز حضرت محمد صاحب میں جادو گھریں ان کی یادوں کو نہ سن جائے، اس کا اثر ہے ہوا کہ لوگ جب محمد نبوی صلیم کی طرف سے گزرنے تو کافوں میں دفعی ٹھوں لی کر رہتے تھے، میں جب کبھی قرآن حکیم کی کوئی ایت ان کے کام میں پڑھاتی تو ان کا ملکیں دل میں قرآن کی تاثیر سے متاثر ہوئے بغیر درہتا اور وہ بے قابو ہو کر رہ جاتے اور پکارا جائے کہ اس کے کلام الہی ہونے میں کمی ہے کہ شک و شبہ نہیں۔

ابو جہل، عصیہ اور دوسرا کابرین کو درہروں کو ناچک پاس جاتے اور قرآن کیم کو سننے سے منع کرتے تھے میکن خود ان لوگوں کا یہ حال تھا کہ راست کے وقت جب بر طرف تاریخی چھا جاتی اور ظلمت شب اپنے شباب پر ہوتی تو ان میں سے ہر ایک بیحال کر سکے کہ دوسرا تو ہمیں اسلام سے سوہنہ ہو گا کاشاہ نبوت پر خاموشی سے ماضی کو جاتے اور کلام الہی کی محشر آفیشیوں سے محظوظ ہوتے، یہاں تک کہ عالمہ خودی میں پوری لی پوری رات بیت جاتی اور جب فریکی انسان ہوئی تو ان کو پتہ چلتا کہ رات بیت چکی ہے اور کہ فی دم میں اچالا ہوئے والا ہے کو وہ چکے سے جھپٹے جھپٹے ہو گئی تھے میکن مقام پر اکچاروں کی نسبت بیرون ہو جاتی، ہر ایک شرمندہ اور شیخان ہوتا اور دوسرے دن کے لیے قسم کھانا کہ کل وہ اس طرف کارخ بھی نہ کرے گا لیکن پھر جب دوسرے دن رات کی تاریکی اپنے عردوخ پر ہوتی تو دل میں ایک کمک سی صورتی ہوتی اور پھر ہر ایک اس خیال سے کہب توکل کی قسم کی ناخیں اپنے گھر میں موجود ہوئے وہ درود لٹپور

کر دیا جائے والا کلام ایک جدا گاہ نہ موقوع ہے اونہاں کو ریاضت کا تھا جو ہفتہ میں دو دفعہ اصلاح ریکرتا۔

اکٹ مرتبہ حضرت علی کرم اشوفور کو طرافت سمجھی تو اپ قرآن کریم کی سب سے فخر صورت "سورة کوثر" ارکان حسنہ پر چھان کر آئے جب وہ کے لئے نظر شاعر بے محل خطیب اور زبان آوری کے دلی اس سورۃ مبارکہ کو دیکھتے تحریر دن و ششدرہ جاتے، کلام کی جامعیت، اسلوب اداکی پاکیزگی اور زبان کی شیرینی کو دیکھ کر قرآنی علمت دجلات کو خزانِ حقیقت پہنچ کرستہ رہ جاتے۔

اس ایت کو یہ کہ ایک نقاد میں فضاحت بیافت کے خداون کو پاکشیدہ دیکھ کر اپنے بھر کا بھورا دعا مناسف کریں۔

جب عرب کے ضمپور شاعر امرالقیس نے اس کلام کو دیکھا تو وہ بھی کلام کی جامعیت سے مدد ہو کر رہ گیا، لیکن عرب ہونے سے غیرت گوارہ دکی کہ بغیر اس ایت کو ہاتھ لگائے ہی پس اغیز تسلیم کرے، اس نے سبیری دماغ سوزی کی بہت ساروں قصص صرف کی، کمپی ایک نقد کا لاد دو دسرا لفاظ لکھا، پھر اسی نقد کو کہا اور پھر صحیح کی اور کاشنے کے بعد مکوس کی کہ کلام معیار سے گرا جا رہا ہے، اخراج کار بھور کر اس ایت مبارک انا اعطیتک ا نکو شریکے آگے مانہو اکلام البشیرینی یا انسانی کلام نہیں ہے تکمید تھا۔

حضرت جعفر ابن مطعم کا دل قدمی ایک عجیب ساحیرت ایگزی واقعہ ہے، آپ خود فرماتے ہیں کہ جب ہیں ایران بڑی را نی کے سلسلہ میں مدینہ آیا اس وقت مغرب کی خاڑی بوری تھی حضرت ابو مسلم نے جب قرآن پاک کی یہ ایت تلاوت فرمائی کہ امْنَقْلَوْا مِنْ هَذِهِ شَيْءٍ، اَمْ هُنَّا يَقُولُونَ تو مجھے ایسا محسوس ہوتے تھا کہ میرا سیستہ پہشا جاہ، ہاہیے اور سیستے کے اندر دل انڈھا رہا ہے، بھوک و حواس جاتے رہے، دل کی ماہیت میں انقلاب برپا ہو گیا، کفر کی علمت نہائل جھٹے بھی اور اسلام کی فیض پا شیان شر درج ہو گئیں، اعتماد پر مشرف ہا اسلام ہو گک، یہ صرف چند شالیں ہیں جو درج کی گئی ہیں، درستہ ایسے

یہ محفوظ ہے جو ہمارے نئے دستور حیات اور ضالطہ زندگی ہے۔ جس کا پڑھنا اُواب اور جس پر عمل کرنا ان دنیا کی دولت سے الامال ہوتا ہے

فَآتَهُمْ رُحْمَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

— ۴۰ —

جاں جو دوستادی ماتحت قرآن کریم کی حقانیت کے اثاثات کے لیے کافی ہے) اس پر بھی خالیدین عرب کا مشترف بالسلام نہ ہونا ان کی بھی محنت و حسری اور قومی حصیت کے شکار ہوئے ہے جو ادا فتح ثبوت ہے۔

بھی وہ قرآن کریم پر ہمارے ہاں آج بھی اسی ٹلت

چاہیئے کساخت شہرت فام ہے ذکر کوئی مضبوط ذریعہ وہ صورت
ہے آن دنست کے شہزادوں اور علم و فن کے معلمین کی
تاریخ لکھاری میسلا دخولوں اور تاریخی ناؤں لکھنے والوں اور غوریں اعتماد
ذکر و ذمیتوں سے بلند معیار کی مانی ہوئی چاہیئے۔

تمہاری

بیت الرحمان، ایضاً حجۃ التوییح اس کتاب کی وجہ صورت
 واضح ہوئی چاہیں جن کی بنایہ سے مستند نہ ہو سکے اور اگر مأخذ افراد و علماء ہیں تو تصوری
بہت روشنی ان کی ثقاہت پر ہی چاہیئے، اور اگر بعض شہرت کی بنایہ
بعض دفعات کو درست تسلیم کریا گیا ہے تو دیانت کیسا تھا لکھدینا

سیسی دعائم ہم زبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدمة۔

ضمیرت ایوں کا پختہ، قیمت ۱۰/-

سیرت پاک

اسلامی تاریخ کے جستہ جستہ دفعات جو ایمان افسوس نہ بصیرت کے حامل ہیں، مستند اور فام
فہم، تین حصوں میں پختہ۔ قیمت دو روپے چھ آنے۔ (جلد تیسرا)

شاریعہ الاسلام ابتدائی تعلیم اور پاکیزہ مسلوکات کی مشہور زمانہ کتب جو چار حصوں میں پختہ ہے، تاج کوئی کشائی
تعلیم اسلام (تاج) اگر دو، حسین و دلکش، قیمت پندرہ روپے۔

خلیفۃ اول کی زندگی پر ایک فقریکن حبیق کتاب، معتبر روايات کا جمود، جسے مولانا ابو محمد
امام الدین کے قلم نے دل کش زبان دیسان کا جامہ پہنایا ہے، اسے پڑھ کر آپ کا ایمان
تازہ ہو گا۔ قیمت صرف ۲۰/-

حضرت ابو بکر صدیق

خواتین اسلام کی بہادری راضی میں بعض مسلمان خود توں سے کیا شاذ اور کارنائے انجام دیئے۔ ۴۔ اس کا جواب
مستذخلوں سے، ایمان اُتریں اور بیسپ۔ قیمت ۸/-

اسلامی زندگی ۶۔ اسلامی زندگی کے کچھ ہیں اور اسے کس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے۔ قیمت ۵/-

صحابی مردوں اور خورلوں دفتر، کے سبق آموز دیسان افروز دفعات جن کے مطالعہ سے درج تازہ ادھر
سینہ کشادہ ہوتا ہے، تازہ ایڈیشن عمدہ طباعت و کتابت اور سفید کاغذ، قیمت پندرہ روپے۔ حمل۔

حکایات صحابہ

مکتبہ تجلی دیوبند ضلع سہارنپور (دہلی)

اُفکار

﴿ از و تندم مراد آبادی ﴾

کس سے رکھیں اتیر کرم
اب ہم شکوہ کس سے کریں
سارا زمانے ہے برس
میرے قسمت رخ دام
بھول گے سب ان کے تم
زغمیں ہیں نہن و نلم
ٹنکرہ مظہر پیر سے ہیں
ایسے کہاں سخے میرے فصیب
بچا بہان کے مال و محتاج
یہیں ہوں عتماً حش و ام
بیری طرف متھے در کوئی
اور نہ سے دوچار ارتدم

﴿ از و صفیر احمد مظہر ﴾

قدموں کو را و حق پر جانتے چلے چلو
باطل کے نقشی پا کو مٹاتے چلے چلو
کرنا ہے تم کو پر جمی تو صید کو بلند
ہر شے کو را و حق یہیں نہ اتے چلے چلو
بحدروی و محبت داخل اقیامت سے
سونے اتے جہاں کو جگاتے چلے چلو
اپس میں اتفاقی و محبت کا دوپیام
اعض و حسد نفاقتی مٹاتے چلے چلو
تاریکیاں جہاں سے نہ نہ کیوں نہ
نو بُھڑکی کی شمع جلانے چلے چلو

﴿ از و تندم مراد آبادی ﴾

بل بھی پریشان آنکھ بھی تم ہے
یہ بھی کسی کا حسن کرم ہے
درد کا اب احساس بھی کرم ہے
عشق بھانہ ہست عدم ہے
چھوٹ نہ جائے ہاتھ سے داس
فاصلا اور دوچار قدم ہے
تالے آخر کرام تو آئے
ان کو بھی احساسِ اسلام ہے
جہیتا تو پھر جہینا تھیسا
مرنا بھی دیں یا سکتم ہے
جس ہے ترجم اس دو شکریں
کام بہت ہے فرمت کرم ہے

﴿ از و منور بستوی ﴾

جس کوئی سے خوشی نہیں ہوتی
وہ کوئی زندگی نہیں ہوتی
صرف جنت کے دامنے مجبدے
حشم الغت میں بچتے اور دست
اس طرح بندگی نہیں ہوتی
حشم میں دکشی نہیں ہوتی
جس پر خود فرشتوں کا ساپر ہو
دافتی دوستی نہیں ہوتی
پشم ساتی سے پل رہا ہوں ہیں
حشم سے بخوبی نہیں ہوتی
قالشوں کو فریب دیتے ہیں
آپ سے رہبہ سی نہیں ہوتی
قالشوں انج خدا کو بھول گیں
درد نہ ہے خودی نہیں ہوتی
اس فتنہ کسی کو پا کر بھی درد میں کی نہیں ہوتی

سلسلہ وقایتی کی السید احمد علی مدرس

از سیمین حج محمد تمیز بیسی ۶ امرد ۱۳۹۷

وقت مزدروت اس کو نظر انداز کریجاتے، یہ ضروری نہیں ہے کہ اب جسم سے ہی مٹکا نہیں، زندگی کا نتھر ہے اسی سے دستیاب ہو جائیں ایسی دناؤں پر مٹش ہے، مارچ ۲۰۱۷ء کے تین میں سیری جاپن سے شائع ہو چکا ہے، آپ خود تیار کر سکتے ہیں۔ اس میں حفاظانِ محنت کے اصول ذیل میں درج کر لی ہوں کہیں دشوار اور ناچکن العمل اصول نہیں ہیں۔

متوازن نہاد - چیل قدمی - توزہ ہوا کا حصول - صفائی کا مہمول اور معمولاً است زندگی میں اعتدال دینا قاعدگی۔ یہ اصول قدرت کے بہترین اکیرا ہی نہیں، افسوس ہے کہ افریقا یا ہر شخص ان کو حقیر ہے و شوار خیال کر کے لائی تھیں اور ہمیں بھانت، اس سے تو چیز اور لاپرواہی کا نتیجہ ہے کہ لوگوں کی محنت عمومی روز بروز احاطہ پذیر ہے، اصول یہ ہیں۔

متوازن نہاد صحت کے قلب رکھنے کے لیے ہمیشہ الفیں کھانی چاہئیں کہ ہماری بدنی رطوبتیں بخوبی تیز ایتی کے شوکری گفتگو کی طرف مائل ہوں، کہ شست، پھولی پاپاش شدہ سیاہ چادر، دھلی والیں، بدری پکوری، پیر انٹھا، یا زاری مٹھائیں، سفید دانہ دھنپی، چائے، قیوہ، اٹھائیں ای فدائیں ہیں۔

شام، پاک، خرف، سلااد، کاچر، شلغم، توری، نوکی، چندر پر دل، موی، بختی شوکری گفتگو والی چیزیں ہیں، مگر تیراں ای غذاوں کے ساتھ ان شوکری گفتگو والی غذاوں اور شیری بچپوں کا ہمی اسٹمپ رکھا جائے تو تیراں اثر کم ہو گا اما روز مرہ کی خواک کا تناسب ہے کہ

کسی نے چھ کھلہ پہ کہ "احمدیا طور پر نیز علاج سے بہتر ہے" یہ حقیقت ہے کہ کسی حادث کے وقوع پر یہ رہنے پر ہماس سے بچنے کی رہنمائی تداریک کا کام میں لا یا جائے تو اکثر وفا قاتے اس حادث کی بختیاں اور لکالیف بہت حد تک کم ہو جایا کر دیں۔ امراض کے معاملہ میں اصلی تداریک پر عمل کرنے اہمتر ہے مٹش کرتا ہے۔

دق و سل عالمگیر جاہی ہے، ہندوستان میں اس کی ترقی کی ہے، تباہ ہے کہ شہر تاریخ کی رقصیات و دیہات تک اسکی تراہ کا ریوں سے محفوظ نہیں، دق و سل کا انسدادی واحد طریقہ ہے کہ ہر انسان حفظانِ محنت کے اصولوں پر تکمیل کرنے سے عمل کرے اور جنم ہم میں مولیٰ کمزوری اور تکانِ حسوس ہونے سے گے تھا اس کا سبب مردانہ یا زنانہ حضور مسیح یا ماریاں ہوں یا کوئی اور حامی سبب ہو" (ڈنڈگی) کا استعمال شروع کر دے، کم سے کم تین ششیار اور فرور پری ڈالے، اس طریقہ سے جسمانی طاقت میں اضافہ ہو گا انصاب و عضلات اور اعضا رئیس کا نظام درست ہو گا، پس سندھی، امراض پا اسافی محلہ اور نہیں ہوں گے، طبیعت ان امراض کے تعدد کا مقابہ کرے اس کا مغلوب کر لیں ڈنڈگی دق و سل کے اثر کو دل کرنے اور عام کمزوری اور قسم کی کسی یہ اعلیٰ درجہ کی دو اسی ہے۔ میں اس کو خود بھی تیر کر کر دیں ہوں۔ ایک شدید کی قیمت پر حصول تین روپیہ آٹھ آٹھے، تین ششی کی کیجاں تو رہ سہے ہے؛ (ڈنڈگی) کے استعمال کے لیے ہمارا حضور کرنا کاروباری اکساد نہیں ہے، بلکہ ہمیز مخفقات میں مشود ہے کہ

روشنی بہت بڑی معاون و مددگار ہے، بیرونی طاقت کو پرہا
سے اجڑاں مرغ کو بلاک کرتی ہے، اس سلیمانی ہمیشہ اسی ہلگہ پر کر
جہاں کافی روشنی آتی ہو، اس طلب کے دامنے مکاؤں میں بڑے
ثیرے اور شداناں بنائیں، ایسے نشانگ و تاریک مکانات کو جہاں
سوندھ کی روشنی کا لگنہ نہیں یا کم ہو، رہائش کے نیے پسند کریں، اُ
جودا رہنا پڑھے تو اپر کلی جگہ تریخ جا کر سورج کی روشنی سے قائدہ حاصل
کریں، اگرچہ جو تو قمی کا سورج ملکتہ دستیں کم کافی ہوں، کچھ د
اس کے سامنے کھڑے ہوں۔

دیگر مفید بدایات

اگر دوستے جیکر کوئی ہو جیا کام کر کر کر
کھاؤ، اگر جبلت ہو تو سردیاں سے پر ہو کر صبحی ستاؤ کو رکھ کر لو۔
اس کے بعد اہم تر چاہیہ کر کھاؤ، دوپہر کی فضائی کو جو چند
منٹ مانیں کرو تو چند منٹ مانیں کرو تو یعنی صحت پر خوشگوار
ثریواں ہے، کھانا کھانے کے درمیان تھوڑا بہت بانی ضرور پین جائیں
البستقہ کے فرما بید پانی نہیں پینا چاہیے بلکہ دھنکہ بید کو درہ
السان کے بیچ اٹھو گھنٹہ سونا کافی ہے، اور رہ رہات گیگ جاگ
اور فوشت و خون انہ کا کام کرنا صحت پر اگر اڑا کا ہے، اس کو سب کو سو
کے بیچ ملہی بستر پر لیٹ جاؤ اور سچ کے وقت سویںے اٹھو۔

خیالات کو یا اس رکھو، پاکیزہ خیالات کا اخراجی صحت پر اچھا نہیں،
این ذات کو حقیقی الامکان رکھ نہیں، تکریں، جمل، گھنٹن اور کوفت سے بچواد، وہی
حد فرم پڑھے اور پچھے پین کا شکار رہنے، اسی نہیں کے طلاقی خدا کی
حیادت کرو اور جاں میں خوش ادھار بر وفا کرو... اُخُریں یہ زور فر
کرو جو کوئی دوسرے دوسرے دوسرے دوسرے کی بہتر سے بہتر دیں اور

دوسرے کی سماں پر شریعہ قیمتی ہیں کرو دیں، اس کا مل کر مرض کی بہتر سے بہتر دیں اور
حقیقت اُجھی مسلسل ہے کہ جتنی دوائیں پیش ہوں، وہی اُجھی اُجھی
زیادہ کوئی ہیں۔ اس کا اصل مطلب یہ ہو کہ مرض اپنی ابتلائی حالت
میں قابل علاج ہوتا ہے لیکن اس درجہ میں نہ تو سچ ٹھیک ہو جاتی ہے
اور درجہ پیش ہی ابتدائی ملا جوں اور حکایتوں کو کچھ ایسی دستی ہے اگر ان
لکھنے اصولوں پر لوگ عمل کرنے لگیں اس بیانی کے نام پر دشمن
خوب نکالیں یا اپنے نسبتے خوال دل دوائیں نہ مٹھائیں کا اس

اس مرض سے چھکا کا راحصل ہونا اشكل ہے تو اشتمال الشناس مرض کی

دستر خوان پر تیز ای فدائیں لے ہوں اور شوکیختہ دلی سٹھ
تسبیح صحت قابو رہ سکتی ہے۔

یاد رکھو کو گشت کا بکثرت استعمال، سیلاچاول، سیگن
اردو، راتا لو، تیس، گڑ، موگلی بیچلی، گرم مصالحہ، تیر مر جوں و اے
سالن، ڈھلی دالیں، راتی، سرک، چننیاں، اچار، قرمی ترشی
چٹ پٹی اور زیادہ گھی کی فدائیں تند رستی خاب کر کی ہیں، جو لوگ
گوشت ایضاً، بیچلی اور یاناری مٹھائیوں، چٹ پٹی مٹھن، فدائیں
کے عادی ہوں ان کو گوشت بہری شام کر کے پکا ناچاہے ہے
اور ایک وقت دستر خوان پر پی اور پیکی ستریاں ضرور بھی ہوئی
چاہیں تاکہ فدائیوں از رہے۔

چل فتدی سچ کی جیسی قدیم بہترین مددش ہے، صحت
کے بیچ بہت مفید ہے ایکن الگ الالات
سے بھوری ہے تو دن کے آخری حصے میں پھر مقام کی سیر کر کی
چھڑی، کچھ میدان میں شپنگ ہو جائیں، پھر اوتاراہ ہو جائیں لیے لے
مچھرے سانس لینا قیام صحت کے بیچ ہوت کافی ہے، ایکن پیچ
امور کی طرح پابندی کے ساتھ ہو جائیے۔

تازہ ہوا کا حصول روزانہ سچ و شام بہترین مدد اور بکھڑے ہے
صصول کا بہترین ذریعہ ہے، اس کے ملادہ روزانہ اور بکھڑکیں ای
قدر میں زیادہ اور کشا دہ ہوئی پاہیں تاکہ تازہ ہو اور دن راتی جا
رسہے، رات کو سوئے وقت بھی کمرہ کی کھڑکی مکھی دہنی جائیے
اور ملخو ٹھک کر نہ سونا چاہیے ٹواہ کھنی ہی سردی کیوں نہ ہو۔

صفائی کا معمول اپنی صحت کے بیچ میں سمات جنم کا کھلا
اور صاف رہنا ہماری بہت ضروری ہے
ان کو حفل کے ذریعہ صاف رکھا جا سکتا ہے، اچھے خلصے لوگوں کو
چیل قدری کے بعد ملنادہ خلص کرنا چاہیے، کمزوروں اور لوگوں اور
سرد پانی سے مجبوریوں کو بہتر میں کم سے کم تین مرتبہ فرشتم فر
پانی سے نہماں چاہیے، جہاں تک جو کے سوچی اور بخراں اسی
حالات کی پابندی کے ساتھ صاف تھبھے کر پڑے پہنچاہیں
سورج کی روشنی اسراز کے دفعیہ اسداد اور صحت و
حیات کی حفاظت و ترقی میں سورج کی